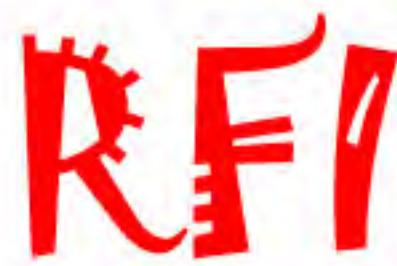


Scanned & PDF Copy by



عمران سری نمبر ۱۶۱

الرطب کہمپ

حصہ دوم

منظہر کلیم ایم، اے

یوسف برادز پاک گیٹ ملتان نمبر ۵

نوت: ناول کی حالت کافی خستہ تھی کافی محنت کے بعد اسے پڑھنے کے قابل بنایا گیا۔ اس کے لیے تقریباً ناول کے ہر صفحے کا علیحدہ علیحدہ میک اپ کرنا پڑتا ہے۔

فاروق

مزید ناولز کے لیے ملاحظہ کریں۔۔۔ درج زیل ویب سائٹ۔

Scanned & PDF by RFI

واقعیت مجھ سے حاصل ہو گئی ہے۔ مجھے عمران کو زندہ نہ پہلوڑنا چاہیے تھا۔ بہر حال اب اس کی موت لقمنی ہو گئی ہے۔ ماسٹر نے کمرے میں ٹلتے ہوئے بڑپڑا کہ کہا۔ اُسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

"یہ کھمان" — ماسٹر نے چونکہ کہ دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، دوسرا ہے لمحے دروازہ کھلا اور ایک غیر ملکی نوجوان اندر داخل ہوا۔

"کھمان ٹاشر" — ماسٹر نے ہونٹ بھینجتے ہوئے کہا۔ اور میز کے چھپے رکھی ہوئی ادپختی نشست کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

نوجوان ٹاشر مواد بانہ انداز میں آگے بڑھتے ہوئے میز کی دوسری سائیڈ پر موجود کرکیوں کے پاس کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو" — ماسٹر نے ہونٹ بھینجتے ہوئے کہ کہا۔ اور

Scanned & PDF Copy by RFI

ٹاشر سر ملتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔
”نہردن بس نے ایک انتہائی اہم تین مشن چارے ذمے
لکھا ہے۔ پہلے یہی نے سوچا تھا کہ یہاں کے مقامی آدمیوں کو
استعمال کر دیں گا۔ لیکن اب حالات اتنی تیزی سے بدل گئے
ہیں کہ یہی نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔ اب یہ مشن چار اخصوصی
گروپ پر یہ سر انجام دے گا۔“ ماسٹر نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ نو۔ پہلے تو شاید میں اس پر تیار ہو جاتا یہکن اب نہیں۔“
”ویسے اگر آپ چاہیں تو اس طالب کے آدمیوں کا باہر سے
بند دبست کیا جاسکتا ہے۔“ ٹاشر نے کہا۔

”اوہ۔ نو۔ پہلے تو شاید میں اس پر تیار ہو جاتا یہکن اب نہیں۔“
ماسٹر نے انکار میں سر ملا تے ہوئے کہا۔

”جیسے حکم سر۔ ہمیں کیا کرنا ہو گا سر۔ کیا ان کے
میک اپ میں دھماکے کے ترنے ہوں گے؟“ ٹاشر
نے کہا۔

”نہیں۔ دھماکوں کے لئے اور لوگ بہت یہی سُم نے ایک
خصوصی مشن پر کام کرنا ہے۔ اور موجودہ حالت میں یہ مشن اور زیادہ
مشکل ہو گیا ہے۔ یہ عمران ہماری لائی پر لگ گیا ہے۔ یہ رات جی
چاہتا ہے کہ مشن سے پہلے اس عمران سے دو ڈاکٹر کروں۔ لیکن
مشن اس قدر راجع ہے کہ مجھے اُس سے نظر انداز کرنا پڑ رہا ہے۔
بہ حال مشن کی تکمیل کے بعد اس کا خاتمه یقینی ہے۔“ ماسٹر
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”سر۔۔۔ آپ مجھے حکم دیں۔ یہ اس کا خاتمه کر دیتا ہوں۔“
ٹاشر نے فوراً ہی اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ وہ تمہارے بس کا نہیں ہے۔ ٹاشر۔ مجھے معلوم ہے
کہ ایسے معاملات میں تمہارا حق کارکردگی عروج پر ہے۔ لیکن یہ
علی عمران کچھ اور قسم کا آدمی ہے۔ اب دیکھو، حالانکہ میں اپنے چچے

”چو حکم بس۔۔۔ ہم تو ہر وقت تیار ہیں۔“ ٹاشر
نے جواب دیا۔

”لیکن اس مشن میں ایک الجھن ہے۔ کہ ہمیں اپ لینٹ کے
باشندوں کا میک اپ۔ ان کی زبان۔ ان کا ہجہ اختیار کرنا ہو گا۔
اس لئے یہی نے طالب یہی سے بات کی تھی۔ لیکن وہ نظر دوں میں
آگیا تھا۔ اس لئے مجھے فرداً اس کا خاتمه کرنا پڑتا۔ کیا ہمارے گروپ
یہ کم ان کم چھا افراد ایسے تیار ہو سکتے ہیں جو یہ دل بھا سکیں۔“
ماسٹر نے کہا۔

”باس۔ چھ تو ہنیں البتہ مجھے سمجھیت چارا یہے آدمی ہوں جوان
کے ہی ہیتے یہیں ان کی زبان بھی رومنی سے بول لیتے ہیں اور وہ
اپ لینٹ میں ان کے میک اپ میں کام بھی کرتے رہے ہیں۔ یہ مشن
آٹھویس کے دوران جناب۔“ ٹاشر نے جواب دیا۔

”اوہ ہاں۔ اب مجھے یاد کر گیا۔ تھہمد اگر وہ اپ لینٹ میں کام
کرتا رہا ہے۔ دیر ی گدھ۔ مجھے سمجھیت پائیج ہو گئے۔ بس اتنے ہی

لھا تفصیل بتاؤ۔۔۔ ماسٹر نے چونک کر کہا۔

”جاپر کے ذمہ آپ نے کھم شل مار کیٹس میں دھما کے کامشن لگایا تھا۔ جیکر جابر کا راست ہینڈ ہے۔ اور جیکر کی مدد سے ہی جابر کا دروازی کرتا ہے۔ لیکن اس بار جابر نے بجا ہے جیکر کے آدمیوں کو آگے بڑھانے کے اپنے خاص گروپ کو آگے بڑھایا۔ اور گرین کھم شل مار کیٹس میں دھما کوں کی منصوبہ بندی کوئی۔ لیکن پھر اطلاع ملی کہ جیکر کو اس کی بار سے زبردستی انگوامہ لیا گیا ہے۔ اور انگوامہ کرتے وقت انگوامنگان نے جابر کا نام بھی لیا تھا۔ اس پر میں نے فوری کارروائی کی اور جیکر کے دانتوں میں موجود ذہریلے کیپول کے ایم جنپی دائریں کو آن کر دیا۔ اس طرح جیکر انگوامہ لے کے فوراً بعد می ختم ہو گیا۔“

”درنہ اگر جیکر زندہ ان کے با تھا لگ جاتا تو یقیناً جابر اور اس کا پورا اگر و پھر حکومت کی نظر میں آ جاتا۔ میں نے تو ہی سمجھا تھا کہ یہ انشیلی جنس کی کارروائی ہے۔ لیکن انشیلی جنس میں اپنے مخصوص آدمیوں سے معلوم ہوا ہے کہ انشیلی جنس نے ایسی کوئی کارروائی نہیں کی۔ اب اس کی بات سن کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ کارروائی یقیناً اس عصر ان کے آدمیوں کی ہی ہو گی۔“ ماثر نے کہا۔

”ادہ۔ یہ تو بہت خطرناک معاملہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایشن اسکو اسیں ہونے والی میٹنگ کے متعلق ان لوگوں کو تفصیلات مل گئی ہیں۔ وہندہ وہ کبھی اس طرح جابر کو تلاش کرنے کے لئے جیکر ہاتھ نہ ڈالتے۔“ ماسٹر نے ہونٹ بھختے ہوئے کہا۔

”یہ بارس۔۔۔ میرا بھی یہی خیال تھا اس لئے میں نے جابر اور

کوئی گلیو چھوڑنے کا عادی نہیں ہوں۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ بھوت کی طرح میرے پیچے لگ گیا ہو، اس نے نہ صرف اعجاز کو ٹریس کر لیا۔ بلکہ اس نے اعجاز کو ہینڈل بھی کر لیا۔ اور اس نے انتہائی حاقت ۶ میز انداز میں الفڑ ہاؤس اور ٹاپ میں دونوں کا ٹلیو ۹ سے دے دیا۔ وہ تو میں نے حفظ مقدم کے طور پر اعجاز کے دفتر میں خفیہ دائریں ٹیپ ایڈجسٹ کیا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے مجھے ساری حقیقت کا پتھر لیا۔ اور میں نے فوری طور پر اعجاز ٹاپ میں اور الفڑ ہاؤس سب کچھ تباہ کر کے اس کا راستہ روک دیا۔ درنہ الفڑ ہاؤس پہنچنے کے بعد وہ میرے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔“ ماسٹر نے تیز تیز بلجے میں کہا۔

”ادہ بارس۔۔۔ اگر وہ ایسا آدمی ہے تو پھر میں سے پہلے اس کا خاتمه انتہائی ضروری ہے۔۔۔ جیکر کو بھی انگوامہ لیا گیا تھا۔ لیکن ہینڈ کو امڑ کو فوری اطلاع مل گئی اور جیکر کے دانت میں موجود ذہریلے کیپول کو آپریٹ کر کے اس کا خاتمه کر دیا گیا۔ درنہ شاید جابر والا پورا سندھ بھی سامنے آ جاتا۔۔۔“ ماثر نے کہا۔

”کیا کہہ دے ہو۔۔۔ کون جیکر۔۔۔ وہ ٹیکارڈ یگون بارہ والا۔“ ماسٹر نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”ادہ بارس۔۔۔ آپ کو پورٹ نہیں ملی۔۔۔ میں نے تو آپ کے خصوصی ریکارڈ میں رپورٹ ٹیپ کر ادی تھی۔۔۔“ ماثر نے حیرت بھرے بیچے میں کہا۔

”اچھا۔۔۔ مجھے ابھی پیش ریکارڈ سننے کا موقع ہی نہیں ملا۔۔۔ کیا ہوا

ہوں گا۔ اور لانگ سرکل کا چارج تم میں مشن کی تکمیل تک لانس کے پسرو کر دو۔ وہ خود اپنی مرضی سے کارروائیاں کرتا رہے گا۔ لیکن اُسے تمہارے گرد پ اور میرے متعلق کوئی معلومات انہیں ہوتی چاہیے۔ — ماسٹر نے تیز تیز بچھے میں بدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے پاس۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن یہ مشن کب شروع ہو گا اور اس کی تفصیلات کیا ہیں؟“ — ٹاشن نے پوچھا۔

”تفصیلات تو مجھے بھی معلوم نہیں ہیں۔ نمبرؤں تفصیلات مہیا کرے گا۔ بہر حال یہ مشن ابھی چند روز بعد ہی سامنے آئے گا۔ میں اس ددران اپنے اتنی تحقیقات تکمیل کر لاؤں گا۔ تم بہر حال ان چار آدمیوں کو تیار کرو۔ کسی بھی وقت میں مشن پر کام شروع ہو سکتے ہیں۔“ — ماسٹر نے کہا۔

”یہ پاس۔ ٹھیک ہے۔“ — ٹاشن نے کہا۔ ”او۔ کے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ اور سنو۔ اب تمہارا اور میرا رابطہ بھی صرف ایوں زیر دلائی سیمیٹر پر ہو گا۔ ویسے نہیں۔“ ماسٹر نے کہا۔

”یہ پاس۔“ — ٹاشن نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ماسٹر نے اشارے سے اُسے جانے کی اجازت دی۔ اور وہ تیزی سے مٹک کر بیرونی دروازے کی طرف مر گیا۔

”پاکیٹیا کی تباہی کا مشن تکمیل ہو جائے عمران اس کے بعد

وہ سرے ایسا یا کے تمام اپنگار جن کو فوری طور پر انڈر کراؤ نہ چلے جانے کے احکامات دے دیتے ہیں۔“ — ٹاشن نے جواب دیا۔ ”ادہ نہیں۔ صرف مسمی انڈر کراؤ نہ بھجنے کا کوئی قانون نہیں۔ اگر یہ کارروائی دا قی عمران یا اس کے ساتھیوں کی ہے۔ تو پھر یقیناً سیکرٹ سروس ہمارے خلاف پوری طرح حکمت میں آچکی ہے۔ ان سب کا فوری خاتمه ضروری ہے۔“ — ماسٹر نے تیز بچھے میں کہا۔

”پاکیٹیا سیکرٹ سروس۔ نہیں پاس۔ میں نے تسلی کر لی ہے۔“ — ٹھاکوں کا کیس انٹلی جنس کے پاس ہی ہے۔ سیکرٹ سروس کو ریفر نہیں ہوا۔ سفتر سیکرٹیٹ میں ہمارے آدمیوں نے خاص طور پر اس کی رپورٹ کی ہے۔“ — ٹاشن نے کہا۔ ”ہو سکتا ہے۔ انہوں نے باقاعدہ کیس نہ لیا ہو۔ لیکن اگر یہ کارروائی انٹلی جنس کی نہیں ہے تو پھر یقیناً سیکرٹ سروس کی ہو گی۔ اب ہمیں بے حد بحاط رہنا ہو گا۔ اگر یہ میں مشن سامنے نہ آ جاتا تو یہ یقیناً پوری وقت عمران اور سیکرٹ سروس کے خلاف جھونک دیتا۔ لیکن اب ہمیں ہر قیمت پر اس مشن تک تکمیل طور پر کیمیو فلاح ہونا پڑے گا۔ درستہ ہماری موجودی سی غفلت سے یہ مشن ادین ہو جائے گا۔ تم تمام ایسا یا کے اپنگار جن کے فوری خاتمے کے احکامات جاری کر دو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے خاص گرد پ کو تکمیل طور پر کیمیو فلاح کر دو۔ نیزہ و جیٹہ کو امٹر سے فوراً شفط ہو کر بیسہ بیٹہ کوارٹر میں چلے جاؤ۔ میں بھی اب ایک انتہائی خفیہ مقام پر

چینے کی آواز سنائی دی۔ کوئی پچھے پچھے کر قتل کی بات کر رہا تھا۔ سبز کار آنہ ہی اور طوفان کی طرح دوڑتی ہوئی آگے گئے بڑھ گئی تھی۔

”قتل۔۔۔ کس کا قتل“۔۔۔ خادر نے پونک کر کہا۔ اور تیزی سے واپس ہال کی طرف ٹرگیا۔ ہال میں افراتفری سی نجی ہوتی تھی۔ اور دیڑھ اور کاؤنٹرین ایک راہداری میں دوڑتے جا رہے تھے۔ خادر اور سبز یقینی ہی ان کے پیچھے دوڑ پڑتے۔ ہال میں موجود باقی افراد افراتفری کے عالم میں میں گیٹ کی طرف دوڑتے جا رہے تھے۔ یا لگتا ہے جیسے کوئی خاص واقعہ ہو گیا ہو۔

”کیا ہوا۔۔۔ کس کا قتل ہوا ہے“۔۔۔ خادر نے ایک بوڑھے سے دیڑھ کا بازو ٹکر پوچھا۔

”سردار آصف کا۔۔۔ ہوٹل نے مالک کا۔۔۔ ان کے دفتر میں انہیں گولی مار دی گئی تھی۔۔۔“۔۔۔ اس بوڑھے دیڑھ نے کاپنے ہوئے بچھے میں کہا۔

”سردار آصف۔۔۔ اودہ“۔۔۔ خادر نے یک لخت چونک کر کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ تمام لوگ راہداری کے اختام پر ایک کمرے کے کھلے دروازے میں جا رہے تھے۔

”بہت جاد۔۔۔ میرا تعلق خفیہ پولیس سے ہے“۔۔۔ خادر نے پچھ کر کہا۔ اور دروازے کے سامنے موجود دیڑھ خفیہ پولیس کا نام سنتے ہی تیزی سے ادھر ادھر ہو گئے اور خادر اور صدیقی اندر داخل ہو گئے۔ یہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا کمرہ کھا۔ جس کی میز کے پیچھے کرسی پر ایک آدمی کی لاش پڑی تھی۔ اس کا سینہ گولیوں

اگر تم سمجھ سکے تو پھر میں بتاؤں گا کہ ماسٹر تمہارے جسم سے روح کیسے باہر نکالتا ہے۔“۔۔۔ ماسٹر نے بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔ ادرس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔



خادر اور صدیقی لمحہ کم کے ہوٹل آرام باغ کے ہوٹل سے باہر نکل ہی رہے تھے کہ اچانک دو آدمی انہیں تیز رفتاری سے ان دونوں کی ساییدوں سے نکلتے ہوئے باہر کو پکے اور ایک دو دلوں چونک کہ انہیں دیکھا ہی رہے تھے کہ وہ دونوں دوڑتے ہوئے ایک ساییدہ پر کھڑی سبز رنگ کی ٹوپیوں کا رہیں اس طرح سوار ہو گئے جیسے ان کے تیچھے طوفان آ رہا۔

”یہ کیا چکر ہے“۔۔۔ صدیقی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔۔۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ کمل ہوتا۔ ہال میں کسی کے

اس کے چہرے پر زلزلے کے ۲ ثار تھے۔ کاڈنٹر بپ بانج کر اس نے سے چلنی ہو رہا تھا۔
انتہائی بھرتی سے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے سے شروع کر دیتے
اور پھر جنہے لمحوں بعد وہ دا قعی سردار آصف کے قتل کی روپورٹ درج
کر ا رہا تھا۔

"کس نے قتل کیا ہے سردار آصف کو؟" — مینجر کے رسیور
رکھتے ہی خادر نے اس سے پوچھا۔

"معلوم نہیں جناہ۔ ایک دیڑانہ ریگیا تو سردار آصف مردہ
پڑتے تھے۔ اس نے باہر آ کر پنج کو سب کو بتایا۔اتفاق سے یہی
کاڈنٹر پر موجود تھا۔ اس نئے میں انہوں پنج گیا۔ ورنہ میر ادفتر تو ادپہ
دالی منزل پر ہے۔" — مینجر نے سر ہلاکتے ہوئے کہا۔

"پولیس کے آنے تک آپ دفتر میں ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم
آپ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں" — خادر نے کہا۔

"اوہ جناہ۔ مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔" — مینجر نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہیں کہہ رہا ہوں دفتر میں چلو" — خادر کا اجھے یہیں بخت کرخت
ہو گیا۔

"آپ کون ہیں۔ آپ پہلے اپنی شناخت کرائیں۔ اور جناہ
پولیس کے آنے تک یہاں سے نہیں جا سکتا۔ یہ ضروری ہے۔"
مینجر نے اکٹتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے باہر پولیس گاڑیوں کے سائروں کی آوازیں سنائی
دیئے گئیں۔ اور تھوڑی دیر بعد پولیس کا ایک آفسر جنہے پاہیوں
مینجر کمرے سے نکل کر تیزی سے کاڈنٹر کی طرف بڑھتا گیا۔

"اوہ" — یہ واقعی ہمدردار آصف ہے۔ اودہ کا شش لمحے
معلوم ہوتا کہ یہ اس ہوٹل کا مالک ہے۔ — خادر نے لاش کو
دیکھتے ہوئے کہا۔ ایک آدمی لاش پر جھکا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے
لاش کی جیبوں کی تلاشی لینے میں مصروف تھا۔

"یہ شاشر گرد پ کا کام ہے۔ جیکن کوئی بچانتا ہوں ایکن
وہ تو....." — لاش پر جھکے ہوئے آدمی نے پڑھاتے
ہوئے کہا۔ یکن وہ فقرہ مکمل کرنے کی بجائے یک بخت میدھا
ہو گیا۔ شاید اس سے خادر کی اپنے موجودگی کا احساس ہو گیا تھا۔
"آپ" — آپ کون ہیں۔ پلیز باہر چلے جائیں۔ یہاں قتل ہو گیا
ہے۔ — اس آدمی نے انتہائی تباخ لہجے میں کہا۔

"میرا تعقی خفیہ پولیس سے ہے۔" — خادر نے انتہائی سخت
لہجے میں کہا۔ اور خفیہ پولیس کا نام سن کر وہ آدمی بڑی طرح اچھل پڑا۔
"اوہ اوہ۔ سر۔ یہیں ہوٹل کا مینجر ہوں۔ یہ ہوٹل کے مالک سردار
آصف ہیں۔ کسی نے انہیں گولی مار دی ہے۔ یہیں پولیس کو روپورٹ
کرتا ہیں۔" — اس آدمی نے تیزی سے دروازے کی طرف
مڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں" — ضرور کر د۔ — خادر نے سر ہلاکتے ہوئے
کہا۔ اور پھر وہ صہیلی کو اشارہ کر کے اس کے تیسجھے سیر دنی
دردازے کی طرف بڑھ گیا۔
مینجر کمرے سے نکل کر تیزی سے کاڈنٹر کی طرف بڑھتا گیا۔

Scanned & PDF Copy by RFI

خادر نے کہا اور اپنے فیٹ میں آ کر اس نے رسیور انٹھایا۔ ۱۵۱
تیزی سے ایکٹو کے نہبڑا مل کرنے شروع کر دیتے۔ صدیقی
بھی اس کے ساتھ ہی اندر آ گیا تھا۔

"ایکٹو" — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے
ایکٹو کی آواز سنائی دی۔ اور خادر نے سردار آصف کی اس
میٹنگ میں موجودگی سے لے کر اس کے قتل اور منیجر کی بڑبڑا ہٹ
کی تمام تفصیل کی روپرٹ دینی شروع کر دی۔

"اوہ" — یہ بے حد اہم لکھوئے ہے، تھم اس وقت کہاں سے
دون کر رہے ہو" — ایکٹو نے پوچھا۔

"اپنے فیٹ سے جناب۔ ہوٹل آرام باع یہاں سے قریب
ہی ہے" — خادر نے جواب دیا۔

"تم ایسا کہو کہ اس منیجر کو انتہائی محتاط انداز سے انداز کر کے
دانش منزل پہنچادو۔ لیکن خیال رکھنا کہ کہیں یہ بھی جیگر کی طرح زہر
کی پسول چبکار کر دکشی نہ کرے" — ایکٹو نے کہا۔
"بھیک ہے سر۔ میں اسے بے ہوش کر دوں گا"

خادر نے کہا، اور ایکٹو نے او۔ کے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔
خادر نے بھی رسیور کھا اور صدیقی کی طرف مڑ گیا۔

"میرا خیال ہے ہمیں میک اپ کر لینا چاہیے۔ ہو سکتا ہے
کہ مجرموں کے آدمی دہان نگرانی کر رہے ہوں۔ وہ پہلے بھی ہمیں
دیکھ چکے ہیں" — خادر نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔
"بھیک ہے" — میں اپنے ظیٹ سے تیار ہو کر آ جا۔

کے ساتھ دوڑتا ہوا مل میں داخل ہوا۔ اور منیجر تیزی سے ان کی طرف
پک گیا۔ وہ انہیں اس راہداری میں لے گیا۔ جہاں سردار آصف
کی لاش بڑی تھی۔

"صدیقی میرے ساتھ آؤ" — خادر نے کہا۔ اور پھر تیزی
سے بردنی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ پولیس آفیسر نے کسی کو
روکنے کا حکم جاری نہ کیا تھا۔ اس لئے وہ دونوں آسانی سے
میں گیٹ کر اس کے نامہرا گئے۔

"کیا تم سردار آصف کو جانتے ہو" — صدیقی نے باہر
نکلتے ہی پوچھا۔

"ہاں" — خادر نے کہا۔ اور پھر اس نے مختصر لفظوں میں
ایسٹرن اسکوائر میں ہونے والی میٹنگ کی بابت بتاتے ہوئے
صدیقی کو بتایا۔ کہ سردار آصف بھی اس میٹنگ میں موجود تھا۔
یہ بھی کسی ایسے کا انجارج ہے۔ میں اس کو جانتا نہ تھا۔ اور اب
ہم نے اس منیجر کو انداز نہیں کر رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ
ہے۔ وہ فاتلوں کو بھاٹتا ہے۔ میں نے اس کی بڑبڑا ہٹ سن لی
ہے۔" — خادر نے کہا۔ اور صدیقی

نے سر بلاد دیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں قدم بڑھتے دہاں
سے قریب ہی ایک بلڈنگ میں اپنے فلیٹس تک پہنچ گئے۔
ہوٹل آرام باع جو نکھان کے فلیٹ سے قریب تھا۔ اس لئے کہی
بکھار دہ کھانا کھانے ادھر آنکلتے تھے۔ آج بھی وہ دونوں لمحے کرنے
یہاں آئے تھے۔

"میں ایکٹو سے بات کرتا ہوں۔ یہ مسئلہ بے حد اہم ہے"

Scanned & PDF Copy by RFI

ہوں۔ ابھی تو وہ میسجر پولیس کا رہ دانی میں پھنسا ہوا ہو گا۔ پولیس کے دلپس جانتے کے بعد ہی اس پر ہاکٹر ڈالا جاسکتا ہے۔ صدیقی نے جواب دیا اور صدر کمپسیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" عمران صاحب۔ ایک اہم کیلو مٹا ہے" — عمران
کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی بلیک زید نے اس سے
منی اٹب ہو کر کہا۔

" کیا کلیو" — عمران نے چونکہ پوچھا۔ اور جواب میں
بلیک زید نے خادر کی طرف سے دی گئی روپورٹ کی تفصیل
 بتا دی۔

"ٹائش گروپ۔ یہ کون سا گروپ ہے۔ نام تو غیر ملکی
 لگتا ہے" — عمران نے کہ سی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"اب یہ تو وہی میسجر ہی بتا سکتا ہے" — بلیک زید نے
 سمرہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بشرطیکہ وہ نہ نہ سلامت یہاں تک پہنچ گیا۔ کتنی دیجے
 ہوئی ہے خادر کی کال آتے ہوئے" — عمران نے

پوچھا۔

"اُسے میٹنگ روم میں جانے کا کاشن د۔۔۔ے دو۔۔۔ میں اس سے مزید تفصیلات پوچھنا چاہتا ہوں"۔۔۔ عمران نے بلیک زیر و نے مخاطب ہو کر کہا۔ اور بلیک زیر و نے سہ ہلاتے ہوئے ایک اور بٹن دبایا اور پھر میز کے کنارے پر فٹ مائیک میں کہنے لگا۔

"خادر میٹنگ روم میں پہنچ جاؤ"۔۔۔ بلیک زیر و نے مخصوص بچے میں کہا۔ اور بٹن آف کر دیا۔

چند لمحوں بعد خادر گیٹ روم کا دروازہ لاک کر کے برآمدے سے ہوتا ہوا میٹنگ روم کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ جب وہ میٹنگ روم کے دروازے میں داخل ہو گیا۔ تو بلیک زیر و نے میٹنگ روم آن کر دیا۔ اور اب سکرین پر میٹنگ روم کا منظر نظر آنے لگا۔ خادر ایک کرسی پر بیٹھ رہا تھا۔ بلیک زیر و نے میٹنگ روم کا مائیک آن کر کے اُسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ایک ٹوپیکنگ"۔۔۔ عمران نے مخصوص ہیچس کہا۔ "لیں سر"۔۔۔ خادر نے تیزی سے اٹھ کر میٹنگ روم میں نصب مخصوص دسیور کا بٹن آن کر تے ہوئے کہا۔

"اس سردار آصف کے متعلق مزید تفصیلات بتاؤ۔ دلماں ایسٹرن اسکواہر کی میٹنگ سے متعلق"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور جواب یہ خادر نے میٹنگ میں سردار آصف کی موجودگی اور اس کی بات چیت کی تفصیل بتانی شروع کر دی۔ جو آدمی سردار آصف کو قتل کر کے سبز کارمیں گئے تھے ان کے

"دس منٹ ہو گئے ہیں"۔۔۔ بلیک زیر و نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ آپریشن روم میں مخصوص سیدیگی آڈاًز گو سچ اٹھی اور عمران اور بلیک زیر و دو ٹوں چوہک پڑے۔ بلیک زیر و نے جلدی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن پر میں کیا تو دیوار پر موجود سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر دانش منزل کے گیٹ کا بیرد نی منظر نظر آ رہا تھا۔ جہاں خادر کی کار موجود تھی۔ اور ایک آدمی کا لبیل کے قریب کھڑا تھا۔

"یہ خادر ہے۔ ریڈی میڈیک اپ میں"۔۔۔ عمران نے سکرین کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیر و نے سر ملا تے ہوئے پھاتک کھولنے کا بٹن دبادیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر پھاتک کھلتا ہوا نظر آیا۔ اور خادر تیزی سے والپس کار میں بیٹھ گیا۔ اور کار دانش منزل کے اندر داخل ہو گئی۔

"خادر اکیلا لگتا ہے۔ صدیقی ساتھ نہیں ہے"۔۔۔ بلیک زیر و نے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"وہ شاید اسے ٹیچھے سے کوکرنے کے لئے علیحدہ موجود ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

خادر کی کار برآمدے کے قریب رک چکی تھی۔ اور پھر خادر نے کار میں سے ایک بے ہوش آدمی کو باہر کیفیج کر کا نہ ہے پہ ڈالا۔ اور گیٹ روم کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور بلیک زیر و خاموشی سے اُسے گیٹ روم کی طرف جاتے دیکھتے رہے۔

Scanned & PDF Copy by RFI

اور پھر عمران اور بلیک زیر داس وقت تک خاموش ریختے رہے جب تک خادر اپنی کار لے کر دانش منزل سے باہر نہ نکل گیا۔

میں ذرا اس منجر سے پوچھ گئے کہ لاؤ ۔۔۔ پھاتک بندھتے ہی عمران نے کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ لیکن اُسی لمجھے میز پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اکٹھی اور بلیک زیر دنے ہاتھ پڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"ایک ٹو" ۔۔۔ بلیک زیر دنے مخصوص آواز میں کہا۔ اور عمران کاں سننے کے لئے رک گیا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جا ب۔ عمران صاحب فون پر نہیں مل ہے۔ میں نے انہیں ایک اہم رپورٹ دینی ہے" ۔۔۔ ٹائیگر کی آواز سننائی دی۔

"ٹرانسیمیٹر کاں کہ لیا کہ د۔ اور سوائے اشد ضرورت کے اس فون پر کاں مت کیا کہ د۔ سمجھے" ۔۔۔ عمران نے تیزی سے بلیک زیر د کے ہاتھ سے رسیور لے کر انہتہائی سخت بیجے میں کہا۔

"یہ سہ" ۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے سہے ہوئے لیجے میں جواب دیا۔ اور عمران نے ہونٹ پھینکتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"ٹاپ میں کے بارے میں ہی رپورٹ دینی ہو گی اس نے" عمران نے پڑھاتے ہوئے کہا۔ جب کہ بلیک زیر د نے جلدی سے میز پر رکھے ہوئے بڑے سے ٹرانسیمیٹر کی فریکونسی ایڈجسٹ

رکھے۔ عمران نے پوچھا۔ اور جواب میں خادر نے تفصیل بتا دی۔

"بیز کار کے متعلق تفصیلات" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"سر۔ نتے مڈل کی ٹویوٹا گاڑی تھی۔ اس پر نمبر پیپٹ تو موجود تھی۔ لیکن اس کے ہند سے واضح نہ تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے اس پر کوئی مخصوص چیز ڈال دی گئی ہو" ۔۔۔ خادر نے جواب دیا۔

"اس منجر کے انداز کرنے میں کوئی پر ابلم تو پیش نہیں آیا، عمران نے ایک لمجھے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"وسرے" ۔۔۔ میں اور صدیقی بلیک اپ میں وہاں رکھے۔ پولیس ابھی تک وہاں موجود تھی۔ پولیس کے جانے کے بعد منجر اپنے دفتر میں جانے کی بجائے ہوٹل سے نکل کر ایک کار میں بیٹھ گیا۔ ہم نے اس کا تعاقب کیا۔ پھر جیسے ہی اس کی کار سپر ہائی وے کے تیر سے ٹڑک پڑھی۔ ہم نے اُسے روک لیا۔ اس کے بعد اُسے کو روکنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ ریوالر کے دستے کی ایک ہی ضرب نے اُسے بے ہوش کر دیا۔ میں اُسے لے کر ہیاں آ گیا۔ صدیقی نے مجھے کو روک کئے رکھا۔ تاکہ اگر کوئی گرڈ بڑھو تو وہ سنبھال سکے۔ لیکن کوئی گرڈ بڑھنہیں ہوئی۔

خادر نے جواب دیا۔

"او۔ کے" ۔۔۔ اب تم صدیقی سمیت اپنے فلیٹ پر چلے جاؤ اور وہیں رہو۔ ہو سکتا ہے پس تھیں دوبارہ کاں کر دیں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور مائیک کا بٹن آف کر دیا۔

Scanned & PDF Copy by RFI

یہ تھیں دو آدمیوں کے جیسے بتاتا ہوں۔ مجھے بتا دے کیا ان حیلوں سے تم واقف ہو اور" — عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے قادر کے بتائے ہوئے جیسے دو ہر ادیتے۔

"تو سر" — یہ جیسے میرے ذہن میں موجود نہیں ہیں۔ اور" — دوسری طرف سے ٹائیگر نے معدودت بھرے بھی میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود دیکھ لون گا اور اینڈ آل" — عمران نے کہا اور ٹھانٹ میٹھا ف کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی غیر ملکی گروپ ہے۔ ورنہ ٹائیگر لانماں سے دافق ہوتا۔ وہ اب زیر نہیں دنیا کا یہ طریقہ چکا ہے۔ اور اس سے کوئی گروپ چھپا ہوا نہیں ہے۔" — عمران نے دوبارہ کوئی سے لشکھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکل کر گیٹ روٹ کی طرف بڑھ گیا۔

وہ دفتر سے نکل رہا تھا کہ نامعلوم طرف سے اس پہنچنے کی فائرنگ ہوئی اور وہ موقع یہ ہی ہلاک ہو گیا۔ میں نے کوشش کی کہ اس کے قاتلوں کا سراغ لگا کوئی۔ لیکن باوجود کوشش کے کوئی کھیو نہیں مل سکا اور" — ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہو ہمہ" — اچھا یہ بتا دے کسی ٹائیگر گروپ سے دافق ہو اور" — عمران نے ایک لمحہ خاموش، بہنے کے بعد پوچھا۔

"ٹائیگر گروپ" — تو سر۔ اس نام کا کوئی گروپ زیر نہیں دنیا میں موجود نہیں ہے اور" — ٹائیگر نے جواب دیا۔

کہ فی شروع کردی۔ اور پھر واقعی چند لمحوں بعد ٹرانسیمیٹر سے مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران کے اشارے پر بلیک زیر و نے ٹرانسیمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو" — ٹائیگر کا لگا اور" — ٹرانسیمیٹر سے ٹائیگر کی آواز بلند ہوئی۔

"یہ" — عمران بول رہا ہو اور" — عمران نے ہاتھ بٹھا کر بیٹھ کر تے ہوئے اینی اصل آوازیں کہا۔

"جناب۔ میں نے پہلے کوشش کی کہ فون پر رابطہ ہو جائے۔ کیونکہ مجھے خدا کے ٹرانسیمیٹر کا لچک نہ ہو جائے اور" — ٹائیگر نے دھنادست کر تے ہوئے کہا۔

"ٹاپ میں کے بارے میں کیا پوچھ رہ ہے اور" — عمران نے سخت لمحے میں کہا۔

"ٹاپ میں کو اس کے دفتر میں قتل کر دیا گیا ہے جناب۔

وہ دفتر سے نکل رہا تھا کہ نامعلوم طرف سے اس پہنچنے کی فائرنگ ہوئی اور وہ موقع یہ ہی ہلاک ہو گیا۔ میں نے کوشش کی کہ اس کے قاتلوں کا سراغ لگا کوئی۔ لیکن باوجود کوشش کے کوئی کھیو نہیں مل سکا اور" — ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہو ہمہ" — اچھا یہ بتا دے کسی ٹائیگر گروپ سے دافق ہو اور" — عمران نے ایک لمحہ خاموش، بہنے کے بعد پوچھا۔

"ٹائیگر گروپ" — تو سر۔ اس نام کا کوئی گروپ زیر نہیں دنیا میں موجود نہیں ہے اور" — ٹائیگر نے جواب دیا۔

کہنا شروع کر دیا۔

"دیکھو رابرٹ ۔۔۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ اگر تم خوف ناک ہوت سے بچنا چاہتے ہو تو جو کچھ ٹھاٹھر گر گروپ کے متعلق جانتے ہو۔ تفصیل سے بتا دو" ۔۔۔ عمران کا لمحہ بے پناہ نشکن تھا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں بتا تو رہا ہوں کہ میں کسی گروپ کو نہیں چاہتا" ۔۔۔ مینجمنے دوبارہ کہنا شروع کیا۔ اسی لمحے عمران نے ہاتھ بڑھا کر پینل پر موجود دو بشن یکے بعد دیگرے دبادیئے۔ ان بشنوں کے دبتنے ہی یک لخت نیجگر کے علق سے ایک خوف ناک چیخ نکلی اور وہ اس بڑی طرح فرش پر گر کر تپنے لگا جیسے پانی مجھلی سے باہر نکلنے پر تڑپتی ہے۔ چھٹ سے نیچے دلک کی یہ دشی نکلی کہ اس کے جسم کو احاطے میں لئے ہوئے تھی۔ مینجمن کی حالت انہتائی تیزی سے بگڑتی جا رہی تھی۔ اس کا پہرہ لمحہ بہ لمحہ منیخ ہوتا جا رہا تھا اور جسم اس طرح مرنے تپنے لگا تھا جیسے اس کے جسم کو کوئی کپڑے کی طرح مردود رہا ہو۔

"ابرٹ کی چیزوں سے گیست رومن گونج رہا تھا" ۔۔۔ "بولو ۔۔۔ درد نہ کہا رہے جسم کی ایک ایک دگ ٹوٹ جائے گی" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"بب ۔۔۔ بب ۔۔۔ بتا ما ہوں۔ ادہ۔ فارگا ڈسیک۔ س عذاب کو رد کو۔ رد کو۔ مم ۔۔۔ میں مر جاؤں گا" ۔۔۔ بہت نے بمجھی طرح پھر لکتے ہوئے کہا۔

میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصے میں عمران تھا جب کہ دوسرا حصہ میں فرش پر وہ مینجمنے ہوش پڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔ عمران نے ایک اور ٹین دبایا تو مینجمنے دو دھیا رنگ کی گیس بھرنی شروع ہو گئی۔ چند لمحوں بعد ہی مینجمنے جسم میں حرکت سی پیدا ہوئی اور لفڑی دیوبعد وہ آنکھیں ملتا ہوا اچھل کر بیٹھ گیا۔ اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے اُسے سمجھنا آہی ہو۔ کہ وہ کہاں پہنچ گیا ہے۔ عمران نے پینل کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو ایک چھوٹا سا مائیک پچھے دار تار سہیت باہر آ گیا۔ عمران نے مائیک پہنچنے میں تھام لیا۔ اور اس کی سائیڈ پر لگا ہوا بٹن دبادیا۔

"ہیلو مینجمن ۔۔۔ تم میرے آدازنے ہے ہو" ۔۔۔ عمران نے مینجمن کو دیکھتے ہوئے کہا، جو اب آنکھیں بچاڑے شیشے کی دیوار سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ دو دھیا رنگ کی گیس اب ختم ہو چکی تھی۔

"گاگ ۔۔۔ گاگ ۔۔۔ کون ہو تم اور میں کہاں ہوں" ۔۔۔ مینجمن کی گھبرا تی ہوئی آواز دیوار میں لگئے ہوئے ایک ڈبے سے

"یہ ٹھاٹھر گروپ کون ہے۔ اس کے متعلق پوری تفصیل بتاو" ۔۔۔ عمران نے نشکن بھی میں کہا۔

"ٹھاٹھر گروپ ۔۔۔ کیا ہطلب۔ میرا کسی گروپ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو ہٹول کا مینجمن ہوں۔ ملازم آدمی ہوں۔ سبھیں شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ تم بے شک معلوم کر لو۔ کہ رابرٹ ہوش آرام باغ کا مینجمن ہے یا نہیں" ۔۔۔ مینجمنے جلدی جلدی

Scanned & PDF Copy by RFI

اللائق سے ان کی باتیں سنی تھیں۔ تب مجھے پتہ چلا تھا کہ جیکیں کا متعلق ملکہ
گردب سے تھے۔ اور ملکہ کو گردب تمام غیر ملکیوں پر مشتمل ہے۔
ادمی لانگ سرکل کا پیشیل گردب ہے۔ ”— رابرت نے جواب
دیا۔

”جیکیں کے متعلق پوری تفصیل بتاؤ۔“ — عمران نے ہاتھ دوبارہ
پٹنوں کی طرف اٹھاتے ہو کرے کہا۔

”ادمی۔ نہیں نہیں۔ مدت ہاتھ بڑھا داں عذاب کے پٹنوں کی
رات۔ مجھے زیادہ معلوم نہیں۔ لیکن جیکیں کے تعلقات یہاں کی
ایک عورت سے تھے۔ مس مریسا۔ وہ نادلی انٹرپرائائز کے ذفتر
یہاں لیڈری سیکرٹری ہے۔ وہ اکثر اس کے ساتھ آتی جاتی رہتی
ہے۔ یہ مس مریسا فیصل کا لونی کی ایک چھوٹی سی کوششی بخوبی سو
پڑھیں رہتی ہے۔ وہ جیکیں کے متعلق پوری تفصیل جانتی ہے۔
یہاں اس سے زیادہ کچھ نہیں جاتا۔“ — مینہ رابرت نے بوکھلائے
ہے۔ مجھے اس کے ہمیہ کوارٹر کا علم نہیں ہے۔ میں اس کے
صرف ایک آدمی جیکیں کو جانتا ہوں۔ اور سردار آصف کو قتل کرنے
کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ
اقعی رابرت اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔

”سردار آصف تو خود لانگ سرکل کا آدمی تھا پھر اسے لانگ
سرکل کے آدمی نے ہی کیوں قتل کیا۔“ — عمران نے پوچھا۔
”یہ اس بات پر حیران تھا۔ دیے شاید لانگ سرکل میں بغاوت
ہو گئی ہو گئی۔“ — رابرت نے جواب دیا۔

”جیکیں کو میں نے ایک بار سردار آصف کے پاس دیکھا تھا۔“ اور کے تھیں کیوں۔ تم نے مجھے اچھی معلومات دی
وہ لانگ سرکل کے چیف بالوت کا پیغام لے کر آیا تھا۔ میں اس بات کی ایسا کہنا۔
یہ میں پوچھا۔

اور عمران نے پہلے پیس کئے ہوئے دونوں پٹنوں کو دوبارہ
پیس کر دیا۔ اور رابرت کے جسم پر پڑنے والی شعاعیں غالب
ہو گئیں۔ اور ان شعاعوں کے غالب ہوتے ہی رابرت کا بُجھی
طرح مل کھانا ہوا جسم جھشکے یعنی لگا۔ اس کا بُجھی طرح مسخ ہونے
والا پھرہ تیزی سے نارمل ہونے لگا گیا تھا۔ لیکن اب وہ
انتہا تیزی سے نارمل ہونے لے رہا تھا۔ بالکل اُس آدمی کی طرح جس
کے گردے کام کرنا چھوڑ گئے ہوں لیکن پھر سانس بھی نارمل
ہوتا گیا۔

”اُس جلدی بتاؤ پوری تفصیل ورنہ.....“ — عمران
نے دوبارہ پٹنوں کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔
”فارگاڈ سیکرٹری کے عذاب نازل کر د۔ میں سب کچھ
بتا دیت ہوں۔ ملکہ ایک غیر ملکی ہے اس کا پورا گردب سے
جن میں تمام غیر ملکی ہیں۔ یہ گردب لانگ سرکل کا میں اور خفیہ گردب
ہے۔ مجھے اس کے ہمیہ کوارٹر کا علم نہیں ہے۔ میں اس کے
صرف ایک آدمی جیکیں کو جانتا ہوں۔ اور سردار آصف کو قتل کرنے
والوں میں جیکیں بھی شامل تھا۔ میں نے اُس سے خود دیکھا ہے۔“

رابرت نے ہمیہ اندماز میں چیخ چیخ کر کھنڈا شروع کر دیا۔
”جیکیں کے متعلق تفصیل بتاؤ۔“ — عمران نے کرخت
ہجھے میں پوچھا۔

”جیکیں کو میں نے ایک بار سردار آصف کے پاس دیکھا تھا۔“ اور کے تھیں کیوں۔ تم نے مجھے اچھی معلومات دی
وہ لانگ سرکل کے چیف بالوت کا پیغام لے کر آیا تھا۔ میں اس بات کی ایسا کہنا۔
یہ میں پوچھا۔

Scanned & PDF Copy by RFI

"ایک" — عمران نے سخت اور مخصوص بچھے میں کہا۔
 "یس" — جولیا کا ہجہ یک سخت انہی میں مودہ بازے سے ڈھونڈھنکا لوں گا۔ اور پھر تمہارا جو حشر ہو گا دہ شاید اس دنیا میں آج تک کسی انسان کا نہ ہوا ہو گا" — عمران نے انہی میں کہا۔

"ایک پتہ نوٹ کرو۔ فیصل کا لونی کوٹھی نمبر تین سوتیرہ۔ اس کوٹھی میں ایک غیر ملکی رکھی مس مرسیا رہتی ہے۔ وہ نادلٹی انٹر پر ایزد میں یئڑی سیکرٹری ہے۔ تم نے اُسے ٹوکس کرنا ہے۔ کہ کیا وہ کوٹھی میں موجود ہے یا نہیں اور اس کوٹھی میں اس کے ساتھ اور کون کون رہتا ہے۔ یہ کام فوری طور پر کرنے ہے۔ اور خود یہ بچھے پورٹ دینی ہے" — عمران نے تجزیہ میں کہا۔ اور پھر جولیا کی بات نے بغیر اس نے سیور رکھ دیا۔

"یہ کیلو اس منہج نے دیا ہو گا" — بلیک زیر و نے سکراتے ہوئے پوچھا۔
 "اور مجھے الہام تو نہیں ہوتا" — عمران کا ہجہ توقع کے خلاف بے حد خشک تھا۔

"مران صاحب۔ کیا بات ہے۔ آپ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سمجھدہ ہیں" — بلیک زیر و نے قدرے ناخوشگوار ہجھے میں کہا۔

"دارالحکومت خوف ناک دھماکوں کی زد میں ہے۔ بے گناہ افراد مکھیوں کی طرح مر رہے ہیں۔ ان حالات میں بھی اگر کوئی شخص سمجھدہ نہیں ہوتا تو پھر وہ یقیناً محب وطن نہیں ہے" — عمران کا ہجہ اُسی طرح خشک تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر پڑا بھری۔

اگر ان باتوں کی بھک بھی کسی کے کانوں میں پڑی تو میں تمہیں پاتال سے ڈھونڈھنکا لوں گا۔ اور پھر تمہارا جو حشر ہو گا دہ شاید اس دنیا میں آج تک کسی انسان کا نہ ہوا ہو گا" — عمران نے انہی میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر ایک بٹن دیا۔ اس بار ایک زرد رنگ کی روشنی کی لہر رابڑ پر پڑی اور رابڑ کا جسم ایک بھک سے سیدھا ہوا اور پھر ساکت ہوا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے درمیانی شیشے کی دیوار ہٹا کی اور پھر گیٹ روم کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اس نے دروازہ باہر سے بند کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا مادا پس آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔

"اس منہج کو اٹھا کر کسی چوک پر ڈلوادینا" — عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی بلیک زیر و نے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی بہتر — یکن کیا اسے ذمہ چھوڑنا ضروری ہے" بلیک زیر و نے قدرے بچھاتے ہوئے کہا۔

"خواہ منواہ کی ہلاکت کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس آدمی کی ٹائپ میں سمجھ گیا ہوں۔ یہ اپنے آپ سے بھی ان باتوں کو خفیہ رکھے گا" عمران نے کہی پہ بیٹھتے ہوتے سخت ہجھے میں کہا۔ اور پھر رسیدر اٹھا کر تیزی سے نیڑہ آئیں کرنے لگا۔

"جولیا سپیکنگ" — چند لمحوں بعد جولیا کی آوانہ رسیدر پڑا بھری۔

Scanned & PDF Copy by RFI

سے بہت کچھ اگلوں لوں گا" — ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او۔ کے مجھے فوراً ان اسمیشور پر پورٹ دینا" — عمران

نے جواب دیا۔ اور میود رکھ دیا۔

"پڑے مل سکتی ہے" — عمران نے کہسی کی پشت سے

کمر لکھاتے ہوئے بلیک زیر و کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ضرور مل سکتی ہے جناب" — بلیک زیر و نے جواب دیا

او۔ انھوں کو ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس طرف ایک چھوٹا

کمرہ تھا۔ جسے بلیک زیر و نے کچھ بنایا ہوا تھا۔ وہ اپنا باور پی خود

ٹھا۔ اس نے اب وہ کھانا پکانے کے ساتھ ساتھ چلتے بنانے

کا بھی ماہر بن چکا تھا۔ عمران نے آنکھیں بند کر لیں۔

"یہ چائے یجھئے" — بلیک زیر و کی آدائیں کم عمران نے

آنکھیں کھول دیں۔ اس کے سامنے چائے کا مگ موجود تھا۔ جس

میں سے بھاپ نکل رہی تھی۔ عمران غور سے چائے کو دیکھنے لگا

اس کا انداز اپساتھا جیسے اُسے چائے میں کوئی خاص چیز نظر آجھی

"کیا چیز ہے اس میں" — بلیک زیر و نے اُسے اس

طرح چائے کے مگ کو تھوڑتے دیکھ کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہ پوچھو کیا چیز نہیں ہے اس میں۔ اس چائے میں گرفتار ہے۔

یکن خلوص کی گرمی نہیں ہے۔ شیرینی ہے۔ یکن پیار کی شیرینی نہیں

ہے" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیر و

رسیور اٹھایا۔ اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

بلیک زیر و ہونٹ پہنچ کر خاموش ہو گیا۔

"یہس" — ٹائیگر پیکنگ " — رابطہ قائم ہوتے ہی

ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ٹائیگر" — عمران کا الجہ بہستو، سخت تھا۔

"یہ سر" — ٹائیگر نے موڈ باند لہجے میں کہا۔

"لانگ سر کل نامی تنظیم آج کل دادا حکومت یہس کا مکم کر رہی ہے

یہ تمام خوف ناک دھماکے کے بھی تنظیم کر رہی ہے۔ پہلے اس کا

باس بالاٹ نامی روپی تھا۔ یکن اب ایک اور روپیا ہی جس کا

نام ماسٹر ہے۔ اس تنظیم کا انجوار آج ہے۔ تم زیر زمین دنیا کے

مخروں کو کھٹکا لو۔ اور اس ماسٹر کے بارے میں جس قدر معلومات

حاصل کر سکتے ہو کرو" — عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس ماسٹر کا کوئی حلیہ۔ قدو قامت جناب" — ٹائیگر

"وہ میک اپ کا ماسٹر ہے۔ قدو قامت میرے با در پی

سیدھاں جیسا ہے۔ بس اس سے زیادہ کچھ بتایا نہیں جا سکتا" —

عمران نے جواب دیا۔

"میک ہے سر۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا ہے۔

لانگ سر کل کا نام میں نے ایک بارٹسکی کے منہ سے ناتھا دہ

غیر ملکیوں کے لئے ہی کام کرتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میں اس

Scanned & PDF Copy by RFI

شپا ہتھے ہوئے بھی بے اختیار ہنس پڑا۔
”آپ کی حب الوطنی شاید کمزور پڑنے جا رہی ہے۔“ بیک نیز کہل، لفڑی منٹ ہو جاتی ہے۔“ بیک نیز زید نے شرمندہ نے منہ بنلتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا اور عمران اس کے سے بیٹھے یہیں کہا۔

اس خوب صورت فقرے پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں۔ آپ آگئی میں دلوں چیزیں اس میں۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور چائے کا مگ ایٹھا کر منہ سے لگایا۔

”آپ آب انہیا پسند ہو گئے ہیں۔ یا سنجیدہ نہیں ہوتے اور اگر سنجیدہ ہوتے ہیں تو انہیا فی صد تک۔“ بیک زید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں آب میں بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں۔ میرے اعصاب بخواب دیتے جا رہے ہیں۔ آب ویکھو دارا حکومت میں بلا مبالغہ سینکڑوں لوگ مر گئے ہیں یا مر رہے ہیں۔ اور یہ لوگ مجرم نہیں ہیں۔ بے گناہ شہری ہیں۔ ان کا جرم صرف اتنا ہے کہ یہ پاکیش کے شہری ہیں۔ لیکن لوگ تو پیدا ہی مر نے کر لئے ہوتے ہیں۔ اس لئے مجھے ان کا خیال نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن تم دیکھ رہے ہو۔ کہ میرے اعصاب پر کس قدر اثر رہے ملن کی موت کا کیا خیال ہے۔“

”تم کس حیثیت سے اُسے ملی تھیں۔“ عمران نے چائے کی چکیاں لیتے ہوئے کہا۔ اور بیک نیز وہ کے پہرے

”یہ اُسے ایک غیر ملکی صحافی کی حیثیت سے ملی ہوں۔ میں نے اسے بتایا کہ میں گھومنتے ہوئے یہاں آنکھی۔ اور پھر ایک سیفے سے میں نے پوچھا۔ کہ یہاں کوئی غیر ملکی عورت رہتی ہے۔ انہوں نے میں مرسیا کا پتہ بتایا تو میں اس کے پاس آگئی تاکہ میں یہاں پڑھری شرمندگی کے آثار ابھر آئے۔“

”یہ معافی چاہتا ہوں عمران صاحب۔“ داقعی مجھے ان حالات کا خیال رکھتا چاہیئے۔ دراصل میں یہاں رہتے ہوئے بور ہو جاتا

اد، بھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا۔
”لیکن کوئی فون کی گفتگی نہیں اٹھی۔ اور عمران نے چک کر دیکھا۔“
”ایک شو۔“ عمران نے کہا۔

”جو لیا بول رہی ہوں۔ میں مرسیا سے ملی ہوں۔“
”اچھی بیمار ہے۔ اس لئے گھر پر سی ہوتی ہے۔ ایک بوڑھے سے ملازم کے ساتھ اکسلی رہتی ہے۔“ جو لیں نے جواب دیا۔

”میرے خیال میں آب میں بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں۔ میرے اعصاب بخواب دیتے جا رہے ہیں۔ آب ویکھو دارا حکومت میں بلا مبالغہ سینکڑوں لوگ مر گئے ہیں یا مر رہے ہیں۔ اور یہ لوگ مجرم نہیں ہیں۔ بے گناہ شہری ہیں۔ ان کا جرم صرف اتنا ہے کہ یہ پاکیش کے شہری ہیں۔ لیکن لوگ تو پیدا ہی مر نے کر لئے ہوتے ہیں۔ اس لئے مجھے ان کا خیال نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن تم دیکھ رہے ہو۔ کہ میرے اعصاب پر کس قدر اثر رہے ملن کی موت کا کیا خیال ہے۔“

”یہ معافی چاہتا ہوں عمران صاحب۔“ داقعی مجھے ان حالات کا خیال رکھتا چاہیئے۔ دراصل میں یہاں رہتے ہوئے بور ہو جاتا

Scanned & PDF Copy by RFI

عمران مگتی ہے۔ لیکن ایک بات ہے۔ اس کی کوئی کافر تحریر انتہائی بیش قیمت ہے۔ حالانکہ میرے خیال میں اس کی آنکی تجزیہ نہیں ہے۔ ”— جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور عمران جولیا کے اس تجزیہ کی انداز پر مسکرا دیا۔

”تم دیں رکو۔ میں عمران کو بتھا رہے پاس بچھ رہا ہوں۔ اس مریا سے انتہائی اہم معلومات حاصل کرنی ہیں۔”— عمران نے کہا۔

”لہیک ہے سر۔ میں یہاں کیفے ڈی فیصل میں موجود ہوں گی۔”— جولیا نے جواب دیا۔ اور عمران نے اد کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”یہ بھی جولیا کی قومیت جیسا میک اپ کروں۔ شاید جولیا کی بجائے مریا کو ہی میرے پڑھا پے پر حرم آ جاتے۔“

”عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کر ڈینگ رومن کی طرف بڑھ گیا۔

بلیک زیر و مسکرا دیا۔ عمران کے ڈینگ رومن میں جاتے ہی وہ اٹھا اور اس نے چائے کا خالی گگ اٹھایا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔ کچن میں نگ رکھ کر وہ جب واپس آیا تو ٹیلی فون کی گھنٹی بج اکھی۔ بلیک زیر و نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ایک شو۔“— بلیک زیر و نے سخت لیجے میں کہا۔

”شکیل بول رہا ہوں جناب۔ میں نے ایک اہم روپرٹ دینی ہے۔ میں نے یہاں ایک ہوٹل میں ایک آدمی کو مارک کیا۔“

”کس کا فون تھا۔“— اُسی لمحے عمران نے ڈینگ رومن سے باہر آتے ہوئے یوچا۔ وہ اس وقت ایک سو سو نوجوان کے میک اپ میں تھا۔ اور بلیک زیر و نے اُسے کیپشن شکیل کی کال کی تفصیل بتا دی۔

”لیکن اب میں کسی پہلو کو نظر انہوں نہیں کرنا چاہتا۔“— عمران نے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیڑہ فی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

Scanned & PDF Copy by RFI

"مشن کی تفصیلات آگئی ہیں۔ تمہارے سے آدمی تیار ہیں"
اسٹر نے سخت ہجے میں پوچھا۔

"یس بائس — پوری طرح تیار ہیں" — ٹاشر نے
سر ملاتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔ کے — یہ نقشہ دیکھو" — ماسٹر نے نقشہ آگے
کی درفت کھلا کتے ہوئے کہا۔ اور ٹاشر نے نقشے پر جھک گیا۔
یہ سرحد ہے پاکیشیا اور اپ لینڈ کی۔ انتہائی دشوار رگزار
بڑا ہی علاقہ ہے۔ اور یہ ہے الٹ کیمپ۔ یہاں سے اسلئے
لے لوں اس دستے پر جس پر سرخ رنگ کے نیروں کے نشانات
ہیں۔ اس دستے سے ہوتے ہوئے اپ لینڈ کی سرحد میں داخل
ہوتے ہیں۔ ہفتے میں ایک بار سپلانی جاتی ہے۔ اور اطلاعات
کے مطابق پچاس ہیوی لوڈ رکوں کا قافلہ ہوتا ہے" — ٹاشر
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی وہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی پس
سے نقشے پر نشانات بھی لگاتا جا رہا تھا۔

"یس بائس" — ٹاشر نے سر ملاتے ہوئے کہا۔
یہ ہے فرست چکنگ پوسٹ۔ وہ یہ سینٹ چکنگ پوسٹ اور
الٹ کیمپ نے ملکہ نیر و کیمپ میں داخلے کے وقت یہ آخری
چکنگ پوسٹ ہے۔ اور گریٹ چکنگ پوسٹ سے سینٹ چکنگ
پوسٹ کے درمیان جو مقام ہے۔ جہاں لوگ رکھتے ہیں اور لوگ
کھانا دغیرہ کھاتے ہیں۔ ہم نے یہاں سے اپنے مطلوبہ بڑک کو
حاصل کرنا ہے۔ اس وقت یہ بڑک خالی ہو گا۔ اس پر ایک ڈرائیور

بورکھ مانچہ بڑھا کر میز پر رکھے ہوئے اندر کام کا رسیور
لیا کر بہر پیس کر دیا۔
رسیک" — دوسری طرف سے ٹاشر کی آذ سنائی
ہمن نے
رمک کے پرے کھرے میں آجائا" — ماسٹر نے کہا اور رسیور
رکھ دیا۔ اس کے سامنے میز پر ایک نقشہ پھیلا ہوا تھا۔ اور ساتھ
یہ سرخ رنگ کی ایک فائل رکھی ہوئی تھی۔ ماسٹر رسیور رکھ کر
نقشے پر جھک گیا۔

کھوڑی دید بعد در دازہ کھلا اور ٹاشر اندر داخل ہوا۔
آڈ بیٹھو" — ماسٹر نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کمی
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور ٹاشر خاموشی سے کہسی ہے
بیٹھ گیا۔

Scanned & PDF Copy by RFI

بھی اسی نے ایڈجسٹ کرنی ہے۔ بھاماما کامنگرانی کرنا ہو گا اور مشن کو ہر قسم کے خطرے سے بچانا ہو گا اور اگر کوئی پیالم پیدا ہو جائے آدمی یہاں پہنچ جائیں گے۔ اور بھردوہ وہیں رہ جائیں گے اور ان کی ۱۷ سے فوری طور پر موقع پر ہی حل کرنا ہو گا۔ — ماشر نے جگہ ہم لے لیں گے۔ تم اور میں اسٹینٹ ہوں گے۔ ڈایٹور کا نام فرودخان ہے۔ اور اس کے اسٹینٹ کا نام مسکین علی اور احمد جان ہے۔ اس کے بعد ہم اس قافی میں شامل ہو کر آگے بڑھیں گے اور ان تمام چینگ پوسٹوں سے گزر کر تقریباً دن کے نوبتے نیرو دیکھپ میں داخل ہوں گے۔ ٹرک وہاں سے ساڑھے دس بجے لوڈ ہونے کے بعد واپس جائیں گے۔ بھارے ٹرک میں دوانہتائی طاقتور ٹائم بمن کلس ہوں گے۔ اور ایک رینز ہم۔ جو اس مشن کا بنیادی ہتھیار ہے۔ بھارے ساتھ کافرستان کا ایک شخص منگل یام بھی شامل ہو گا۔ وہ اس رینز ہم کا آپریٹر ہے۔ اس طرح ہم پچھے افراد ہو جائیں گے منگل یام فرودخان کے نام سے بطور ڈرائیور بھارے ساتھ ہو گا۔ جب ٹرک نیرو دیکھپ میں پہنچ جائے گا۔ تو بھرہم چائے پینے کے ہانے نیرو دیکھپ سے نکلیں گے۔ اور اس کے بعد ہم سب نیرو دیکھپ سے شمال میں ایک عمارت کے تہہ خانے میں چلے جائیں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہمارا مشن کمکل ہو جائے گا۔ — ماشر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوه بآس۔ اس قدر خوف ناک مشن۔ اوه اس قدر تباہی تو میرے صور میں بھی نہ کھی۔ — ماشر نے بے اختیار لوز تے ہوئے لیے میں کہا۔

"تم نکرنا کر د۔ جس تہہ خانے میں ہم موجود ہوں گے۔ دلماں اس لئے ہم محفوظ ہوں گے" — ماشر نے بس۔ — یہ فرودخان کو ساتھ رکھنا ضروری ہے میں کیا۔

ماشر نے منہ بناتے ہوئے کہا،

"اب تھیں معلوم ہو گیا کہ یہ کس قدر ہم مشن ہے۔ اب ہم نے

دہ اس کے اسٹینٹ اور میں بوڑھوں گے۔ کل پچھے افراد۔ ہم نے یہاں موجود ایک پہاڑی غار میں چھپنا ہے ٹرک پر موجود ہجاتے آدمی یہاں پہنچ جائیں گے۔ اور بھردوہ وہیں رہ جائیں گے اور ان کی جگہ ہم لے لیں گے۔ تم اور میں اسٹینٹ ہوں گے۔ ڈایٹور کا نام فرودخان ہے۔ اور اس کے اسٹینٹ کا نام مسکین علی اور احمد جان ہے۔ اس کے بعد ہم اس قافی میں شامل ہو کر آگے بڑھیں گے اور ان تمام چینگ پوسٹوں سے گزر کر تقریباً دن کے نوبتے نیرو دیکھپ میں داخل ہوں گے۔ ٹرک وہاں سے ساڑھے دس بجے لوڈ ہونے کے بعد واپس جائیں گے۔ بھارے ٹرک میں دوانہتائی طاقتور ٹائم بمن کلس ہوں گے۔ اور ایک رینز ہم۔ جو اس مشن کا بنیادی ہتھیار ہے۔ بھارے ساتھ کافرستان کا ایک شخص منگل یام بھی شامل ہو گا۔ وہ اس رینز ہم کا آپریٹر ہے۔ اس طرح ہم پچھے افراد ہو جائیں گے منگل یام فرودخان کے نام سے بطور ڈرائیور بھارے ساتھ ہو گا۔ جب ٹرک نیرو دیکھپ میں پہنچ جائے گا۔ تو بھرہم چائے پینے کے ہانے نیرو دیکھپ سے نکلیں گے۔ اور اس کے بعد ہم سب نیرو دیکھپ سے شمال میں ایک عمارت کے تہہ خانے میں چلے جائیں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہمارا مشن کمکل ہو جائے گا۔ — ماشر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ماں۔ یہ ضروری ہے۔ وہاں بھوں کا ماہر بھی ہے۔ اور کوئی ش

Scanned & PDF Copy by RFI

وہ جو امرت کا مکمل سردے کے کرنا ہے۔ اور آئندہ دو تین روز میں بڑا ہونے والی موسمی تبدیلیوں کو مخصوص آلات کی مدد سے چیک کرنا ہے۔ تاکہ مشن میں کام آنے والے ہتھیاروں کو صحیح طریقے سے ایڈج بٹ کیا جاسکے اور۔” فیرز نے جواب دیا۔

”اپنا پھر لھیک ہے۔ یکن آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور۔“ ماسٹر نے سر ملا تے ہوئے پوچھا۔ ”فی الحال تو میں ایک ہوٹل میں ہوں۔ یکن میں نے ایک پوائیٹ رہائش گاہ اپنچ کر لی ہے۔ تاکہ دباؤ ضروری کام کر سکوں۔ آپ بہر حال اسی فریکونسی پر مجھے کال کر سکتے ہیں اور۔“ فیرز نے جواب دیا۔

”لھیک ہے۔ آپ بہر حال پوری طرح محتاط رہیں۔ یہاں کی سیکرٹ سر دس انتہائی فعال ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی وجہ سے سادا مشن ہی خطرے میں پڑ جاتے اور۔“ ماسٹر نے کہا۔

”آپ بار بار یہ الفاظ نہ کہیں۔ آپ ابھی مجھ سے پوری طرح ہو کہ آپ چیک ہو جائیں اور۔“ ماسٹر نے انتہائی تشویش بھرے ہوئے میں اس قدر پہلے ۲ نے کا کیا مطلب۔ ایسا نہ اقت نہیں ہیں۔ میں نے روکیاہ کی ٹاپ ایجنٹی میں دو سال کم نرینگ لی ہوئی ہے۔ اور میں ٹاپ ایجنٹ کا پیش ایجنٹ ایسی کوئی بات نہیں۔ میری پوری زندگی اس قسم کے مشتمل ہوں۔ اور میرا انتخاب انتہائی اعلیٰ سطح پر کیا گیا ہے اور۔“ میں حصہ لیتے ہوئے گزری ہے۔ آپ بے فکر ہیں۔ میں یہاں پہلے اس لئے آیا ہوں کہ میں نے اس علاقے کے آپ

”ہیلو ہیلو۔“ ماسٹر کا نگاہ اور۔“ ماسٹر نے سخت ہیں کہا۔

”یہ فیروز اٹھنگ اور۔“ چند ہی لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز ٹرانیٹر سے بدآمد ہوئی۔

”مسٹر فیرز۔ آپ نے مشن کے متعلق مکمل تیاری کیلی ہے اور۔“ ماسٹر نے کہا۔

”یہ سر۔ میں تیار ہو کر ہی یہاں آیا ہوں۔ آپ نے صرف مجھے یہ بتانا ہے کہ میں نے کب آپ سے ملنائے۔ اور کہاں ملنائے اور۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”ابھی بھارے پاس دو روز موجود ہیں۔ آپ کب پاکیشیا پنجیں گے اور۔“ ماسٹر نے کہا۔

”یہ پاکیشیا میں ہی ہوں۔ اس کے دارالحکومت میں آج صبح ہی یہاں پہنچا ہوں اور۔“ دوسری طرف سے فیرز نے جواب دیا۔ اور ماسٹراس کی بات سن کر بھری طرح چوتھا پڑا۔

”ادہ۔“ یکن اس قدر پہلے ۲ نے کا کیا مطلب۔ ایسا نہ ہو کہ آپ چیک ہو جائیں اور۔“ ماسٹر نے انتہائی تشویش بھرے ہوئے میں کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ میری پوری زندگی اس قسم کے مشتمل ہوں۔ آپ نے ناخوشگوار، ہبھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ یہاں پہلے اس لئے آیا ہوں کہ میں نے اس علاقے کے

نے کوں سایک اپ کرنا ہے ادود" — ماسٹر نے کہا۔
 "ہاں، میرے پاس اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ لیکن مجھے بتایا
 گیا ہے کہ آپ پیش اپ کے معاملے میں پوری دنیا میں سب
 سے ماہر ہیں۔ اس لئے میں میک اپ کر لوں گا لیکن آپ اسے
 فائل طور پر چک کر لیں گے ادود" — فیروز نے جواب
 دیا۔

اور اس بار ماسٹر کے چہرے پر فخر دانستہ کے
 تاثرات نمایاں ہو گئے۔ اس کا انداز بتارہ تھا کہ فیروز کے ان
 الفاظ نے اس کی اناکوئے حد تکین پہنچائی ہو۔

"اد۔ کے — آپ اپنا کام مکمل کریں۔ میں آپ کو وقت پر
 کال کر لوں گا اور اینڈ آل" — ماسٹر نے اس بار قدرے
 نرم ہجھے میں کہا۔ اور پھر ٹرانسیور آف کمر کے اس نے اُسے
 واپس میز کی درازی میں رکھا اور دوبارہ میز پر موجود نقش پر چک
 گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ پورے نقش کو اس کی تمام
 تفصیلات سمجھتے ہوئے حافظے میں محفوظ کر لینا چاہتا ہو۔

کافی دیہ تک نقش کو دیکھ کر اس نے نقش کو تھہ کر کے ایک
 طرف رکھا اور پھر میز کی درازی سے ایک سفید کاغذ نکالا اور خود اس
 پر اپنی یادداشت کے مطابق وہی نقش بنانے لگا۔ کافی دیر بعد جب
 اس نے با تھہ ہٹایا تو ہو جو پہلے جیسا نقشہ بن چکا تھا۔ اور ماسٹر کے
 چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ ریکھنے لگی۔ وہ اب پھر می طرح
 ہمیں نظر آتے لگا تھا۔

عراض نے کہ اس کیفے کی سائیڈ میں روکی جس کا پتہ
 جو لیا نے دیا تھا اور پھر کار سے اتر کر وہ کیفے کے میں مال میں
 داخل ہو گیا، جو لیا اُس سے ایک سائیڈ پر بیٹھی ہوئی نظر آگئی۔
 اس کے باہم میں ایک غیر ملکی رسالہ تھا اور دھاؤ سے پڑھنے کے
 ساتھ ساتھ بیک کافی بھی پنی ہی تھی۔

"واہ — بڑا اچھا مانجول ہے مظلوم ہے کے لئے" —
 عمران نے قریب جا کر سوئس زبان میں کہا۔ اور جو لیا یک لخت
 چونکا پڑھی۔

کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں۔ یقین جانئے میں"
 عمران نے بڑے مہند بانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہ سی
 گھسیٹی۔

"جو لیا نافرط والٹر" — جو لیا نے مسکرا تے ہوئے اپنا

Scanned & PDF Copy by RFI

کہ میں صحراوں کا سیاح ہوں۔ ایسے صحراوں کا جہاں پانی نایاب ہوتا ہے۔ اس لئے پاسا ہوں۔ یہ تو میری خوش بختی ہے کہ پیاسے کونہ صرف پانی کبھی مل گیا بلکہ پانی بھی سوٹر لینڈ کا۔ وادا اسے تجھے میں خوش نصیبی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہ۔

” ہونہہ تو تم عمران ہو۔ مجھے چکر دے رہے ہے جو“
جویا نے یک لخت ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

” عمران کیا یہ بھی میری طرح کسی جنم جنم کے پیاسے کا نام ہے۔“ عمران نے اس باراصل بچھے میں کہا۔
اور جویا کے چہرے پر غصے کے آثار ابھر آئے۔

” کیا ضرورت تھی اس بکواس کی۔ میں ہمی طرح آکر بات نہ کر سکتے تھے۔“ جویا نے غصے لجھے میں کہا۔

” صحراوں کے سیاح کو سیدھی طرح پانی کاں ملتا ہے۔ بدھی مشقت کوئی پڑتی ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔ اور جویا اس کے اس ذمہ گھنی جواب پر بے اختیار ہنس پڑی۔

” دیے ایک بات ہے اس میک اپ میں داقعی تم خاصے پکشش لگ رہے ہو۔ کیا یہ میک اپ مستقل نہیں ہو سکتا۔“
جویا نے بڑے خوشگوار ہوڑ میں کہا۔

” ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ پانی مستقل ملنے کی امید لگ جلتے۔ میرا مطلب ہے کنوں ہی مل جائے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

” کم از کم تم تو یہ بات نہ کیا کرو۔ دل جلانے والی۔ بہر حال

نام لیا۔“ ادے تو آپ داڑھیمی سے میں۔ ادہ دیری لگ۔ میرا نام سایکٹ ٹھاچو ہے۔ ٹھاچو اور داڑھیمی کے تو بہت دیرینہ تعلقات میں۔ لیکن میں نے آپ کو ہاں کسی تقریب میں نہیں دیکھا۔“ عمران نے کہ سی پہ نیٹھتے ہوئے بدھی اشتیاق آمیز نگاہوں سے جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے پر دلیں میں کسی انتہائی قریبی عزیز سے ملاقات ہو جانے پر آدمی کو بے پناہ خوشی ہوتی ہے۔

” ٹھاچو۔“ ادہ۔ لیکن میں نے تو آج تک اس فیملی کا نام نہیں سننا۔ دیے میں طویل عرصے سے یہاں ہوں اور اب میں ہاں کی شہری ہوں۔“ جویا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” آپ یہاں کی شہری ہیں۔ اس پس ماندہ ملک کی حریت ہے۔ اس ملک کے باشندوں کی قسمت پر مجھے دشک آ رہا ہے کہ سوٹر لینڈ کا داڑھا نہیں مفت میں نصیب ہو گیا ہے۔“ عمران نے سنتے ہوئے کہا۔

” اور جو اپنے کے پرٹے جلے سے تاثرات ابھر آئے۔“ جیسے وہ قیصر نہ کہ پار ہی ہو کہ وہ ٹھاچو کی بات کو مناقیب میں لے یا اطنز میں آپ شاید سیاح ہیں۔“ جویا نے موجود بدلے ہوئے کہا۔

” مال۔ آپ ایک لحاظ سے سیاح بھی کہہ سکتی ہیں۔ بس یوں سمجھئے

مرسیا کی حیرت بھری آدازستائی دی۔

"مس مرسیا۔ یقین جانو۔ مجھے تم سے مل کر بے حد صرفت ہوئی ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ یہاں میری ملاقات تھم جیسی لبرل مائنینڈ نہ ہوں۔ میں آکر بیٹھ گئی تھی کہ اچانک میری ملاقات ایک ساکھی سے ہو گئی۔ یہ بھی سوٹنر لینڈ کے سیاح میں ان کا نام لمحاتھو ہے۔ بہت اچھے آدمی ہیں۔ میں با توں میں آپ کا ذکر پڑا تو اُسے بھی تم سے ملاقات کا شوق ہوا۔ اگر تم اجازت دو۔ تو ہم دونوں چند منٹ کے لئے تھارے پاس آ جائیں"۔ — جولیا نے بڑے میٹھے لبجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ادہ مس جولیانا۔ آئی۔ ایم دیری سوری۔ اس وقت تو ملاقات نہیں ہو سکتی۔ آپ کے جانے کے کچھ دیر بعد میرا ایک مہماں آ گیا ہے اور میں مصروف ہوں۔ آپ سے کل البتہ ملاقات ہو سکتی ہے۔ کل کسی بھی وقت۔ پلیز ناماض نہ ہوں۔ مجبوری ہے۔ تھیونک یو"۔ — دوسرا طرف سے مرسیا نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ بھی ختم کر دیا۔ اور جولیا نے ہونٹ بھیچھے ہوئے رکیوں رکھا اور دالپس مڑ گئی۔ عمران اس دوران کے سے باہر پنج چکا تھا۔ جب جولیا نے جا کر اُسے مرسیا کے مہماں کے بارے میں بتایا تو عمران بے اختیار مکرا دیا۔

"یہ تو قسمت کی بات ہے کہ مجھ سے یہلے کوئی پیاسا پنچ کیا۔ بہر حال آؤ۔ کم از کم اس خوش نصیب کی تخلی ہی دیکھ لیں"۔

چھوڑ د۔ اب کیا کرنے ہے"۔ — جولیا نے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ موضوع بدل گئی۔

"دوسرا کے کنویں یہ ٹرائی کرنی پڑے گی۔ شاید وہ اتنا شکن نہ ہو"۔ — عمران نے کہا اور اکٹھ کھڑا ہوا۔

"بکو اس میت کیا کرد۔ اب تم تہذیب سے گھبی ہوئی باتیں کرنے لگے ہو"۔ — جولیا نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے تنج ہجے میں کہا۔ وہ عمران کا اشارہ اپنی طرح سمجھ گئی تھی اور ظاہر ہے اُسے غصہ تو بہر حال آتا ہی تھا۔

"در اصل تہذیب اب گھس گھسا کر ڈھلوانی ہو گئی ہے۔ اس لئے باتیں اس سے پیش کر گر پڑتی ہیں"۔ — عمران نے کہا اور دالپس گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

"کھڑرہ۔ میں اُسے فون کر لوں۔ میں نے اس کا فون نہیں لیا تھا"۔ — جولیا نے ہونٹ کا طتتے ہوئے کہا۔ اور کاڈنٹر کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے کافی کی ادا یسکی بھی کاڈنٹر پر کی اور ساتھ ہی کاڈنٹر میں کی اجازت سے اس نے شیلی فون کا دسیرا اپٹھایا اور نہر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

"یہں۔ — چند لمباؤں بعد دوسرا طرف سے ایک نواہی آدازابھری۔

"مس مرسیا۔ — میں جولیانا بول دیں ہوں جولیانا فڑ واٹر" جو لیا نے مرسیا کی آداز پہچانتے ہوئے کہا۔

"ادہ مس جولیانا۔ — آپ۔ — خبریت۔ کیسے فون کیا"

Scanned & PDF Copy by RFI

ٹھانج ہو گیا ہے۔ اس لئے اگر کام کرنا ہے تو خاموشی سے میرے
ساتھ چلی آؤ۔ ورنہ تم جانو اور تمہارا وہ تعاب پوش باس۔ ”
 عمران نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔ اور پھر اس طرح تیزی سے
آگے بڑھنے لگا جیسے اب اس نے نہ رکنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ ظاہر
ہے اب جولیا سوائے اس کی پریدی کرنے کے اور کیا کر سکتی
تھی۔

تین سوتیرہ نمبر کی کوئی دا قعی ایک چھوٹی سی کوئی تھی۔ خاصی تختہ
یکن اس کا طرز تعمیر خاصاً جدید تھا۔ عمران اس کے سامنے سے
ہوتا ہوا سائیڈ گلی میں داخل ہو گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ عقب میں پہنچ گیا۔
”انہ کتنے آدمی ہوں گے اس مہمان سمیت۔ ”— عمران نے
مکر کر ساتھ آنے والی جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”پہلے تو ایک مر سیاہ تھی اور ساتھ اس کے ایک بوڑھا ملازہ م
اب معلوم نہیں اور کتنے آدمی آتے ہوں گے۔ ”— جولیا نے
جواب دیا۔

”اد کے — تم دا پس جا کر اس کیفی میں بیٹھو۔ یہ انہ
جا تا ہوں۔ ”— عمران نے کہا۔ اور اس کی نظریں چار دیواری
پر جنم گئیں۔ دیوار ایکہ میں ششال کی تھی۔ خاصی نیچی۔ اس لئے انہ
جانے کا کوئی پیدا بلجم نہ تھا۔

”نہیں۔ — یہ تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ ”— جولیا نے
اصرار کرتے ہوئے کہا۔

”اد کے — پھر انتہائی محتاط رہنا۔ میرا خیال ہے مر سیا

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”تم چاہتے کیا ہو۔ یہ مر سیا کیا اہمیت رکھتی ہے۔ کچھ مجھے
بھی تو پتہ چلے۔ ”— جولیا نے سخت لمحے میں کہا۔
”یہ تمہارے سوچنے کی بات نہیں ہے۔ پانی کی اہمیت کنوں کی
بخلتے پیاسا ہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ ”— عمران نے کہا۔ اور
اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ یہونکہ اُس سے یقین تھا
کہ جولیا کھلی جگہ کا بھی لحاظ نہ کرے گی اور تھیڑہ جڑ دے گی۔ اور
دا قعی ہوا بھی ایسا ہی۔ جولیا کا بازوں گھوٹا ماضرہ رکھا یہکن عمران ظاہر ہے
جولیا کی فطرت سے دافتہ اس لئے وہ آگے بڑھ کر تھیڑ کی زد
میں آنے سے بچ گیا تھا۔

”سنو۔ اگر تم نے مجھے صحیح بات نہ بتائی تو میں یہیں سے
واپس چلی جاؤں گی۔ ”— جولیا نے خفت مٹلنے کے لئے
سخت لمحے میں کہا۔

”تمہاری مرضی۔ اب میں کسی کو مجوز تو نہیں کر سکتا۔ ”— عمران
بھی یہ لخت سنجیدہ ہو گیا اور جولیا نے ہوتٹ بیچنے لئے۔

”ہونہے — تو اب تم مجھ سے سچھا چھڑانا چاہتے ہو۔ نہیں اب
یہ ضرور تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ ”— جولیا نے پر پختہ
ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کا انداز ایسا تھا
جیسے اُس سے اپنی نفیات دافی پر مسرت ہو رہی ہو۔ اُس سے معلوم تھا
کہ جولیا کا یہی جواب ہونا ہے۔

”مس جولیا۔ پہلے ہی کافی وقت تمہاری باتوں کی وجہ سے

کے بیم پر لباس نہ ہونے کے برابر تھا۔
 "بھی مر سیا ہے۔" — جو لینے سرگوشی کرتے ہوئے
 کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ مر سیا کا ہمان جو بھی تھا
 وہ اپس چلا گیا ہے، مر سیا تیرز قدم اٹھاتی عادت میں غائب
 ہو گئی۔

"وہ ملازم کہاں ہو گا۔" — عمران نے سرگوشیاں لجھے میں
 بیٹھا۔

"وہ ادھر کونے والے کہمے میں رہتا ہے۔" — جو لینے
 سائید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران سر جلا تاہو آگے
 بڑھا۔ بسید نے طرف کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران دبے پاؤں پوچھ میں ہوتا
 ہوا براہمے میں آیا تو اُسی لمحے براہمے کی سائید میں موجود کہمے
 کا دردناکھلا اور دوسرا ہے لمحے ایک ادھیر عمر آدمی باہر آگیا۔

عمران اور جو لیا کو اس طرح اچاکاں سامنے دیکھ کر وہ بڑی طرح چونکا
 بھی تھا کہ عمران بھو کے عقاب کی طرح اس پر بھیڑ پڑا۔ اور پھر اس
 آدمی کو حق سے آواز نکالنے کی حسرت بھی رہ گئی۔ عمران نے ایک
 کاٹ سے اس کا منہ بند کر کے دوسرا ہاتھ اس کی گمدن میں ڈال کر
 ہلکا سا جھکھا دیا۔ اور وہ ادھیر عمر آدمی اس کے ہاتھوں میں
 جبود گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے اُسے احتیاط سے
 دیوار کے ساتھ فرش پر لٹا دیا۔ اور پھر جو لیا کو اشارہ کرتے ہوئے
 اُسے درمیانی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

راہداری میں ایک کہمے کا دردناکھلا ہوا تھا اور اس میں سے

کے پاس جو ہمان آیا ہے۔ وہ جیکن ہی ہو گا۔ اور وہی سچارا مطلوب آدمی
 ہے۔ میں نے بھی سرخیا سے اسی جیکن کے بارے میں ہی پوچھنا
 تھا۔ — عمران نے کہا۔ اور پھر تیرزی سے آگے بڑھ کر اس
 نے دیوار پر ماتھر کھے اور دوسرا ہے لمحے وہ اچھل کہ ایک لمحے
 کے لئے دیوار پر نظر آیا اور پھر نیچے کو دیگا۔ اب جو لیا دہاں کھڑی
 ہونٹ کاٹ رہی تھی۔ کیونکہ اس نے سکرٹ پہنچا ہوا تھا۔ اور اس
 بیس میں وہ جب پڑھا سکتی تھی۔ اگر اس نے پتکون پہنچی ہوئی ہوتی
 تو پھر اس دیوار کو پھلانگنا اس کے لئے مشکل نہ ہوتا۔ لیکن اُسی لمحے
 اُسے دیوار کے کونے میں موجود چھوٹا سا بند دردناکھلا کھلتا نظر آیا۔ اور
 اس کے ساتھ ہی دروازے پر عمران کی چھکا دکھائی دی۔ جو یا
 تیر کی طرح اس دردناکھلے کی طرف بڑھی اور اُسے کہاں کر کے
 دوسرا می طرف پہنچ گئی۔

"جلدی کر د۔ مجھے کسی کار کے شمارٹ ہونے کی آذان سنائی
 دی ہے۔" — عمران نے تیرز ہجھیں کہا۔ اور پھر دبے پاؤں
 دردناکھلے کی سائید کا دیہا کی طرف بڑھتا گیا۔ جو یا نے بھی
 اس کی پسیدی کی۔ لیکن اُسی لمحے انہیں دور سے پھاٹک کھلتے اور
 کار کے باہر جانے کی آذان سنائی دی اور عمران نے ہوش
 بھینچ لئے۔ اب موقع نہ رہا تھا کہ وہ واپس گئی میں جا کر دردناکھلے کی
 پر جاتا اور اس کا رکھ کر تا۔ بہر حال وہ اگے بڑھا اور سائید کی
 دیوار سے چپک کر دیکھنے لگا۔ سامنے پھاٹک بند کر کے ایک نوجوان
 اور خوب صورت غیر ملکی لڑکی واپس عمارت کی طرف آہی تھی۔ اس

Scanned & PDF Copy by RFI

تیر میوزک کی آواز باہر تک سنائی دے رہی تھی۔ عمران سمجھ گیا۔ کہ اکٹھاٹ کی شدت میں بات کرنے کے لئے الفاظ ہی نہ لہے مرسیا اسی کھرے میں ہے اور میوزک سے دل بہلا رہی ہے۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا۔ اس نے جب سے ریوا اور نکال کم ہاتھیں لے لیا تھا۔ جو لیا اس کے پیچھے تھی۔ عمران نے دروازے کے قریب رک کر سر آگے کر کے اندر جھانکا۔ مرسیا ایک آرام

کرسی پر آنکھیں بند کئے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ شاید میوزک سے پوری طرح لطف اندر ہو رہی تھی۔

”پہلے تو صرف غائبانہ تعارف تھا۔ میں نے سوچا کہ رو برو ملاقات دیجاتے گی۔ بہر حال اب تم سب کچھ بتاؤ گی۔ کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ اور کھرے میں داخل ہوتے ہوئے قدرے سخت لیجے میں کہا۔ اور مرسیا اس کی آداذ سن کر اس بُری طرح اچھلی کر کرسی سمیت پیچے درت مرد میں تفریق نہیں کیا کرتی۔“ — عمران کا لہجہ یکخت بے حد سخت ہو گیا۔

”ادہ ادہ۔ مہماں اتنی جلدی چلا گیا ہے مرسیا۔“ — عمران نے کھرے میں داخل ہوتے ہوئے قدرے سخت لیجے میں کہا۔ اور مرسیا اس کی آداذ سن کر اس بُری طرح اچھلی کر کرسی سمیت پیچے فرش پر جا گئی۔

”ادہ ادہ۔“ — میں نے یہ تو نہ کہا تھا کہ تم مہماں کے جانے کے غم میں نیک بوس ہو جاؤ۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لگ لگ کوں ہو ہم۔ اور تم یہاں ادہ جو لیانا تم ادہ۔ تم لوگ اندر۔ کیا مطلب؟“ — تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہوتی ہوئی مرسیا عمران کی سائیڈ میں کھڑی جو لیا کو دیکھ کر بُری طرح گود پڑا گئی۔

”یہ مراد دست ٹھاچو ہے۔ یہ تم سے ملنے پر مُصر تھا۔“ جو لیا نے بڑے مطمئن لیجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مل۔ مل۔ لیکن.....“ — مرسیا کو شاید

”تت تت۔ تم کیا چاہتے ہو۔ کون ہو تم۔“ —

مرسیا عمران کا لہجہ بہلتے ہی ایک بار پھر بُر کھلا گئی۔

”میں کہہ رہا ہوں کرسی پر بیٹھ جاؤ۔“ — عمران نے بھیڑیتے کی طرح غذا تے ہوئے کہا۔ اور مرسیا جلدی سے ایک اور یہ ہی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اُسی لمحے عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر ریوا اور کی نال اس کی کپٹی سے نکادی۔

”جو لیا۔“ — کوئی رسی ڈھونڈھ لاد۔ درنہ اس نے غلط حرکت کر لیتی ہے۔ اس طرح یہ اپنی جان سے جاتے گی۔ جب کہ میں نہیں

لہتا کہ یہ خوب صورت عورت اپنی جوانی میں ہی مر جاتے۔

ران نے جو لیا سے منی طب ہو کر کہا۔

"ہاں وہ جیکن بھتا۔ یہاں جیکن کے علاوہ اور کوئی نہیں آسکتا۔
وہ میرا بواستے فریضہ ہے" — مرسیا نے ہونٹ چباتے
ہوئے جواب دیا۔

"وہ کیوں اتنی جلدی چلا گیا ہے۔ حالانکہ تم نے فون پر توجیہ
کو بتایا تھا کہ وہ کل تک یہاں رہتے گا" — عمران نے
وہ سراسوال پوچھا۔ اس کا الجھہ بستو رسمت تھا۔

"وہ جب آتا ہے تو ایک رات ضرور رہتا ہے۔ اس لئے
میں نے فون پر مس جویا کو کل آنے کے لئے کہا تھا۔ لیکن
جیکن نے بتایا کہ وہ کسی خاص کام کے لئے کچھ دنوں کے لئے
جا رہا ہے۔ اور وہ صرف اُس سے ملتے کے لئے آیا ہے۔"
مرسیا نے جواب دیا۔

"کس خاص کام کے لئے" — عمران نے کرخت بھجے
پوچھا۔

"نم۔ نم۔ مجھے نہیں معلوم" — مرسیا نے بھکھاتے
ہوئے کہا۔ لیکن اس کی بچکچا بہت اور پھرے کے تاثرات بتا
رہے تھے کہ اُس سے معلوم ہے لیکن وہ بتانا نہیں چاہ رہی۔
"او۔ کے" — پھر تم پھٹی کر د۔ ہم خود ہی معلوم کر لیں گے۔
عمران نے انتہائی سرد ہجھے میں کہا۔ اور ساتھی اس نے اس
طرح ظاہر کیا جیسے ٹریکر پر اس کی انگلی حرکت کر رہی ہو۔

"نم۔ نم۔ ممت چلا ڈا۔" میں بتاتی ہوں۔ سب بتاتی ہوں۔
مرسیا نے دہشت زدہ ہو کر کہا۔

"نم۔ نم۔" — تیک کچھ نہیں کر دیں گی۔ مجھے مت مارو۔" مرسیا
دادا قبیلی طرح گھبراگئی تھی۔ جولیا تیزی سے ایک الماری کی
طرف بڑھی۔ اور پھر اس الماری میں موجود مردانے کیڑوں میں اُسے
کہنچیں اور داپس مرسیا کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے دنایاں
اٹھ کر اپنے ہاتھ پیچھے کر دیا۔ — عمران نے کہا۔

اور مرسیا بالکل اس طرح جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوئی ہے وہ
ہبھٹا ٹرم کی معمول ہے۔ اس نے خود ہی اپنے دونوں ہاتھ پشت پر کر
لے۔ جولیا نے جلدی سے اس کے ہاتھ پشت پر ایک ٹانی کی
سحد سے باندھ دیتے۔ اور پھر اسے جھٹکا دے کر داپس کرسی پر
بٹھادیا۔ اس کے بعد سامنے کے رخ پر آ کر اس نے دوسرا ٹانی
سے اس کے دونوں ٹنخے بھی مفبوطی سے باندھ دیتے۔ مرسیا
کا چہرہ خوف اور دہشت سے دھواں دھواں ہے۔ ہاتھا عمران تکھ
گیا تھا کہ مرسیا ایک عام سی عورت ہے۔ اور پھر حال مجرمانہ
زندہ کی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ نہ اسہن کی یہ حالت
نہ ہوتی۔

"سخو مرسیا" — ہمیں بتہا رے ساتھ کوئی دشمنی نہیں
ہے۔ ہم تھے صرف جیکن کے متعلق بات کرنے آئے ہیں۔
کیا جو دھماں گیا ہے وہ جیکن تھا" — عمران نے ایک کرسی
گھیٹ کر مرسیا کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ البتہ یہاں
اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔

Scanned & PDF Copy by RFI

"..... یہ آخری بار تمہیں موقع دے دیا ہوں۔ اگر قم مرننا ہیں پہنچا۔" — نہ نہ نہیں۔ اس نے پہلے تو کبھی یہ نام نہیں لیا۔

"اپھا۔ اب اگر تمہیں ایم ریجنی اس سے بات کرنی پڑ جائے تو کیسے کوڈ گئی" — عمران نے کہا۔

"اس کا فون نمبر ہے۔ اس پر بات کرتی ہوں۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ یہ نمبر کس کا ہے" — مریما نے جواب دیا۔ اور ساتھ ہی اس نے از خود وہ فون نمبر بھی بتا دیا۔

"جولیا۔ فون یہاں اٹھا لاؤ" — عمران نے کہسی کے فریب کھڑی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ جولیا نے آگے بڑھ کر سایلڈ کی میز پر پڑا ہوا ٹھیک فون اٹھایا اور عمران کی طرف پڑھا دیا۔

"اس کے منہ میں رو مال ٹھوں دو" — عمران نے جولیا سے کہا۔

"نم۔ نم۔ میں نہیں بولوں گی" — مریما نے جلد ہی سے کہنا شروع کیا۔ لیکن جولیا نے جیب سے رو مال بھاکل کر نہ بردستی اس کے منہ میں گھسیٹ دیا۔

"اب ریو اور پکڑ کر اس کی کنپٹی سے لگا دو۔ اگر یہ غون غان کرنے کی بھی کوشش کرے تو کھو پڑی اڑا دیتا" — عمران نے جولیا کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ اور اپنے ملا کھے میں پکڑا ہوا ریو اور جولیا کی طرف پڑھا دیا۔ اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے دہی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

"سنو۔ یہ آخری بار تمہیں موقع دے دیا ہوں۔ اگر قم مرننا ہیں پہنچا۔" — عمران کا بجہ بجہ بہ لمحہ سخت سے سخت تر ہوتا جا رہا تھا۔

"..... وہ کسی تنظیم کا دکن ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ تنظیم کا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ ایک انتہائی اہم مشین پر جا رہا ہے۔ میں نے پہنچا تو اس نے صرف اتنا بتایا کہ یہ بہت خوفناک مشن ہے۔ زبردست تباہی کا مشن۔ کسی اسلحے کے ذخیرے کا کہہ رہا تھا۔ مجھے اس سے زیادہ معلوم نہیں ہے۔ میرا اس کے کام سے کوئی تعلق نہیں۔

"..... وہ بہت سخت ہے۔ مجھے لمبی لمبی رقمیں دیتا ہے۔ اس لئے میں نے اس سے کبھی نہیں پہنچا کہ وہ کون سی تنظیم میں ہے اور کیا کرتا ہے" — مریما نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہنا شروع کیا۔ اور عمران اسلحے کے ذخیرہ کا سن کر بھروسی طرح چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں اور زیادہ سفا کی ابھر آتی۔

"اور کوئی بات۔ وہ کہاں جانا چاہتا ہے" — عمران نے کہا۔

"..... وہ چاشنوم کی بات کر رہا تھا۔ کہہ رہا تھا چاشنوم کی دشوار اگزار پہاڑیوں میں اس نے جانا ہے" — مریما نے دک دک کر جواب دیا۔

"اوہ عمران کسے بلا کر دہ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ چاشنوم اپ لیندہ اور پاکیشیا کا سرحدی پہاڑی علاقہ ہے۔

"کیا پہلے بھی وہ چاشنوم جاتا رہتا ہے" — عمران

Scanned & PDF Copy by RFI

دوسری طرف سے راجرنے اس بارہ خاص بے تکلفانہ ہجھے میں کہا۔

”تو کیا تم فارغ ہو۔ لیکن ہو سکتا ہے ممکنہ کے کسی اور ساتھی کو پتہ چل جاتے پھر تو بڑی مشکل ہو جائے گی“ — عمران نے جواب دیا۔

”کسی کو معلوم نہیں ہو گا۔ چیز باس سکینٹہ باس سب جیکیں کے ساتھ گئے ہیں۔ اور یہ دلتی فارغ ہوں۔ عیش کر ادول گا“ رابراب پوری طرح پُٹھری پر جڑھ گیا تھا۔

”ادہ آگر ایسا ہے تو پھر ابھی آجائے۔ میں اس وقت تنہائی کو بہت محسوس کر رہی ہوں۔ لبکچھ مودو گی بات ہے“

عمران نے کہا۔

”امے۔ دیرہ گڑ۔ مرسیا۔ دیرہ گڑ۔ تم بالکل بے فکر رہو۔ کسی کو علم نہ ہو گا۔ میں ابھی آمد ہوں۔ لیکن وہ ہمارا ملازم دھ جیکن کا آدمی ہے۔ اس کا کیا کرو گی“ — راجرنے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”اس کی فکر نہ کرو۔ ممکنے سے پہلے ہی میں اُسے ایک ضروری کام کیلئے خدمت کر دوں گی اور پھر وہ کل ہی داپس آئے گا۔ میں پھاٹک کھول دوں گی۔ تم بس سیدھے انہ را جانا“

عمران نے کہا۔

”یہاں ہے ہنسی۔ میں پنج رہا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں اُس کے“ — راجرنے سرت سے بھر پور ہجھے

”یس“ — رابطہ قائم ہوتے ہی یک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”مرسیا بول رہی ہوں۔ جیکیں سے بات کرنی ہے“ عمران نے مرسیا کے ہجھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اور سامنے بیٹھی ہوئی مرسیا کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔ ”ادہ“ — جیکیں ایک اہم کام پر چلا گیا ہے۔ اب ایک دو روز تک اس سے ملاقات ممکن نہیں ہے۔ کیا پر ابلم ہے بمحض بتاؤ۔ — دوسری طرف سے قدرے نرم ہجھے میں جواب دیا گیا۔

ادہ عمران اس کے ہجھے سے ہی سمجھ گیا کہ بولنے والا جیکیں کی عدم موجودگی میں مرسیا سے تعلقات بڑھاتا چاہتا ہے۔

”پر ابلم کیا ہونا ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ آج رات جشن منایں گے۔ لیکن.....“ — عمران نے عورتوں کے مخصوص انہ اذیں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جشن سی منانا ہے تو کیا ہوا۔ جیکیں نہ سہی راجر ہی سہی ہو سکتا ہے تم جیکیں کو بھی بھول جاؤ“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ادہ راجر“ — لیکن وہ جیکیں۔ تم جانتے تو ہو.....“ عمران نے نیم رضا مندانہ ہجھے میں کہا۔

”امے جیکیں کو کہاں معلوم ہو سکے گا دہ یہاں موجود ہو گا تو پتہ چلے گا۔ دہ تو آج رات چاشنوم کی پیاریوں میں مصروف ہو گا۔ اور اگر تم نہ بتاؤ تو اُسے معلوم ہی نہ ہو سکے گا۔ کیا خیال ہے پھر.....“

پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھاٹک بند کیا اور داپس عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا چہرہ شدت جذب بات سے سرخ ہو رہا تھا۔

"اوے۔ کہاں چھپ گئی ہو ہنسی" — بہامہ مے یہ دوبارہ پہنچ کر نوجوان نے ادھری آدانیں کہا۔ یہی ظاہر ہے مریسا کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنا تھا۔ اس لئے وہ اچھل کر اس ستوں کی سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر جیسے ہی دھنگے گے بڑھا عمران کا ریواں وردا لایت کھلی کی سی تیزی سے حرکت یہیں آیا اور ریواں وردا سستہ پوری قوت سے آنے والے کی کھوپڑی کے عقب پر پڑا اور وہ اپنے اختیار پیختا ہوا الکھڑا کر دو قدم آگے بڑھا اور پھر نیچے گرتے گرتے پھر سنپھل کی سیدھا ہونے لگا تھا کہ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت یہیں آیا۔ اور دوسری ضرب نے اُسے منہ کے بلینچے فرش پر گرا دیا۔ اس بار عمران کی لات حرکت یہیں آئی۔ اور اس کے بوٹ کی ٹوٹ نوجوان کی کپٹی پر پڑی اور اس ضرب کے بعد نوجوان کے ہاتھ پسیدھے ہوتے گئے۔

عمران نے پہلے اس کی بے ہوشی کی تصدیق کی کیونکہ نوجوان خاص سخت جان دکھائی دے رہا تھا۔ اس لئے عمران کو خدشہ تھا کہ کہیں وہ ڈاچ دینے کے لئے بے ہوش ہوتا ظاہر ہے کہ رہا ہو۔ اور جب اُسے تسلی ہو گئی کہ — وہ نوجوان جو یقین راجبر تھا۔ واقعی بے ہوش ہو چکا ہے۔ تو اس نے جھک کر اُسے اٹھایا۔

یہ کہا۔ "بانکل اد۔ کے ڈیت" — عمران نے کہا۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے کریٹل دبایا اور رابطہ منقطع کرنے کے بعد اس نے رسیور کی پیٹل پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے جولیا سے دیوار میں کہ داپس جیب میں ڈال لیا تھا۔ "تم اس کا نیچال رکھو۔ میں پھاٹک کھول دوں۔ اجھا ہوا کہ تمہیں دیاں خود نہیں جانا پڑا" — عمران نے کہا۔ اور اٹھ کر تیزی سے بردھی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر جا کر اس نے پھاٹک کھولنے سے پہلے بہامہ مے کی دیوار کے ساتھ بے ہوش پڑے ہوئے ادھیرغم ملازم کو اٹھا کر اس کے کمرے کے اندر ڈالا۔ اور پھر اس کی بیض چیک کرنے لگا۔ دھمکے لمحے وہ اس کی طرف سے تو مطمئن ہو گیا۔ کیونکہ اس کی بیض تباہی تھی کہ وہ کم از کم دو تین گھنٹوں تک خود بخود ہوش یہیں ہے سکتا۔ اس کی طرف سے مطمئن ہو کر وہ کمرے سے باہر آیا۔ اور پھر اس نے ہا کر پھاٹک کھولا اور داپس آکر بہامہ مے کے ایک چوڑے ستوں کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا پھر ریواں وردا اس نے جیب سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔

اور پھر کھوڑی دینے بعد ایک تھوڑی کار اندر داخل ہوتی دکھائی دی۔ عمران ستوں کے قیچیے سمجھ گیا۔ ڈرامونگ سیٹ پر ایک گھٹھے ہوئے جسم اور درمیا نے قد کا نوجوان جیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کار پور پر جیسے روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیزی سے داپس

اور کانٹھے پر لاد کر اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں مر سیا اور جو لیام موجود تھیں۔

"اسے بھی باندھ دو۔ لیکن ذرا مفبوطی سے باندھنا۔ خاص سخت جان آدمی ہے۔" — عمران نے راجر کو ایک کرسی پر ڈالتے ہوئے کہا۔

اور جو لیام سر ہلاتی ہوئی دوبارہ اس الماری کی طرف بڑھ گئی جس میں مردانہ بیاس موجود تھے یہ شاید جیکیں کے بیاس تھے۔ اس نے ددمزیہ ٹائیان الماری سے نکالیں اور پھر اس نے کمی پر پڑے ہوئے راجر کو عمران کی مدد سے اچھی طرح باندھ دیا۔ عمران نے خوبی گانٹھوں کے متعلق تسلی کی۔ اور اس کے بعد اس کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور راجر کے پہرے پر پڑنے والے زوردار چپٹر سے کمرہ گونج اٹھا۔ دوسرے چپٹر پر راجر کی آنکھیں کھلی گئیں۔

لگ — لگ — کون ہوتم۔ ادھ۔ یہ تم نے بھے اور مر سیا کو کیوں باندھ دکھا ہے؟" — راجر نے ہوش میں آتے ہی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے فاصے سخت ہبھے میں کہا۔ اور عمران اس کی ٹائپ سمجھ گیا کہ وہ جسمانی لحاظ سے مفبوط ہونے کے ساتھ ساتھ اعصابی طور پر بھی خاصاً مفبوط واقع ہوا ہے۔

"میرا نام ڈاکٹر ہے مسٹر راجر۔ اور آج کل میں انہوں پر تشدد اور اس کے رد عمل کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ مر سیا نے بتایا ہے کہ تم خاصے سخت جان واقع ہوئے ہو۔ اور واقعی تھیں دیکھ کر

مجھے بے صہرت ہوئی ہے کہ اب تم پر تشدد کر کے اور اس کا رد عمل دیکھنے کا خاص اصطیل موقع ملے گا۔" — عمران نے پاٹ ہبھے میں جواب دیا۔ اور راجر کی آنکھیں حیرت سے بچلتی گیئیں۔

"لگ — لگ — کیا مطلب کیا تم بغیر کسی وجہ کے تشدد کرو گے۔ لیکن کیوں؟" — راجر نے حیرت پھرے ہبھے میں کہا۔

"میرا پر ڈگرام تو جیکیں پر تجربہ کرنے کا تھا۔ لیکن جیکیں یقیناً تھے اسے کسی مشن پر گیا ہوا ہے۔ ویسے جیکیں میرا صحیح مارگٹ سے تم اس کے مقابلے میں کم سخت جان لگتے ہو۔ بہر حال جیکیں نہ سہی۔ تم ہی سہی کچھ نہ کچھ تو تجربہ ہوئی جائے گا۔" — عمران نے منہ پشانے ہوئے کہا۔ اور پھر یہاں اور جو لیام کی طرف بڑھا کر اس نے کوٹ کی اندر ہنی جیب میں مانندہ ڈالا۔ جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں استرے کی طرح کا انہما تیز دھار کا مخصوص خیز موجود تھا۔

"یہ خیز میری اپنی ایجاد ہے۔ اس سے انہی کھال اس طرح اترنی ہے۔ جیسے کسی ہیل سے چپکنا اتارا جاتا ہے۔ میں اپنے کام کا آغاز تھا، اسی پیشانی سے کر دیں گا۔ اس کے بعد تھا اسی آنکھوں کے پیوٹے پھر رخسار۔ تاک پھر گردن اور اسی طرح پھر سخنے جنم تک چلتا جاؤں گا۔ ویسے یہ قابل قدر تجربہ ہے۔ اسی لئے مجھے یقین ہے کہ تم میرے ساتھ کمکل تعاون کرو گے۔" عمران نے بڑے سادہ سے ہبھے میں کہا۔ اس کا انہما ایسا تھا

"رک جاؤ۔ فارگاڈ سیک۔ رک جاؤ۔ پلیز تم جتنی رقم کہو ہیں
دے دیتا ہوں۔ رک جاؤ۔ تم پاگل ہو۔ سوداگی ہو۔" — راجر
نے حلق کے بل پچھتے ہوئے کہا۔

"مجھے رقم کی پرداہ نہیں ہے۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ تم اپنی
جلگہ کوئی آدمی دے دو۔ یہاں اس طرح کر لیتے ہیں کہ تم جکین کے
متعلق بتا دو کہ وہ اسی وقت کہاں مل سکتا ہے۔" — عمران نے
سفال پہنچیں کہا۔

"وہ۔ وہ اس وقت نہیں مل سکتا۔ وہ یہاں موجود نہیں ہے۔
وہ کل دو پہر کے بعد آجائے گا۔ پلیز خدا کے لئے مجھے جانے
دو۔" — راجر نے بُری طرح گھٹکھیاتے ہوئے کہا۔

کمال ہے۔ ہاتھ میں آئے ہوئے شکار کو صرف اس نے
جانے دل کہ دوسرا شکار بعد میں ملے گا۔ ہاں البتہ اگر تم یہ بتا دو
کہ اس وقت وہ کہاں ہے۔ تو میں اُسے کہاں لوں گا۔ مرسیا بتا
رہی تھی کہ وہ چاشنوم کی پہاڑیوں میں گیا ہے۔ چاشنوم کی پہاڑیاں
تو بہت دسیخ و عریض ہیں۔ کوئی خاص جگہ بتا دو۔" — عمران نے
خبر کو اور آگے پڑھلتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ جگہ کا مجھے معلوم نہیں۔ بس
اتا مدد ہم ہے کہ وہ مُرک لے کہ یہاں دارالحکومت میں ایک اسلیے
کے کمپ میں آئے گا۔ اپ لینہ کے آدمیوں کے میک اپ
میں۔ اور پھر اسلحہ کا ذخیرہ تباہ ہو جائے گا۔ اور جکین والیں آجائے
گا۔ پلیز بخوبی جانے دو۔ مجھے جانے دو۔" — راجر پہنچا کی

جیسے کسی انسان کی کھال آتا نے کے تصور سے ہی اُسے دلیست
ہو رہی ہے۔

"ادہ۔ نہیں نہیں۔ تم پاگل ہو۔ ادہ۔ رک جاؤ۔"
راجر نے بُری طرح پچھتے ہوئے کہا۔

"ادے نہیں۔ میں پاگل نہیں ہوں۔ ڈاکٹر ہوں۔" — عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ سے راجر
کا منہ پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے تھاما ہوا خبیر اس نے راجر کی
پیشافی کی طرف پڑھایا۔ راجر کے حلق سے ہڈیاں انہاں میں چھپیں
نکلنے لگیں۔ اور دائیٰ ذہنی اور اعصابی طور پر خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"ادے۔ ابھی سے۔ تم تو دائیٰ بودے سے ثابت ہو رہے ہو۔
مجھے یقین ہے کہ جیکن تم سے زیادہ مفہوم اعصاب کا مانک ثابت
ہو گا۔ لیکن اب کیا کیا جلتے جیکن کی دستیابی تو سنا ہے اب
ناممکن ہے۔" — عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے پڑنے
ماہر اندھے انہاں میں تیلی دھار کے فنجن کو اس کی کنیٹ پر اس طرح چلا دیا
کہ دائیٰ راجر کی کھال کا کچھ حصہ چھکے کی طرح علیحدہ ہو گیا۔ راجر
کی چیزوں سے کھڑہ گاؤں اکٹھا اور اس کا ینہ ہا چوڑا جسم بُری طرح
پھٹکنے لگا۔

"ادے ارے۔ تم تو صرف درشنی پلوان ہو۔ یا کچھ تو حوصلہ
دکھا د۔ مہتراءے اس طرح پچھتے سے میرا مزہ خراب ہو رہا ہے۔"
عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی ناٹھ ددبارہ چلا دیا۔ اور کھال کا ایک
اور ملکہ اکٹھا۔

Scanned & PDF Copy by RFI

طرف گھمایا لیکن مرسیا خوف کی شدت بے ہوش ہو چکی تھی۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ہاتھ روک لیا۔ "جو لیا۔۔۔ تم یہیں رکو۔ میں کار لے کر آتا ہوں۔ مرسیا کو ہم ساتھ لے جائیں گے۔ ہو سکتا ہے۔ چیف پاس اسے کسی بھگہ استعمال کرے۔" — عمران نے کہا۔

اور جولیا کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم الٹھاتا باہر کی طرف ڈالیا۔ وہ اگر چاہتا تو راجر کی کار بھی استعمال کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے جان بوجھ کر ایسا نہ کیا تھا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے راجر کا کوئی ساتھی کار کو چیک کر لیتا۔

خودتی دیر بعد وہ کار لے کر واپس آیا اور پھر اس نے مرسیا کو الٹھا کر پھلپی نشست کے سامنے لٹایا اور جولیا کو ساتھ لے کر وہ اس کوٹھی سے نکلا اور انہی تیز رفتاری سے کار چلاتا ہوا داشت منزلہ داشت منزل کی طرف بڑھنے لگا۔

"تم چاہو تو یہیں فلیٹ پر ڈرائپ کر دوں۔" — عمران نے سمجھیہ ہبھے میں کہا۔ اور جولیا کے سر ہلانے پر اس نے کار کا رخ ایک چوک سے اس سڑک کی طرف موڑ دیا۔ جس پر جولیا کا فلیٹ تھا۔ جولیا کو ڈرائپ کرنے کے بعد وہ خاصی تیز رفتاری سے کار چلاتا ہوا داشت منزل کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ذہن میں دلز لہ سا آیا ہوا تھا۔

راجرنے انہی تیز رفتار کے نتیجے انکشاف کیا تھا۔ کوئی عمران کو اس کیمپ کے متعلق کوئی معلومات نہ تھیں۔ کیونکہ اسے کسے ذیمرے

کیفیت طاری تھی۔ عمران کا نفیا تی تسلی دخاصل کامیاب رہا تھا دنہ راجر جس کیمنہ کے کا آدمی تھا۔ اس کا اتنی جلدی راہ راست پر آنا تقریباً ناممکن تھا۔

"کون سے ذیمرے کی بات کر رہے ہو۔" — عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ اس اتنا معلوم ہے کہ اُسے کمپ بھتے ہیں۔ اور اس دل سے اپ لینڈ کی حکومت کے خلاف کام کرنے والوں کو اسلحہ سپلائی ہوتا ہے۔" — راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کتنے آدمی گئے ہیں۔" — اس بار عمران کا ہبھیک بحث بدل گیا تھا۔ اب اس کے ہبھے میں بھیڑیتے کی سی عزادی تھی۔

"جیکن کے ساتھ دو آدمی اور ہیں۔ ایک ٹاشر ہے۔ اور دوسرا چیف پاس ماسٹر۔ اس مجھے اتنا معلوم ہے اس سے زیادہ معلوم نہیں ہے۔ پلیز مجھے جانے دو۔" — راجر نے لفھیمتے ہوئے کہا۔

"ہو ہے۔ تو یہ ہے وہ اہم مشن۔" — عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر جولیا کے ہاتھ سے ریوالور لیا۔ اور دوسرا ہے لمحے اس کے ریوالور سے دھماکہ ہوا۔ اور راجر کے ہلکے چیخ نکلی اور وہ کرسی پر ہی تڑپنے لگا۔ گولی اس کے دل میں لگی تھی۔ اس لئے چند ہی لمحوں بعد ہی دھمک ہو گیا۔ عمران نے تیزی سے ریوالور کا رخ مرسیا کی

فوج کے کنٹرول میں تھے۔ لیکن جو کچھ راجرنے بتایا تھا اس سے ہبھی ظاہر ہوتا تھا کہ یہ کوئی بہت بڑا ذخیرہ ہو گا۔ اور اس کی تباہی خاصی خوف ناک بھی ہو سکتی ہے۔ اور اس نے بہتر حال اب اس تباہی کو کسی نہ کسی طرح روکنا تھا۔

۱۱۷ کے گھرے انہیں ہیں سیاہ رنگ کی جیپ۔
جتنے کی سجائے تقریباً ریلنکٹی ہوتی پہاڑیوں کے دشوار گزار اور ڈیڑھ میڑھ راستوں پر آگے بڑھی جا رہی تھی۔ پہاڑیاں بالکل نیسان تھیں۔ اور ہر طرف اس قدر گھر انہیں چھاپا ہوا تھا کہ یوں لگتا تھا۔
جیسے پہاڑیوں پر کسی نے گھرے سیاہ رنگ کی چادر ڈال دی ہو۔
جیپ کی تمام بیان بنہ تھیں۔ اس لئے وہ بھی اس گھرے کی شارکم،
ایک حصہ بنی ہوتی تھی۔ اور اس قدر گھرے انہیں۔
اس دشوار گزار اور انتہائی خطرناک راستے پر ڈرا۔
طرح چلا رہا تھا۔ جیسے وہ دن کی روشنی میں آ۔
سائیٹ سیٹ پر ماسٹر موجود تھا۔ اس وقت وہ اس کے مخصوص لباس اور میک اپ میں تھا۔ بھلیزیز کے ساتھی بیٹھے ہوتے تھے۔ ڈرائیور گا۔

جب رک دی۔

بس یہاں سے ہم نے پیدل آگے جانا ہے۔ — فرودز نے کہا۔ اور جیپ کا انجن بند کو کے دھیچے اتہ آیا، ماسٹر اور اس کے ساتھی بھی بھی بھیچے اتہ آتے۔ ان کے پاس سامان نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ ان کے حموں پر بڑے گھر کی شلواریں اور بلے کرتے تھے۔ مسرپ مخصوص انداز کی پکڑیاں تھیں۔ اس بس میں وہ واقعی اپ لینڈ کے باشندے ہی لگ رہے تھے۔

"20 بس۔" — فرودز نے غار کے دہانے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یہ جیپ یہیں رہے گی" — ماسٹر نے کہا۔

"ہاں جن کی جگہ ہم یہیں رہے گے۔ انہیں اس غار کا علم ہے۔ وہ یہاں سے جیپ لے جائیں گے۔" — فرودز نے سر ہلا کتے کہا۔ اور پھر غار سے باس نکل کر وہ فرودز کی رہنمائی میں پیدل آگے بڑھنے لگے۔ تقریباً ایک گھنٹے تک مسلسل چڑھاتے بعد جیپ کو ایک مخصوص جگہ چھپا کر باقی سفر پیدل ہو گا۔ فرودز نے جواب دیا۔ اور پھر داقتی آدھے گھنٹے تک انہیں شمال کی طرف قدرے پسی میں دیئے سے جملاتے ہوئے نظر آئے۔

"یہ سواری مطلوبہ جگہ ہے۔ اسے تھا جارواڑا ڈھ کہتے ہیں۔ یہاں دک دک کر یا نیبھی لینتے ہیں اور سب لوگ چائے دغیرہ پیتے ہیں۔ یہ کونکہ اس کے بعد کہیں تک مسلسل سفر ہوتا ہے۔"

فرودز نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور ماسٹر نے سر

ادھا شراء اور اس کے ساتھی بھی اپ لینڈ کے باشندوں کے میک اپ اور بس میں تھے۔ ان کا میک اپ اس قدر مکمل تھا کہ وہ ہر لحاظ سے اپ لینڈ کے باشندے ہی لگ رہے تھے۔ "مسٹر فرودز" کیا تم پہلے اس راستے پر آتے رہے ہو۔ ماسٹر نے ڈرائیور ہیک سیٹ پر نیٹھی ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ یہی نے یہ تمام راستے ایسی طرح دیکھے ہیں یہ بھی میری ٹریننگ کا حصہ ہے۔ تاکہ یہیں کسی جگہ غلطی نہ کھا جاؤ۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ ٹرک یہیں نے چلانے ہے۔" — فرودز نے بغیر سروڑ جواب دیا۔ اور ماسٹر نے سر ہلا دیا۔ "اب کتنا فاصلہ باقی رہتا ہے۔" — تھوڑی دیر بعد ماسٹر نے دوبارہ پوچھا۔

"نی الحال آدھے گھنٹے تک تو ہم جیپ پر سفر کریں گے۔ اس کے بعد جیپ کو ایک مخصوص جگہ چھپا کر باقی سفر پیدل ہو گا۔" فرودز نے جواب دیا۔ اور پھر داقتی آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے لکھ سوڑ مرتے ہی فرودز نے جیپ کا رخ بدلا اور سایہ سی یک گھنٹہ میں پہاڑ سے ڈال دیا۔ یہ یک گھنٹہ پہلے سے تھی۔ جیپ اب بالکل چیونٹی کی طرح رینگ رہی تھی کرنے کے بعد فرودز نے جیپ روکی۔ اور سے مشرق کی طرف ہوتے ہوئے ایک لے گیا۔ یہ غار خاصی دیسیع تھی۔ اور فرودز نے

Scanned & PDF Copy by RFI

پلا دیا۔ وہ فیروز کی رہنمائی میں ایک بار پھر آگے بڑھنے لگے۔ لیکن

اب ان کا سفر پتی کی طرف تھا، احتیاط سے آگے بڑھتے ہوئے
دہاس اڈے سے بکے قریب پہنچ گئے۔ اڈہ سنان پڑا تھا۔
یہ ایک کھلی وادی سی تھی جہاں لکڑی کے چند کھو کھئے تھے۔ اور
ایک سڑک اسی وادی کے درمیان سے ہوا کہ گزرتی تھی۔ دیستے
ان کھو کھولیں ہی روشن تھے۔ دہان دس بارہ ۲۴ دنی بھی چلتے
پھر تے نظر آرہے تھے۔ کھو کھولیں کی سائیڈ دل پر بڑی بڑی چارپائیں
کی ایک طویل قطار موجود تھی۔

”بخارے آدمی ایک کر کے آئیں گے پشاپ کرنے
کے بہانے“۔ فیروز نے کہا۔ اور پھر دا تھی چند لمحوں بعد
ایک سایہ سامنودار ہوا۔ اور دہ ادھر ادھر دیکھتا ہوا تیزی سے اس
غاد کی طرف آنے لگا۔ فیروز نے حلق سے ہلکی سی مخصوص آذان کالی
توہاب میں اس سائے نے بھی اُسی طرح کا کاش دیا۔ اور چند لمحوں
بعد دہ جب غار میں پہنچا تو دہ بالکل فیروز کا ہمشکل تھا۔ ہی قدم و قامت
ہی لباس۔ ہی چہرے کے خدوخال۔

”میں ڈرایور ہوں اسے خان“۔ سائے نے قریب اکر کہا۔ اور فیروز نے یا کہ ملکہ ملکہ اُسے غاد میں آنے کا اشارہ کیا۔
اور دہ آدمی غاد کے اندر آگیا۔ فیروز نے غار کی اونٹ میں تے
جا کر پچھلے اور پھر اس کے چہرے اور لباس کا بغور جائزہ لینے
لگا۔

پلا دیا۔ وہ فیروز کی رہنمائی میں ایک بار پھر آگے بڑھنے لگے۔ لیکن
اب ان کا سفر پتی کی طرف تھا، احتیاط سے آگے بڑھتے ہوئے
دہاس اڈے سے بکے قریب پہنچ گئے۔ اڈہ سنان پڑا تھا۔
یہ ایک کھلی وادی سی تھی جہاں لکڑی کے چند کھو کھئے تھے۔ اور
ایک سڑک اسی وادی کے درمیان سے ہوا کہ گزرتی تھی۔ دیستے
ان کھو کھولیں ہی روشن تھے۔ دہان دس بارہ ۲۴ دنی بھی چلتے
پھر تے نظر آرہے تھے۔ کھو کھولیں کی سائیڈ دل پر بڑی بڑی چارپائیں
کی ایک طویل قطار موجود تھی۔

”ابھی قافلہ نہیں پہنچا۔ لیکن وہ پس پہنچنے ہی دالا ہو گا“

فیروز نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور تھوڑی دیر بعد دہاس
اڈے سے بالکل قریب ایک غار میں پہنچ گئے۔

”اب ہمیں یہاں اپنے آدمیوں کا اتہ لار کرنا ہو گا“۔ فیروز
نے غار میں یتھے ہوئے کہا۔ اور ماسٹر میت باقی سائیڈ بھی دیاں
بیٹھ گئے۔

”آگے کی چیک پوسٹوں کے بارے میں کیا پلانگ ہے“
ماستر نے پوچھا۔

”ددھیک پوسٹیں میں جتاب۔ صرف اسلوچیک ہوتا ہے۔ میر امظہر
ہے بھم دغیرہ۔ لیکن ہمارے مخصوص ڈک میں جو بھم موجود ہوں گے
انہیں اس طرح کیوں فلاج کیا گیا ہے کہ وہ ان چیک پوسٹوں کی مشینہ
سے چیک نہ ہو سکیں گے۔ ہمیں اسراپنے سائیڈوں سے ہوشیار
رہنا ہو گا۔ باقی کوئی فکر کی بات نہیں ہے“۔ فیروز نے

نکلا اور تیزی سے اڈے کی طرف بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ
انہیں میں غائب ہو گیا۔

ماستر نے اسدخان سے باقی ٹرک پر موجود افراد کے متعلق
تفصیلات پوچھنی شروع کر دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ کہیں میں
پہنچ کر ٹرکوں کے رکنے سے لے کر انہیں لوڈ کر کے واپس
آنے تک کی چھوٹی چھوٹی تفصیلات بھی معلوم کر رہا تھا۔ اور یہ جب
تک وہ آدمی دہائی نہ پہنچ گیا۔ جس کامیک اپ ماستر نے کیا تھا
ماستر اس خان سے بالوں میں مصروف رہا۔ آنے والا اسدخان
کا اسٹینٹ تھا۔ اور اس کا نام تازہ گل تھا۔ چونکہ ان کے
حلیے اور قد و قامت کی تفصیلات کے ساتھ ساتھ ان کی آدانیں
اور بجوں کے شیپ ماستر کو پہنچا دیتے گئے تھے۔ اس
لئے وہ سب بالکل اپنی افراد کے میک اپ میں تھے۔ اور انہوں
نے ان کے بھی میں مقامی زبان پولنے کی پوری طرح پریکش
کر رکھی تھی۔

ماستر کے جانے کے بعد ایک ایک کر کے اس کے
باقی ساتھی بھی دہائی پہنچ گئے۔

”تم نے مکمل چیکنگ کر لی ہے۔ اپنے خصوصی سامان کے
متعلق“ — ماستر نے فرودز سے پوچھا۔

”ہاں — سب اد۔ کے ہے۔“ — فرودز نے چارے
پہنچتے ہوئے اثبات میں سہ بلا کر کہا۔ اور ماستر نے اطمینان بھرے
انہا زیں بہنکار ابھر۔ تقریباً ایک کھنچے سہ آمام کرنے کے بعد

”میک ہے اسدخان — کیا نمبر ہے ٹرک کا“ — فرودز
لے مارچ بجھاتے ہوئے پوچھا۔

”ٹرک پوچھنے نمبر پر کھڑا ہے۔ لارنس ٹرک ہے۔ پورے قافی
تیک یہ واحد لارنس ٹرک ہے۔ اور یہ کاغذات۔ چیف بس نے
کہا تھا کہ ماستر کو دینے ہیں“ — اسدخان نے جب سے
ایک لفافہ نکالتے ہوئے کہا۔ اور ماستر نے آگے بڑھ کر لفافہ
لے لیا۔

”مارچ جلاڈ فرودز“ — ماستر نے کہا۔ اور فرودز نے مارچ
جلادی۔ ماستر نے لفافے میں سے کاغذات نکالے اور پھر مارچ
کی روشنی میں انہیں پڑھنے لگا۔ فرودز بھی اس پر جھکا ہوا تھا۔ ان
کاغذات میں مش کے متعلق آخری ہدایات تھیں۔

”ان کاغذات کو جلادد فرودز“ — ماستر نے کاغذات دوبارہ
لفافے میں ڈالتے ہوئے کہا۔

اور فرودز نے جب سے لامپ بنکالا اور لفافے کو آگ لگادی۔
وہ سب اس وقت تک اُسے دیکھتے رہے۔ جب تک کاغذات
کمکل طور پر جمل کر رکھنا ہو گئے۔

”آپ پیدھے لارنس ٹرک پر جائیں گے۔ اور اُسے ذرا
سے گئے کر کے روکیں گے اور پھر نیچے اتر آئیں گے۔ تو دوسرا
آدمی آپ کو اپنی چارپائیوں کی طرف لے جائے گا۔ اور اس وقت
ہمارا دوسرا آدمی ادھر آجائے گا۔ اس طرح ایک ایک کر کے تبادلہ
ہو گا۔“ — اسدخان نے کہا۔ اور فرودز سر بلاتا ہوا غادر سے

پر فیرڈ۔ ماسٹر اور ٹاشرٹینوں نے اٹھیاں کے طویل سانس لے
اب فوجی ان کے پیچھے کھڑے ہوئے تو ٹرک کو چیک کر دیتے تھے۔
”کامیکر تو انتہائی جدید قسم کے ہیں۔“ — ٹاشرٹ نے ہرگوشی
کرتے ہوئے کہا۔

”ماں۔ ان کی تفصیلات اور رینج کے متعلق پہلے معلومات حاصل
کر لی گئی ہوں گی۔“ — ماسٹر نے سر ہلاٹے ہوئے جواب دیا۔
البتہ فیرڈ خاموش بیٹھا رہا، جب آخری ٹرک بھی چیک ہو گیا تو فوجیوں
نے قافلے کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اور قافلے آگے بڑھنے لگا۔
میدانی علاقے میں پہنچ جانے کی وجہ سے ٹرکوں کی رفتار کافی
تیز ہو گئی تھی۔ اس لئے سفر زیادہ تیز رفتاری سے کٹھ لگا۔ ماسٹر
نے دیکھا کہ جس ٹرک پر ان کا قافلہ سفر کر رہا تھا وہاں جگہ جگہ فوجیوں
کی مخصوص جیپیں قافلے کے آگے پیچھے اور سایہ دوں میں آجائی
تھیں۔ اور وہ اسی کا معقصہ سمجھ گیا کہ وہ لوگ قافلے پر پوری طرح
نظر دکھے ہوتے ہیں تاکہ چکنگ کے بعد قافلے میں کوئی تبدیلی
نا آسکے۔ دیسے بھی آخری ہدایات میں یہ بتا دیا گیا تھا کہ پہاڑتی
اڑی کے بعد ان کے قافلے نے مسلسل حرکت میں رہتا ہے۔
انہیں سوا نئے چیک پوسٹ کے اور کہیں رکنے کی اجازت نہ
کھلتی۔ اور چیک پوسٹ پر بھی وہ ٹرکوں سے باہر نہ آ سکتے تھے۔
تاکہ کوئی غلط آدمی ان میں شامل نہ ہو جائے۔

ٹرکوں کا یہ قافلہ مسلسل سفر کرتے کرتے تقریباً نوبھے پاکیشیا
کے دار الحکومت کی عدد دیں داخل ہو گیا۔ چونکہ یہاں کافی رش تھا۔

قافلے کی روانگی کا وقت ہو گیا اور پھر سب لوگ اپنے ٹرکوں کی
طرف بڑھ گئے۔ ٹرک کا فرنٹ کیben کافی دیسح تھا۔ اس لئے فیرڈ
جوک ڈرائیور سیٹ پر رکھا۔ اس کے ساتھ ماسٹر اور ٹاشرٹ بھی بیٹھ گئے
باتی ساتھی ٹرک کے عقبی ہے میں سوار ہو گئے اور ٹرکوں کا یہ قافلہ
آگے بڑھ گیا۔ فیرڈ نے ٹرک کو کاشن کے مطابق پوچھنے نمبر پر رکھا۔
ٹرک میاں پھر سفر کرنے کے بعد صبح دوسری چیک پوسٹ پر پہنچ
گئے۔ یہ چیک پوسٹ اس جگہ تھی جہاں دشوار گزار بہادری علاقہ ختم ہو
جاتا تھا۔ اور نسبتاً میدانی علاقہ شروع ہو جاتا تھا۔ چیک پوسٹ پر
فوجی جوان اور آفسر موجود تھے۔ ان کے ہاتھوں میں جدید ساخت
کے بڑے بڑے گائیکر تھے۔ جیسے ہی قافلہ دیاں رکا۔ انہوں
نے ان جدید گائیکر دل کی مدد سے ایک ایک ٹرک کی چکنگ شروع
کر دی۔ ماسٹر کے خیال کے مطابق یہی لمحہ ان کے مشن کا سب
سے دشوار گزار لمحہ تھا۔ چنانچہ جب فوجی ان کے ٹرک کو چیک کرنے
لگے تو ماسٹر نے ہوٹ بیٹھنے لئے۔ ٹرک کو ادپر سے لے کر پہنچ
تک مکمل طور پر چیک کیا گیا۔ دو فوجی گائیکر لئے ٹرک کے پیچے
پہنچے اور انہوں نے گائیکر کی مدد سے ٹرک کے پنکھے حصے
کو پوری طرح چیک کیا۔ آخریں فرنٹ کیben کی باری آئی۔ یکن
انہیں باہر آنے کے لئے نہیں کہا گیا بلکہ دو فوجی دونوں طرف
کے در دادا دل سے انهاد تے اور انہوں نے جدید گائیکر کی مدد
سے فرنٹ کیben کو پوری طرح چیک کیا اور پھر اٹھیاں بھرے انداز
میں سر ہلاٹے ہوئے پیچے اتر گئے۔ اور ان کے پیچے اتنے

ٹرکوں کو اس طرح پارک کیا گیا کہ ان کے سامنے کا رخ الرٹ
کیمپ کی طرف تھا جب کہ عقبی حصہ اس طرف تھا جہا ملکے کی
پیشیاں موجود تھیں۔

"ان پیشوں کو لوڈ ہونے میں ایک گھنٹہ لگے گا۔ اور لوڈ ہونے
کے بعد ہمیں کھانا کھانے نے اور چائے پینے کے لئے مزید ایک
گھنٹہ کی اجازت ہو گی۔ اس نے یہ ٹائم بموں پر ڈیٹھ گھنٹہ کا
وقت لگا دیتا ہوں اور زینہ بھم کو بھی ایڈ جبکہ کر دیتا ہوں"
فیروز نے ٹرک کا دروازہ ایک باتھ سے کھولتے ہوئے ماسٹر سے
مخاطب ہو کر کہا۔ اور ماسٹر نے سر ہلا دیا۔ اور پھر وہ سب ٹرک سے
نیچے اتر آتے۔ باقی ٹرکوں کے ڈرایور ان کے آسٹنٹ اور لوڈر
بھی ٹرکوں سے نیچے اتر آتے لھتے۔ پونکہ ٹرکوں کے ڈرایور اور
ان کے آسٹنٹ ٹرکوں کے بونٹ کھول کر پانی وغیرہ کی چینگ
یں مصروف ہو گئے تھے۔ اس نے فیروز نے نیچے اتر کر بونٹ کھولو
اور پھر ماسٹر اور ٹماستہ کو خال، کھنے کا کھبہ کر دہ ادھر ادھر دیکھتا ہوا
تیزی سے ٹرک کے نیچے رینگ کیا۔ جب کہ ماسٹر کے باقی ساتھی
پیشیاں اٹھا اٹھا کر ٹرک میں لوڈ کرنے میں مصروف ہو گئے۔

"ابے تم ٹرک کے نیچے کیا کہ رہتے ہو۔" — اچانک ایک
فوجی کیپشن نے قریب آ کر تدرے سے سخت ہجھی میں کہا اس نے
شاید فیروز کو نیچے جاتے دیکھ لیا تھا۔
"جناب ڈیفرنس نے آواز دینی شروع کر دی تھی۔ اس نے
یہ اُسے چیک کر رہا ہوں" — فیروز نے گھشت کر سر باہر

اس نے قفلے کی رفتار آہستہ ہو گئی۔ اب ماسٹر اس کے ساتھی بھی
بنعمل کر دیٹھ گئے اور پھر سوانوں کے وہ زیر دیکھپ کی حدود میں داخل
ہونے کے لئے آخری چیک پوسٹ پر رکے۔ یہاں بھی قافلے
کے ٹرکوں کی مکمل اور پوری طرح چینگ کی گئی۔ لیکن یہاں بھی اُسی
ساخت کے گائیکر تھے۔ جس سے دوسری چیک پوسٹ پر چینگ
کی گئی تھی۔ جب سب ٹرکوں کی چینگ مکمل ہو گئی تو کیمپ کا
خاردار تاروں سے بنایہدا دروازہ لکھوں دیا گیا۔ اور ٹرک ایک ایک
کر کے انہر داخل ہوئے لگے۔ زینہ و کیمپ خاصاً دیسخ رکھے یہ
پھیل جوا ہٹا۔ ایک سائیڈ پر ٹین کی تالی دار تھیوں سے بلیہ لئے
شیڈ بنائے گئے تھے اور ٹرک اپنے اپنے نمبر کے مطابق ان
شیڈز میں پاؤک ہونے لگے۔ ماسٹر نے دیکھا کہ ان شیڈز کے
عقب میں خاردار تار کی بارڈ تھی۔ اور اس کی دوسری طرف الرٹ
کیمپ کی خاکی رنگ کی بیرکیں نظر آ رہی تھیں۔ یہ بیرکیں فوجیوں
کی تھیں۔ ماسٹر جانتا تھا کہ ان بیرکوں کے نیچے وہ خفیہ ذخیرہ ہے
جس کے تین گھٹے ہیں۔ زینہ و کیمپ کی ایک سائیڈ میں اسکے کی
ٹڑی بڑی پیشیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر مخصوص نشانات موجود تھے۔
ادریز پیشیاں باقاعدہ کیمپ کی صورت میں رکھی گئی تھیں۔ یعنی ہر ٹرک
کامال علیحدہ کر کے رکھا گیا تھا۔ ماسٹر نے اس کیمپ میں ہندیا یا کرکیں
کہ بھی دیکھا۔ وہ ان پیشوں کے نمبر ز چیک کر رہے تھے۔ لیکن کیمپ
کے اندر پاکشیا کے بھی چند فوجی افسرا درپاہی گھوم پھر
ہوتے تھے۔ لیکن دہ کسی کام میں مداخلت نہ کر رہے تھے۔

کاتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر کیا خرابی ہے۔ آگر کوئی لمبی خرابی ہے تو پھر تم اس ٹرک کو لوڈ نہیں کہتے" — فوجی کیپشن نے کہا۔

"جناب۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ دونٹ ڈھلے تھے میں انہیں کس رہا ہوں" — فیرڈ نے کہا اور فوجی کیپشن سر بلاتا ہوا پیچھے مہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد فیرڈ باہر آگیا۔ اس نے کپڑے جھاڑ کے اور پھر وہ ٹرک کے بونٹ پر چڑھ گیا۔

میں نے انہیں آن کر دیا ہے۔ اب دعا کرو کہ کوئی نیچے نہ گئے درندہ ٹائم بول کی مخصوص آداز اسے سانی دے جائے گی" — فیرڈ نے پڑے رازدارانہ ہجے میں ماسٹر سے مخاطب ہوا کہ کہا اور ماسٹر نے سر بلادیا۔

"آؤ۔ اب بونٹ بند کر کے ہم ہی لوڈنگ میں شامل ہو جائیں تاکہ ہماری طرف کوئی خصوصی طور پر متوجہ نہ ہو سکے" — ماسٹر نے کہا اور پھر بونٹ بند کر کے وہ تینوں نیچے اتمے اور اس کے بعد وہ بھی لوڈنگ میں شامل ہو گئے۔

عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے درڑتی ہوئی زیر کمپ کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ ساکھدالی سیدھی پر جولیا۔ مر سیا کے میک اپ میں بیٹھی ہوئی تھی۔ عمران خود بھی میک اپ میں تھا۔ اور اس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی۔ اس نے کمنل کی یونیفارم پہن رکھی تھی۔ پہلی سیدھی پر صفرہ اور کیپشن شکیل بھی کیپشن کی یونیفارم پہنے۔ بیٹھے ہوتے تھے۔ عمران نے جکین کے باسے میں تمام معلومات حاصل کر لی تھیں۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ جکین اور اس کے ساتھی اپ لینڈ کے باشندوں کے میک اپ میں ہوں گے۔ اس لئے اس نے جولیا کو مر سیا کا میک اپ کیا تھا تاکہ جب جولیا کمپ کے انه ر داخل ہو تو جکین لازماً اُسے دیاں دیکھ کر چوٹکے گا۔ اس طرح کھمانہ کم جکین کی نشانہ ہی ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد باقی گروپ کو پکڑ لینا مشکل نہ رہے گا۔

کیمپ پر ذرہ برابر بھی آپسچ نہ آسکتی تھی۔ اس لئے عمران نے پوری طرح مطمئن ہونے کے بعد اب زیر و کیمپ سے اسلخ کی تباہی کو بچانے اور ماسٹر اور اس کے گروپ کی گرفتاری کے لئے منصوبہ بندی کی تھی۔ صفحہ د کیپٹن شکیل اور خدا پسندے لئے اس نے ملٹری ایشی بنس سے ریٹ کارڈ حاصل کر لئے تھے۔ ان کا ردز کی وجہ سے انہیں نہ صرف زیر و کیمپ میں بلکہ اگر وہ چاہیں تو المرٹ کیمپ میں بھی آزادانہ آجائ سکتے تھے اور زیر و کیمپ اور المرٹ کیمپ دونوں میں موجود تمام افسران ان کا ردز کی وجہ سے ان کے احکامات کی خوری تعیین کرنے کے پابند تھے۔ عمران نے جو معلومات حاصل کی تھیں اس کے مطابق قافلہ تقریباً ساٹھ ہے نوبک زیر و کیمپ میں پہنچنا تھا اور پھر دو گھنٹوں تک ویں۔ کئے کے بعد اس نے اسلخ سے لوڈ ہو کر دا پس جانا تھا۔ آتے ہوئے پہنچنکہ ٹرک خالی ہوتے تھے۔ اس لئے صرف چیپ پوسٹوں یہ ان کی چکنیگ کی جاتی تھی یعنی واپسی پہنچنکہ وہ انتہائی قیمتی اسلخ سے لوڈ ہوتے تھے اس لئے اس کی حفاظت کے لئے باقاعدہ فضائی کی نگرانی کی جاتی تھی تاکہ کوئی دشمن اس اسلخ کو تباہ نہ کر سکے۔ اس کے علاوہ فوجی جیپس والی کے وقتہ اپ لینڈ کی سہ رہتا کافلے کی نگرانی کے لئے ساتھ جاتی تھیں۔

”یکس طرح اس کیمپ کو تباہ کریں گے کیا کوئی ٹائم ٹیکم فکس کریں گے“ — صفحہ د نے پوچھا۔

”ٹائم ٹیکم دا لے آئیڈے سے پہیں سلہ سوچا تھا لیکن تم کوں کر لے“

عمران نے بطور ایکٹر، زیر و کیمپ اور اس سے محفوظ المرٹ کیمپ کے متعلق تمام تفاصیل حاصل کر لی تھیں۔ ان تفاصیل سے اس نے آئیڈیا لکھا کہ ماسٹر اور اس کے ساکپیوں کا مشہ صرف زیر و کیمپ میں موجود اسلخ کے ذیلرے کو تباہ کرنے تک ہی محدود ہو گا۔ کیونکہ المرٹ کیمپ کو جس آنہ از میں تعییر کیا تھا اور اس کی سیکورنٹی کے جو حفاظتی انتظامات تھے۔ ان حفاظتی انتظامات کے پیش نظر اس کیمپ میں کسی غیر متعلق آدمی کا داخل ہونا ناممکن تھا میں شامل تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ المرٹ کیمپ کے اندر ایسا حفاظتی نظام کرتا تھا کہ اس کیمپ سے دس میل کی سرکل رینج میں دشمن کا کوئی طیارہ یا کوئی میزائل داخل ہی نہ ہو سکتا تھا۔ اس طرح المرٹ کیمپ زیر و کیمپ سے بھی کوئی راکٹ یا یام نہ پہنچنکا جا سکتا تھا۔ زیر و کیمپ اور المرٹ کیمپ کے درمیان بظاہر غاردار تارک تارکی بارٹھتی۔ لیکن اس بارٹ کے تیجھے انتہائی طاقتور ریز جو انسانی کو آنکھہ توکھا کسی میشیں سے بھی نظر نہ آسکتی تھی کی حفاظتی دیواریں قائم بھیں۔ اور المرٹ کیمپ کے تینوں گردیں کامل طور پر انتہائی جدید ترین کمپیوٹر کنٹرول کے تحت تھے۔ ان تمام انتظامات کو دیکھنے کے بعد عمران المرٹ کیمپ کی طرف سے مکمل طور پر مطمئن ہو گیا تھا۔ اس نے اس ایسٹکل پر بھی سوچا تھا کہ اگر زیر و کیمپ میں موجود اسیہ بھٹ جائے تو کیا اس اسلخ کے دھماکے سے المرٹ کیمپ کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ لیکن ایسی بھی صورت نہ تھی اگر زیر و کیمپ میں موجود تمام اسلخ بیک وقت بھی بلا سڑ ہو جائے تو بھی المرٹ

”آپ آگے نہیں جا سکتے جناب“۔ ایک کیسپیشن نے آگے بڑھ کر انہیں مودباز نہیں میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
”یہ ریٹیڈ کارڈ دیکھ رہے ہیں ہو کیسپیشن“۔ عمران نے جیب سے کارڈ انکال کر کیسپیشن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ سے ہمیں لہس بارے میں ہے ایات مل چکی ہیں۔ لیکن سر آپ کو تم ازکم ایک گھنٹہ انتظار کرنا ہو گا۔ یکو تکہ دزیمہ دفاع اعلیٰ حکماں کے ساتھ گیمپ کے دورے پر آ رہے ہیں۔ اس وقت تک دیہ کارڈ نہ بھی استھان نہیں ہو سکتے۔" گیپٹن نے سر ملا تے ہوئے جواب دیا۔

"ادہ — لیکن ہمیں تو اس دوسرے کے متعلق کوئی اطلاع نہیں
ہے۔ — عمران نے چونک کر کہا۔

یہ سرسری پائی ورزٹ سے جناب "کیپشن نے
جواب دیا۔

اور عمران نے ہونٹ پھینچتے ہوئے کار کو ہوڑا اور داپس جل پڑا
اس کے پڑھے پوچھہ ہی پریشانی کے آثار بخایاں ہو گئے تھے۔ شہر
دالی سڑک پر پھینچنے کے بعد اس نے کار ایک پیکاپ بولٹکے سامنے
روکی اور نیچے اتکر کر وہ بولٹک میں داخل ہو گیا۔ لیکن اُسی لمحے اُسے خیال
آیا کہ فوجی یونیفارم کی وجہ سے اس کے پاس کے تو موجود نہیں ہیں۔
جس کی مدد سے وہ پیکاپ فون بولٹک کا فون استھان کر سکتا۔ اس لئے
وہ داپس ہوڑا اور ایک بار پھر ڈرائیور نگ سیدھ پر آپنی طبقاً
”کیا ہوا۔ کیا فون نہیں کیا“۔ جو لیا نے اُسے اتنی جلدی

کہہ پس داغلے کے وقت مکمل چکنگ کی جاتی ہے۔ اس لئے کوئی
باعث یہ کسی بھی صورت ان ٹرکوں کے ساتھ اندر نہیں جاسکتا۔
عمران نے جواب دیا۔
” تو پھر آپریہ ماسٹر گروپ کس طرح مشتمل کم کے ہا۔ ” — صقدر
نے کہا۔

"جہاں تک میں نے سوچا ہے یہ لوگ دہاں موجود اسلئے کو
ڈی چارج کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن اعلیٰ حکام نے بتایا
ہے کہ یہ اسلوچناتی پیشوں میں انہمی محفوظ طریقے سے بند ہوتا ہے۔
ادمان کے دار ہیڈ علیحدہ ہوتے ہیں۔ اس لئے اس اسلئے کو کسی بھی
طرح ڈی چارج نہیں کیا جاسکتا۔" عمران نے جواب دیا۔
"ہو سکتا ہے وہ کوئی خاص آل استعمال کریں" جولیا نے
کہا۔

”مال ہو تو سکتا ہے۔ رو سیاہ سامنی طور پر بہت ایڈ وانس ہے۔
بہر حال جو بیوگا دیکھا جائے گا۔ اگر جیکن کی نشانہ ہی ہو جائے تو پھر جارہا
کام آسان ہو جائے گا۔“ عمران نے سر بلاتے ہوئے جواب
دیا۔

اور مکھوڑی دیر بعد کار اس سڑک پر مرٹگئی جس کے اختتام پر زید کمپ کا یہن گیٹ تھا۔ لیکن اس سڑک پر مرٹتے سی عمران بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ آگے فوجیوں نے راستہ بلاک کر دکھا تھا، اور اس سڑک پر وہ کسی کار کو نہ جانے دے رہے تھے۔ عمران کی کار مار دکا گیا۔

عمران نے تیز تیر ہیجے میں کہا۔

"اوہ، ان کے دذٹ کی اطلاع تو نہیں ہے بھریہ دذٹ کیا ہے" — دوسری طرف سے بلیک نیرو نے پریٹ ن ہیجے میں کہا۔

"ہاں، لیکن اکثر ایسے سرپرائیز دذٹ ہوتے رہتے ہیں۔ چونکہ انہیں ہمارے مشن کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ہے۔ اس لئے انہیں اصل بات کا علم ہی نہ ہو گا" — عمران نے کہا۔

"یہیک ہے۔ میں ابھی ایڈیشنٹ کرتا ہوں" — دوسری طرف سے بلیک نیرو نے جواب دیا۔ اور عمران نے اوں کے کہمہ کو رسیور رکھا اور تیزی سے واپس مرٹک کیفی سے باہر نکل آیا۔

"میں نے ایکسٹو سے بات کی ہے، کہ یا تو اس دذٹ کو کینسل کرا یا جائے یا پھر ہمیں اس دذٹ کے باوجود اجازت دلادی جائے" — عمران نے ڈرائیور نگ سینٹ پر بیٹھتے ہی اپنے ساقیوں سے کہا۔ اور اس کے ساتھی اس نے کار آگے بلٹھائی اور پھر اس سے ہوڑ کر واپس اُسی مرٹک کی طرف بڑھا دیا۔

جدہ ہرنیوں کیمپ کامیں گیٹھ تھا۔
کار جب اس پہلے سپاٹ پر پہنچی جہاں اُسے پہلے رد کا گیا

"کھاتا تو ایک بار پھر انہیں روک لیا گیا۔"
"سر، میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی کہ ایک گھنٹے میک آپ آگے نہیں جا سکتے" — اُسی کیپٹن نے آگے بڑھ کر کہا اس کا اجھے بے حد ہواد بانہ تھا۔

والپس آتے دیکھ کر بچھا۔

"وہ کے نہیں ہیں۔ اب کسی کیفی سے فون کرنا ہو گا" — عمران نے ہونٹ بھنچتے ہوئے کہا اور اس نے کار آگے بڑھا دی۔

تھوڑی ہی دور ایک کیفی تھا۔ عمران نے کار اس کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتھا گیا۔ وہ تیز تیر قدم اٹھاتا کیفی میں داخل ہوا اور سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کیفی میں اس وقت اکاڈ کا ہی گاہک تھے۔ کرنل کی یونیفارم کی وجہ سے کاؤنٹر پر موجود کاؤنٹر میں اُسے دیکھتے ہی مستعد ہو گیا۔ اور عمران جیسے ہی کاؤنٹر کے قریب پہنچا اس نے بڑے مدد بانہ انداز میں اُسے سلام کیا۔

"ایک فون کرنا ہے" — عمران نے سپاٹ ہیجے میں کہا۔

"یہ سر" — کاؤنٹر پوائنٹ نے جواب دیا اور ساتھ ہی کاؤنٹر پر رکھا ہوا فون اس کی طرف کھسکا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

"ایکسٹو" — دوسری طرف سے بلیک نیرو کی آواز سنائی

"کرنل عمران بول رہا ہوں جناب۔ ہمیں کیمپ میں جانے سے روک دیا گیا ہے۔ کیونکہ دزیور دفاع سرپرائیز دذٹ پر آنے والے ہیں۔ آپ فوری طور پر ان کے اس دورے کو کینسل کر دیں۔ یا پھر دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ہمیں اجازت دلوادیں"

پڑے۔ جب کہ جویا نے مسکراتے ہوئے منہ دوسری طرف کریا۔

"آپ کو اس کے علاوہ اور کوئی نکاح پڑھوانے والا نہیں ملتا۔" صفر نے ہفتے ہوئے کہا۔

"ملتے تو بہت ہیں۔ لیکن ایکسے رجسٹر اٹھاتے آ جاتے ہیں۔ اب بتاؤ کیا میں رجسٹر سے نکاح کروادیں گا۔" — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور کار آیک بار پھر قبھروں سے جو نجی اٹھتی۔ "مگر اس مت کرو۔ تم خاموش نہیں رہ سکتے۔" — جویا نے معنوی غصے سے کہا۔

"رہ سکتا ہوں۔ بلکہ مجبوڑا رہنا پڑے گا۔ لیکن بعد میں، میرا مطلب ہے۔" — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کا مطلب بغیر تباہ سب تمجھ گئے۔ اور کار میں ایک اور قبھرہ گونج اٹھا۔

اُسی لمحے کار زید کمپ کے خاردار تاروں سے بننے ہوئے گیٹ پہ پہنچ گئی۔ گیٹ کے باہر چار مسلح فوجی بڑے الرٹ کھڑے رکھتے۔ عمران نے دیہ کار ڈلیک فوجی کی طرف بڑھایا۔ تو اس نے دیہ کار ڈلیکتے ہی انتہائی مستعدی سے سیلوٹ کیا۔ "حکم سر" — پاہی نے پوچھا۔

"گیٹ کھولو۔ ہم اندر جائیں گے۔" — عمران نے سکھانہ لیچے ہیں کہا۔

"یہ سر۔ لیکن سر اندر لوڈنگ ہو رہی ہے۔ اس لئے اگر آپ کار ہیں جپھوڑ دیں تو بہتر ہے۔ سیکورٹی کے تحت۔"

"کوئی بات نہیں کیسٹ۔ میں نے بات کو لی ہے۔ ابھی ہمارے متعلق ہمارے پاس خصوصی بدایات پہنچ جائیں گی۔ اس وقت تک ہم ہیں انتظار کریں گے۔" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور کار آیک سائیڈ پر وک دی۔

یہ تقریباً دس منٹ بعد ایک اور کیسٹ دوڑتا ہوا ان کی طرف آیا۔ اس نے دہاں موجود پہنچ کیسٹ سے کچھ کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا عمران کی طرف بڑھا۔ اس نے قریب آ کر بڑے مواد بانہ انداز میں سیلوٹ کیا۔

"جناب سر پر اندوزٹ کینسل ہو گیا ہے۔ آپ اب آگے جا سکتے ہیں سر۔" — کیسٹ نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

"کمال ہے۔ چیف پاس کے پاس اتنے اختیارات ہیں کہ دیور دفاع کا وزٹ کینسل کر سکنا ہے۔" — جویا نے مسکراتے ہوئے لہما۔

"بس ایک کام وہ نہیں کر سکتا۔ ورنہ تو وہ صدر مملکت کو بھی معطل کر سکتا ہے۔" — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کون سا کام ہے۔" — جویا نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"میرا نکاح پڑھوانے والا۔" — عمران نے کہا۔ اور پھر سیٹ پر موجود صفر اور کیسٹ شکیل دونوں بے اختیار قبھرہ مار کر تھیں

فوجی سپاہی نے موڈ بانہ پہنچے میں کہا۔

"ادہ میں۔ ٹھینک ہے ہے" — عمران نے سر ٹلاٹے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے کار ایک سائیڈ پر وہ کی اور ساتھیوں کو نیچے اترنے کا کہہ کر وہ کار سے نیچے اتر آیا۔ جو یا۔ صفر۔ اور کیپٹن شکیل بھی نیچے آ گئے۔ فوجی سپاہیوں نے گیٹ کھول دیا اور وہ چاروں ایک دوسرے کے پیچے چلتے ہوئے اندر داخل ہوتے۔ اندر موجود فوجی افسران نے بھی ریڈ کار ڈد یکھتے ہی انہیں سلیوٹ کیا۔

"لوڈنگ کی کیا پوزیشن ہے" — عمران نے ٹرکوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر۔ لوڈنگ تو ابھی مکمل ہوئی ہے۔ اور سب لوگ اب کھلنے پہنچے اور آرام کرنے کے لئے گئے ہیں" — ایک فوجی افسر نے بتایا۔

"اتنی جلدی کیسے ہو گئی" — عمران نے چونک کر پوچھا۔

"سر۔ آج قافلہ آدمھا گھٹیٹھ پہلے آ گیا تھا۔ تیرہ بس آفاق ہے" فوجی افسر نے جواب دیا۔

"یہ لوگ کہاں جاتے ہیں کھانے پینے" — عمران نے پوچھا۔

"سر۔ یہاں قریب ہی بہت سے ہوٹل اور کینفے ہیں۔ پہنس بازار میں" — فوجی افسر نے جواب دیا۔

"کیا یہ سب ایک جگہ جاتے ہیں یا مختلف جگہوں پر جاتے ہیں" —

عمران نے پوچھا۔

"ایک جگہ تو سر ممکن ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کی تعداد کافی بہتی ہے۔ لیکن یہ لوگ جاتے اسی بازار میں ہیں" — فوجی افسر نے جواب دیا۔

"ادہ ٹھینک ہے۔ لیکن یہ کس گیٹ سے جاتے ہیں پس گیٹ سے تو انہیں جاتے" — عمران نے کہا۔

"سر۔ — سائیڈ گیٹ سے جاتے ہیں دنیا سے بازار قریب پڑتا ہے۔ اور پھر اسی گیٹ سے والیں آتے ہیں۔ دنیا دا پسی پر ان کی مکمل چینگ ہوتی ہے" — فوجی افسر نے جواب دیا۔

"کہاں ہے وہ گیٹ۔ ہمیں دکھایتے" — عمران نے کہا۔

"آئتے سر۔ — فوجی افسر نے کہا۔ اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر شمال کی طرف پڑھنے لگا۔

"یہ ہمیں رکوں گا۔ آپ نے انہیں چیک کرنا ہے" — عمران نے مرکم صفردار کیپٹن شکیل سے کہا۔ اور دونوں نے سر ٹلاٹیے۔ وہ عمران کا مقصد سمجھ گئے تھے۔ کہ انہوں نے جو لیا کی مدد سے جکین کو ٹریس کرنا ہے۔

"کوئی بات ہو تو زید و ٹرانسپریٹ پر اطلاع دے دینا" — عمران نے ایک بار پھر کہا۔ اور پھر تقوڑی دیر بعد وہ کیمپ کے شمالی طرف آخری حصے میں ایک چھوٹے گیٹ پر پہنچ گئے۔ جہاں

کہ پوچھا۔

"نہیں جناب۔ بدل کھی جاتے ہیں۔ جو فارغ ہوا وہ بھجوادیا گیا۔ یکن ان ٹرکوں کے ساتھ آنے والے لوگ وہی ہوتے ہیں۔ ان میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہ لوگ مخصوص تربیت یافتہ ہیں۔ اور ایسے لوگ ہیں جن پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کیا جاسکتا ہے۔" فوجی افسر نے جواب دیا۔ اب وہ دونوں شیڈز میں کھڑے اسلخ سے لوڈ ٹرکوں کے قریب پہنچ گئے تھے۔ "یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ راستے میں کہیں ایک گروپ بدل دیا جائے۔" — عمران نے پہلے ٹرک کو عنور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نو۔ ایسا ناممکن ہے۔ یہ قابلہ صرف پوشاں کی پہاڑیوں میں واقع ایک اڑاے پر ایک گھنٹے کے لئے رکتا ہے۔ اور وہاں سب لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ سب اکٹھے کام کرتے ہیں اس لئے معمولی سی تبدیلی سے بھی دافع ہو سکتے ہیں۔" فوجی افسر نے جواب دیا۔

عمران ٹرکوں کو دیکھتا ہوا آگے بڑھا گیا۔ اس نے چند ٹرکوں کو جھک کر نیچے سے بھی دیکھا۔ یکن کوئی مشکوک بات اس کی نظر میں نہ آئی۔ اُسے یہ بات ابھی تک سمجھنا آرہی تھی کہ آخر ماسٹر اور اس کا گروپ کس طرح یہ ذخیرہ تباہ کرے گا۔ وہ ٹرکوں کے گرد گھومتا رہا۔ انہیں چکا کرتا رہا۔ کئی ٹرکوں کے نیچے بھی وہ گھس گیا۔ یکن سب کلیر تھے۔ کہیں بھی کوئی چیز مشتبہ نظر نہ

فوجی پہرہ دے رہے تھے۔

"میرے ساتھی اس گیٹ سے اس بازار میں جائیں گے اور ہو سکتے ہے ان لوگوں کے ساتھ ہی واپس آئیں اس لئے آپ خیال رکھیں۔ کوئی رکاوٹ نہیں ہو نی چاہتے۔" — عمران نے گیٹ پر پہنچ کر فوجی افسر سے کہا۔

"یہ سر۔ آپ۔ یہ کارڈ زہولڈر ہیں سر۔ آپ کے لئے کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے۔ دیے سر۔ اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے بتائیں۔ میں تقریباً ان سب لوگوں کو جانتا ہوں۔ گزشتہ تین سال سے یہاں مسلسل ڈیلوٹی دے رہا ہوں سر۔" — فوجی افسر نے کہا۔

"کوئی خاص بات نہیں۔ میں یہیں لوگوں کا۔ میرے خیال میں آپ یہاں میری زیادہ مدد کر سکتے ہیں۔" — عمران نے کہا۔

فوجی افسر نے سر ہلاتے ہوئے گیٹ پر موجود فوجی سپاہیوں کو عمران کے ساتھیوں کے بارے میں ہدایات دینی شروع کر دیں۔ گیٹ کھول دیا گیا اور پھر جو لیا۔ صفر را درکیٹ شکیل بنیوں اس گیٹ کو کہاں کر کے پرنس بازار کی طرف بڑھ گئے گیٹ بند ہونے تک عمران وہیں رکارہا اور پھر واپس مر گیا۔

"کیا بھیستہ بھی ٹرک یہاں آتے ہیں یا ادول بدل کر آتے ہیں۔" — عمران نے واپس مر ٹرک کے شیڈز میں کھڑے ہوئے ٹرکوں کی طرف بڑھتے ہوئے فوجی افسر سے منا طلب ہو

دیکھی ہو۔ — عمران نے پہلے سے زیادہ سخت ہجھے میں کہا۔
”غیر معمولی بات۔ — اودہ۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔ ہاں البتہ ایک

بات ایسی ہے جو شاید غیر معمولی تو نہ کہلا نی جا سکے۔ لیکن بھر حال
اکثر ایسا نہیں ہوتا۔ — کیپشن نھمان نے سوچنے کے سے
انداز میں جواب دیا۔

”کون سی بات۔ جلدی بتائیں۔ — عمران نے تیز ہجھے
میں پوچھا۔

”ایک ٹرک کا ڈرائیور ٹرک کر اس کے نیچے گھس گیا تھا۔
یہ نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ڈیفرینشل سے آوانیں آ رہی
تھیں۔ دونوں ڈیسٹریبیو گئے تھے وہ انہیں کسی ریا ہے۔
کیپشن نھمانی نے جواب دیا۔

”ڈیفرینشل کے نٹ کس روایا تھا۔ اودہ ڈیفرینشل میں تو باہر کوئی نٹ
نہیں ہوتے۔ اودہ کون سا ٹرک ہے۔ جلدی بتائیں۔ — عمران
نے انتہائی تیز ہجھے میں کہا۔

”اوہ سر۔ واقعی اس بات کا تو مجھے بھی خیال نہ آیا تھا۔
کیپشن نھمان نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”ٹرک بتاؤ۔ جلدی۔ — عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
”اوہ سر۔ اسے خان والا لارنس ٹرک۔ یہ چار ہنبر پکھڑا ہے
سر۔ — کیپشن نھمان نے بڑی طرح لوگھا بے ہوئے
ایک ٹرک کی طرف اشارہ کیا۔ اور عمران اس ٹرک کی طرف دوڑ پڑا۔
یہ ہمیوں لارنس ٹرک تھا اور پورے قافلے میں یہ واحد لارنس ٹرک

ا رہی تھی۔ دیے ہر ٹرک کے اندر قانون کے مطابق چاہیا
اگذشتیں میں موجود تھیں تاکہ ایم ریپسی میں انہیں آسانی سے ادھر
ادھر کیا جاسکے۔

”آپ کیا چیک کرنا چاہتے ہیں جتاب۔ — اس فوجی افسر
نے حیرت بھرے ہجھے میں پوچھا۔

”آپ کا نام کیپشن۔ — عمران نے اس کے سوال کا
جواب دینے کی پیچائے اٹھا سوال کر دیا۔

”اوہ سر۔ میرا نام نھمان ہے۔ کیپشن نھمان۔ اور میرا تعلق
پیشل سیکورٹی سے ہے۔ — کیپشن نھمان نے چونک
کہ جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیپشن نھمان۔ — آپ نے یہاں کوئی بات خلاف معمول
دیکھی ہو تو مجھے بتائیں۔ اشارے کے طور پر اتنا بتا دوں کہ اس تھا کی
باخبر ذراائع سے اطلاعات ملی ہیں کہ اس قافلے میں ایسے لوگ
شامل ہیں جو اس کیمپ کو بلاست کرنا چاہتے ہیں۔ — عمران
نے سنجیدہ ہجھے میں کہا۔

”کیمپ بلاست کرنا چاہتے ہیں۔ اوہ سر۔ یہ کیسے ممکن ہے۔
لوگ بالکل وہی میں جو کمبل طور پر جکٹھے ہیں۔ ٹرکوں کو بھی باہر جدید
تمین گائیکرز سے چکا کیا گیا ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے۔

کیپشن نھمان کا پھرہ دھواں ہو گیا تھا۔ ساس کا انداز ایسا تھا
جیسے اُسے عمران کی بات پر یقین نہ آ دیتا ہو۔

”یہ نے پوچھا ہے۔ کوئی غیر معمولی بات جو آپ نے آج

Scanned & PDF Copy by RFI

اُسے خیال آیا کہ وہ اس ٹرک کو باہر نکال کر کمپ سے دوسرے جلتے۔ اس طرح باقی کمپ کے اسلحے کو بچایا جا سکتا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کو خیال بدلتا پڑا۔ کیونکہ یہ ہم جس ساخت کے تھے ان میں اس بات کا خیال رکھا گیا تھا کہ چارچ ہونے کے بعد اگر انہیں ذرا سی بھی حکمت دے دی جاتی تو پھر یہ وقت پہ پھٹنے کی بجائے فوری طور پر پھٹ جاتے تھے اس لئے اس نے فوری طور پر ان بھوؤں کو ناکارہ کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ اس نے بھلی کی سی تیزی سے بھم کے گرد پیٹھے ہوئے ہندوؤں کو ہاتھ سے کھینچنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ دا قبی بھلی کی سی تیزی سے چل میتے تھے۔ اور پھر شدید ترین جدوجہد کے بعد وہ ہندوؤں کے ہٹلنے اور ایک بار یہ کی تار کو چیک کر لیتے ہیں کامیاب ہو گیا۔ اس نے جلدی سے اپنے ہاتھ کو مخصوص انہا از میں جھکتا اور اس کے ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈ باہر آ گئے۔ اور پھر اس نے بلیڈ کی مدد سے تار کو کاٹنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ کو زوردار جھٹکے لگنے شروع ہو گئے۔ لیکن دو ہوتے بھینجے اسے کامٹنے میں مصروف رہا۔ اُسے معلوم تھا کہ وقت تیزی سے گزد رہا ہے۔ اور اگر یہ بھم اس وقت پھٹ کئے جب وہ ٹرک کے نیچے ہوا تو پھر اس کے جسم کا ایک ایک ریزہ فضائیں بکھر جائے گا۔ لیکن اس وقت اس کے سامنے اپنی جان کی بجائے صرف اپنے ملک کا مفاد تھا۔ لظاہر جس قدر لمحات گزد تے جا رہے تھے عمران یقینی موت کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ لیکن وہ اپنے کام میں مصروف رہا۔ اور پھر ایک زوردار جھٹکے

تھا۔ عمران اس کے قریب پہنچ کر جبکا۔ اور تیزی سے اس کے نیچے رینگت گیا۔ اور اس کے نیچے، پینگتے ہی اس کے کانوں میں ٹائم بھم کی ہلکی ہلکی کھلک کی آوازیں پڑیں اور وہ بُری طرح چونکہ پڑا۔ آزادی کی وجہ سے اس نے ان بھوؤں کی لوکیشن چیک کر لی۔ یہ دونوں بھم ٹرک کی بادلی کے اندر باقاعدہ خانے بنائے دنٹ کئے گئے تھے۔ اور ان بھوؤں کے گرد اوفی نہدے سے اس طرح فکس کئے گئے تھے کہ صرف ایک ڈائل اور ناب اس نہدے سے باہر نکلی جوئی نظر آ رہی تھی۔ اور اس ڈائل اور ناب کی ساخت سے ہی پتہ چلتا تھا کہ یہ پہلے ہندوؤں کے اندر تھے پھر اسے کھینچ کر باہر نکالا گیا ہے۔ عمران نے جلدی سے ڈائل پر نظر ڈالی اور دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونکہ پڑا۔ کیونکہ بھم کے بلاست ہونے میں صرف پانچ منٹ باقی رہ گئے تھے۔ عمران تیزی سے دوسرے بھم کی طرف بڑھا اور پھر اس کی آنکھیں خوف سے پھیلتی گیئیں۔ کیونکہ دوسرے بھم پر بھی دہی وقت تھا۔ جو پہلے بھم پر تھا۔ اور عمران نے بھلی کی سی تیزی سے اس کی ناب گھمانی۔ تناکہ اس کو بے کار کر سکے۔ لیکن ناب فری تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹائم بھم ایڈجٹ کرنے کے بعد اس کا رابطہ بھم سے ختم ہو جاتا تھا۔ بھم بھی بالکل جدید ساخت کا تھا۔ اور اب وقت اتنا نہ رہ گیا تھا کہ وہ بیک وقت اس کو کار کر سکتا یا انہیں کھوئی سکتا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ پانچ منٹ کے بعد جب یہ بھیں گے تو پھر اس کمپ میں موجود اسلئے کے پھٹنے سے کس قدر خوف ناک تباہی پھے گی۔ ایک لمحے کے لئے

اور پھر اسے انتہائی تیزی سے گھاٹا ہوا ۔ ٹرک کی دوسری طرف کھڑے ٹرک کی طرف بڑھ لبئے لئے گیا۔ موت اب صرف جنہیں کے فاصلے پر رہ گئی تھی۔ لیکن عمران نے دوسرے ٹرک کی سائیڈ میں جا کر اپنے ٹرک کا فرنٹ حصہ اس طرح زور سے مارا کہ وہ ٹرک ٹیڑھا ہو کر دوسرے ٹرک سے مکرا یا۔ عمران ایکیلیٹر دبائے چلا گیا۔ اور ہمیں ٹرک پوری وقت سے دوسرے ٹرک کو دھکیلتا ہوا تیسرے ٹرک سمیت مرکر آگے بڑھتا گیا۔ عمران کے جسم کا یورا خون اس کے چہرے پر جمع ہو چکا تھا۔ لیکن اس کے خواص اپنی جگہ پر قائم تھے۔ وہ اپنے ٹرک کی مدد سے ا سلحے سے بھرے ہوئے دو لاکھ ٹرکوں کو دھکیلتا ہوا لارنس ٹرک سے دوریتاتا گیا۔ اب اس کے خیال کے مطابق آخری بادقت پورا ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ ٹرک سے یہ پچھے کو دا اور پھر بھلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا ان ٹرکوں سے دور فاصلی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس طرف اُسے ۔ حفاظتی ہرنگوں کا ایک سلسلہ سانظر آگیا تھا۔ جوشاید سیکورٹی اصولوں کے تحت بنائی گئی تھیں۔

کیپشن نہمان اس دوران میں گیٹ کے پاس پیچ کر بجھی طرح بچن رہا تھا۔ ابھی عمران ہرنگوں کے قریب پہنچا تھا کہ یہ لخت اس قدم خوف ناک دھماکہ ہوا کہ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کے مکڑے اٹھ گئے ہوں۔ اس نے اینے ذہن کو سنبھالتے کی آخری کوشش کی لیکن پھر اس کے ذہن پر تاریکی کا پرده یہ لخت پچھ سا گیا۔ بس آخری احساس جو اس کے ذہن میں رہ گیا تھا وہ صرف

سے وہ تار توڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اس تار کے ٹوٹتے ہی بھم سے نکلنے والی بھک کی آواز بند ہو گئی۔ اور سوئی بھی ساکت ہو گئی۔ یہ کے بلاست ہونے میں اب ہرن تین منٹ باقی رہ گئے تھے۔ عمران اس بھم کو ناکارہ بنانا کرتیزی سے دوسرے بھم کی طرف رینگتا گیا۔ لیکن اس بھم تک پہنچنے میں اس کی نظری دمیان میں ایک اور خانے پر پڑ گیئں۔ یہاں ہم کی باڑی کے ہم رنگ ایک چوڑا اور چیٹا لمبا سامیز اُنہاں بھم فٹ تھا۔ جس کے آگے پیلی سی ٹوک تھی۔ اس کو دیکھتے ہی عمران کا ذہن خوف ناک زلزلوں کی زد میں آ گیا۔ وہ اس کی ساخت سے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ یہ میز اُنہاں بھم اس طرح فٹ تھا کہ اسے کسی صورت بھی اتنی جلدی نہ ہٹایا جاسکتا تھا۔ اور اب اتنا وقت بھی نہ رہا تھا کہ وہ دوسرے ٹاہم بھم کے نہدے کیفیت کرہیتا اور اس کی تار کو توڑتا اب صورت حال اس کے کنڑدل سے باہر ہو گئی تھی۔ وہ تیزی سے باہر کی طرف رینگا۔ "ٹاہم بھم فٹ میں اس ٹرک کے نیچے۔ دوڑو، جلدی کرد۔ صرف تین منٹ باقی میں۔ اس کے ساتھ واٹے ٹرک ہٹاؤ۔ جلدی کرد"

عمران نے باہر نکل کر پوری وقت سے پختہ ہوئے کہا۔ اور باہر کھڑا کیپشن نہمان ٹاہم بھوں کی بات سنتے ہی اس طرح لہرایا جیسے ابھی بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔ عمران دوڑتا ہوا ساتھ واٹے ٹرک کی طرف بڑھا اور بھلی کی سی تیزی سے دوڑا یوں ناک سیدھ پر جیٹھ گیا۔ ٹرک کی چابی اگنیش میں موجود تھی۔ عمران کا یہ تھا حرکت میں آیا۔ اور ٹرک کا طاقتور انہیں سٹارٹ ہو گیا۔ عمران نے یہ لخت ٹرک بیک کیا

Scanned & PDF Copy by RFI

اس قدر تھا کہ وہ کسی گھری جگہ میں گمراہ ہے۔ اور اس کے ارد گرد خود ناک اور تباہ کن دھماکوں کا ایک طویل سلسلہ جاری تھے۔ جس خود ناک تباہی سے کمپ کو بچانے کے لئے وہ آیا تھا۔ وہ تباہی آخر کارِ دائم ہو ہی گئی تھی۔ قیامتِ خیز تباہی۔ جس کا انجام سوائے ہوت کے اور کچھ نہ ہو سکتا تھا۔

کمپ کے شہادی گیٹ سے نکل کر صفر، کیپشن شکیل اور جولیا تیزی سے پنس بازار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اس بازار میں واقعی چھوٹے چھوٹے ہوٹلوں، کیفوں اور ریستورانوں کا ایک طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ اور وہاں ہر جگہ اپ لینڈ کے باشندے ہی کھلتے پیتے اور گھومتے پھرتے نظر آدھے ہے تھے۔ یہاں پہنچ کر صفر نے جولیا کو آگے چلنے کا اشارہ کیا۔ اور جولیا تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھ گئی۔ جب کہ کیپشن شکیل اور صفر دونوں اس کے پیچھے کمپ فاصلہ دے کر چلنے لگے۔ ان کی تیز نظریں وہاں گھومتے ہوئے اپ لینڈ کے باشندوں کے چہروں پر جو ہوئی تھیں۔ جولیا ایک ایک ریستوران اور ہوٹل میں داخل ہوتی اور پھر واپس مترجمتی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے کسی کی تلاش ہو۔ لیکن صفر۔ اور کیپشن شکیل نے اب تک کسی بھی اپ لینڈ کے باشندے

تقریباً گھیٹتا ہوا گلی کے اندر دوڑتا گیا۔ اور پھر گلی کے تقریباً اختتام پر دہائیک دروازے کے سامنے رکا۔ اس دروازے کی زنجیر باہر سے لگی ہوئی تھی۔ اس نے زنجیر کھولی اور دروازہ کھول کر جو یا سمیت اندر غائب ہو گیا۔ دروازہ اس نے بند کر دیا تھا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا صحن تھا۔ جیکن اُسے گھیٹتا ہوا کونے میں موجود ایک گٹر کے دلماں پہنچا۔ جس کا ڈھکن کھل سوا تھا اور اندر جاتی سیڑھیاں جلو ہے کی بھی ہوئی تھیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"جلدی اتر دیجئے۔ جلدی کرو۔" جیکن نے غراتے ہوئے کہا۔ اور جو لیا کو تقریباً اٹھا کر اس نے اندر ھکھنے کی کوشش کی۔ جو لیا تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگی۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے سے خشک گٹر میں کھڑی ہوئی۔ جیکن بھی یونچے اتر آیا تھا۔ اور اس نے گٹر کا ڈھکن بند کر دیا تھا۔

"تم مجھے کہاں لے آئے ہو۔" جو لیا نے اس بار قدرے سخت ہیجے میں کہا۔

"میں بتھیں موت کے منہ سے بچا لایا ہوں۔ گومیرے ساتھ تو ناراضی ہوں گے لیکن بتھیں اس طرح مرتا میں نہیں دیکھ سکتا۔ میں اپنے دل کے باہم مجبور ہوں۔ آدھر۔" جیکن نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر جو لیا کا بازو پکڑے وہ اُسے گھیٹتا ہوا گٹر میں دوڑنے لگا۔ گٹر کچھ درجا کر اچانک بند ہو گیا۔ سامنے ایک ٹھوس دیواری ہتی۔ جیکن نے اس دیوار

کو چوکتے ہوئے نہ دیکھا تھا۔ ان سب کی نظر دل میں جو لیا کے لئے جو مریض کے میک اپ میں تھی کمک طور پر اجنبیت تھی۔ اسی طرح گھوستے ہوئے وہ تینوں ۶ گے پڑھے جا رہے تھے کہ اچانک ایک کھرشن پلازہ کی عظیم الشان بلڈنگ کی سائیڈ گلی سے ایک اپ لینڈ کا باشندہ تیزی سے نکلا اور جو لیا کی طرف بڑھتا ہے۔ اور اُسے دیکھتے ہی صدقہ اور کیپشن شکیل دونوں بے احتیاط چوہک پڑے۔ کیونکہ اس آدمی کی آنکھوں میں انہیں دور سے ہی شدید حیرت کے آثار نظر آگئے تھے۔

"مرسیا تم مر سیا ہو۔" اس نے جو لیا کے قریب پہنچ کر پڑھاتے ہوئے کہا۔ اور جو لیا اس کی آذان کر چونکہ کر رک گئی۔

"تم مجھے کیسے جانتے ہو۔" جو لیا نے مر سیا کے پہنچے میں حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ مر سیا۔" تم یہاں اس وقت کیوں گھوم رہی ہو۔ میں جیکن ہوں۔ ادھر آؤ میرے ساتھ۔ درنہ ابھی ماری جاؤ گی۔" اس آدمی نے جو لیا کا بازو پکڑا اور پھر اُسے زبردستی گھیٹتا ہوا کھرشن پلازہ کے ساتھ نگلی کی طرف لیتا چلا گیا۔

"جیکن تم۔" یہ سمجھا اردو۔ "اوہ۔ تم یہاں۔" جو لیا نے بڑی طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"اجمیعورت۔ ابھی یہ پورا بازار ہوناک تباہی کی زدیں آنے والا ہے۔ ادھر آؤ جلدی کرو۔" جیکن جو لیا کا بازو پکڑے اُسے

Scanned & PDF Copy by RFI

پچھہ نہ کہو۔ — جیکن نے بُمی طرح گھٹکھیاتے ہوئے کہا۔

"اوہ — یہ مر سیلے ہے۔ باس یہ داقعی اس پر مرتا ہے۔

اس کا تصور نہیں ہے۔ باس یہ اینی جان دے کر بھی اسے

بچالیتا۔ — ساٹھ کھڑے ہوئے ایک اور آدمی نے کہا۔

اس کا ہجھہ بھی رو سیاہی تھا۔ اور جو لیے ہوئے بھیج لئے وہ

سمجھ گئی تھی کہ دھاصل گروپ تک پہنچ گئی ہے۔

"ماستر، بلاستنگ ٹائم ہو گیا ہے۔ صرف دو سینٹ باتی رہ

گئے ہیں۔ — اچانک ایک سائیڈ پر کھڑے ہوئے ایک

اور آدمی نے چیخ کر کہا۔

"ادہ ادہ — دیواروں کے ساٹھ لگ کر بیٹ جاؤ۔ جلدی

کر د۔" — اس آدمی نے یک لخت چیخ کر کہا، جو جو لیا کو عنز

سے دیکھ رہا تھا۔ اور ساٹھ ہی وہ اچھل کر دیوار کی جڑ میں لیٹ گیا۔

جیکن نے جو لیا کو بازو سے پکڑا اور اُسے اپنے ساٹھ لیتا ہوا

جلدی سے مخالف دیوار کی جڑ میں لیٹ گیا۔

اُسی لمحے جو لیا کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ چھوٹا سا کمرہ کی خوفناک

زلزلے کی زدیں آگیا ہو۔ اس کے ساٹھ ہی خوفناک دھماکوں کی

آوازیں آنی شروع ہو گیں۔ یوں لگ ریا تھا جیسے مسلل ایم ۳ بم

پھٹتے جا رہے ہوں۔ پورا کمرہ کسی کشتی کی طرح ڈول رہا تھا۔ لیکن اس

قدر خوف ناک دھماکوں اور زلزلوں کے باوجود نہیں کمرے کی

چھت گردی تھی اور نہ دیواریں ٹوٹی تھیں۔

"ہا — ہا — ہا — ہا — ہمارا مش کامیاب ہو گی۔

کی سائیڈ میں مخصوص انداز میں ٹاٹھہ مارا تو دیوار کے درمیان ایک

در دازہ ساکھل گیا۔ اور جیکن نے جو لیا کو اندر چلنے کا اشارہ کیا۔

دوسرا طرف ایک چھوٹی لیکن تنگ سی راہہ آرسی تھی جس کی چھت

پچھے عجیب ساخت کی تھی جیکن کی اندر آگیا۔ اور اس کے

ساٹھ ہی اس کے پیچے دیوار بند ہو گئی۔ راہہ ارمی کے اختتام پر

ایک اور در دازہ تھا۔ لیکن یہ باقاعدہ در دازہ نہ تھا۔ بلکہ یوں لگتا تھا۔

جیسے فرش کے اوپر چھوٹا سا سو راخ کیا گیا ہو۔ جس میں سے جھک

کر مبتنیکل اندر داخل ہوا جا سکتا تھا اور پھر جیکن پہنچ کر اس کے

اندر داخل ہوا۔ اس نے جو لیا کا باز دساٹھ پکڑا ہوا تھا۔ اس نے

اس کے اندر جاتے ہی جو لیا کو بھی اس کے پیچے اندر جانا پڑا۔

"یہ کے لئے آتے ہو جیکن۔ — اچانک انہ را ایک غزاتی

ہوتی آواز سنائی دی۔

جو لیا اب سیدھی کھڑی ہو گئی تھی۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔

جس کی چھت اور دیواریں کسی خاص میسریل کی بنی ہوئی نظر آہی تھیں۔

اور یہاں جیکن کے علاوہ چار آدمی موجود تھے۔ یہ چاروں ہی اپ لینڈ

کے پاشندے تھے۔ ان میں سے ایک آگے بڑھ کر جو لیا کو عنز

سے دیکھ رہا تھا۔

"بب — بب — باس — یہ میری عورت سے

یہ باہر گیا۔ تو یہ بازار میں گھوم رہی تھی۔ باس میں اس کے بغیر

ذمہ نہیں رہ سکتا۔ اس نے اسے ساٹھ لے آیا ہوں۔

پیز بس — اسے مت مارنا۔ مجھے مار دو باس گرائے

Scanned & PDF Copy by RFI

ہا۔ ہا۔ اب پاکیشیا کو تباہی سے کوئی نہیں پہا سکتا۔ ماسٹر کے علق سے مسرت سے بھر پور چینی ہوئی آداز سنائی ہی۔ اور اس کے ساتھ ہی جو لیا کویوں محسوس ہوا جیسے اس کمرے کی چھت پر مسل خوف ناک میزانوں کی بارش ہو رہی ہو۔ کمرے کی حرکت لمحہ بہ لمحہ ڈھنی جا رہی تھی۔ اور پھر یک لخت ایک انہانی خوف ناک دھماکہ ہوا اور جو لیا کویوں محسوس ہوا جیسے کمرے کی چھت اس کے اوپر آگئی ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا ساتھ چھوڑ گیا۔ اس کے ذمہ پر کہرے انہیں نے بھر پور یلغارد کر دی تھی۔

اپ یعنی کا باشندہ جیسے ہی جو لیا کو گھیٹ کر کمرشل پلازہ کی سائیڈ گلی میں غائب ہوا۔ صفر اور کیپشن شکیل بھلی کی سی تیزی سے اس گلی کی طرف دوڑے۔ لیکن چونکہ وہ کچھ فاصلے پر تھے۔ اس لئے جب وہ گلی میں داخل ہوتے تو جو لیا اور وہ آدمی جو یقیناً جکین تھا غائب ہو چکے تھے۔

"یہ یقیناً اس دروازے سے اندر گئے ہوں گے۔ اور کوئی جگہ نہیں ہے۔" صفر نے دوڑتے ہوئے ایک سائیڈ پر موجود بند دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور کیپشن شکیل نے بھی اثبات یہی سر بلادیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ دونوں دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ صفر نے دروازے کو دھکیلا۔ لیکن دروازہ اندر سے بنہ بقا۔ لیکن دروازے کے پڑ دھکیلنے کی وجہ سے درمیان سے کچھ کھل گئے۔ صفر نے

Scanned & PDF Copy by RFI

۱۱۵

تھے۔ لیکن جب کچھ دیر تک اندر سے کسی رعایت کا مظاہرہ نہ ہوا تو صفر نے آگے بڑھ کر احتیاط سے اندر جانکا یہ خشک گز تھا۔ جو کہ خالی نظر آ رہا تھا۔

”وہ کہیں آگے بکھل گئے ہیں۔ ہمیں اندر جانا ہو گا۔“ — صفر نے مٹکر کیپٹن شکیل سے کہا۔ اور پھر وہ سیٹر ہیاں اتر کر نیچے جانے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ گٹریں اتر چکا تھا۔ کیپٹن شکیل نے اس کی پیروی کی اور وہ دونوں گٹریں اتر گئے۔ گٹر خالی پڑا تھا۔ لیکن کھلے ڈھکن سے آنے والی تیز رکشی کی وجہ سے انہوں نے جو لیا اور دوسراے آدمی کے قدموں کے ثناوات ایک طرف جاتے واضح طور پر دیکھ لئے اور پھر ریوالوں سبھا لے وہ احتیاط سے آگے بڑھنے لگے وہ دونوں گٹر کی دیوار کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔

لیکن کہ انہیں ایسا محسوس ہوا تھا جیسے وہ خطرے کی حدود میں داخل ہو پکے ہوں۔ لیکن جب گٹر آگے جا کر میک لخت بند ہو گیا تو وہ دونوں ٹھٹھک کر رک گئے۔ سامنے ایک ٹھوس دیوار تھی۔ اور وہ دونوں اس طرح اس ٹھوس دیوار کو گھوڑہ سے لکھ جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو۔ کہ یہاں ٹھوس دیوار کی ہو سکتی ہے۔ ”یہ دونوں کہاں چلے گئے؟“ — صفر نے پڑ بڑاتے ہوئے کہا۔

”اس دیوار میں یقیناً کوئی راستہ ہو گا۔“ — کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

”لیکن جو لیا کی طرف سے خاموشی کیوں ہے؟“ — صفر

اس جھری سے آگئہ لگادی۔ ۱۱۶ صفحی طرف ایک پھوٹا سا صحن نظر ۲ رہا تھا۔ جو کہ چاروں طف سے ادیکی اپنی دیواروں سے بند تھا۔ یہیں جو لیا اور جیکن دیاں نظر ۲ رہے تھے، اسی لمبے صفر کی نظری صحن میں گٹر کے دیانے پر جم گئیں۔ ہمارے پر موجود ڈھکن پل ”ادھ۔ دادا سے لے کر گٹر میں اتر گیا ہے۔“ — صفر نے

کہا اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے جیب سے سائیفسر کا ریوالون کالا رہا اور اس جھری سے نظر آنے والی زنجیر جو کہ دایین باس جا کر غائب ہو رہی تھی کا نشانہ لے کر اس نے ٹریگر دبادیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی زنجیر ٹوٹ گئی۔ اور در داڑہ ایک دھماکے سے کھل گیا۔ اور صفر اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ ریوالون بہستور اس کے ہاتھیں تھا۔ کیپٹن شکیل اس۔ ”یچھے اندر داخل ہوا۔ اور صفر کے یچھے دوڑتا ہوا اس گٹرے دیانے تک پہنچ گیا۔

”ہو شیار ہوتا ہے میں یہ ڈھکن ہٹا رہا ہوں۔ ہو سکتے ہی نچے گاؤں ہو۔“ — صفر نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن شکیل نے سر بلاتے ہوئے اپنایا اور سیدھا کر لیا۔ صفر، اس دوڑان اپنایا دیوالوں پر جیب میں ڈال چکا تھا اور پھر جھک کر اس نے گٹر کے ڈھکن کے دوڑی سائیفسر پر موجود ڈھنڈوں میں ٹاکڑا اور ایک زور دار پلٹک سے ہمارے پر ڈھکن کو اٹھا کر ایک طرف نکلیا۔ ایسا دوڑی بڑے دیانے کو دیکھ ہے سے

”دھ دوڑی ہی بڑے دھنڈوں میں کھڑے دیانے کو دیکھ ہے سے

نے قریب جا کر اس سے خود سے دیکھتے ہوئے کہا۔
 اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن شیکل اس کی بات کا جواب
 دیتا۔ اچانک ایک خوف ناک اور کان پھاڑ دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اس
 قدر شدید تھا کہ دو دونوں ہی اچھل کر اس دیوار سے اس طرح مکارے
 جیسے گینڈ دیوار سے لگتی ہے۔ ان دونوں کے اس طرح گرانے
 سے یک لخت دیوار کے درمیان ایک دروازہ بخودار ہوا۔ اور دو
 دونوں ہی اس دروازے کے اندر اس طرح گئے کہ ان کے
 جسم آدمیے اندر کی طرف لکھتے اور آدمیے باہر پورا گٹر اور دیوار
 اس طرح ہل رہی تھی جیسے خوف ناک نلزے کی زدیں آگئی ہو۔
 خوف ناک اور قیامت نیز دھماکوں کا سلسلہ مسلسل جاری تھا۔ وہ
 دونوں تیزی سے گھستنے ہوئے اندر رینگ گئے۔ یہ ایک چھوٹی
 سی گرگٹج۔ اہماری تھی اور سامنے فرش کے ساتھ ایک تیغ
 سا سوراخ نظر آ رہا تھا۔ سوراخ کی دوسری طرف انہیں جو لیا کی ہلکی
 کیچھ سناہی دی تو وہ تیزی سے رینگتے ہوئے اس سوراخ کی
 طرف بڑھتے گئے۔ یہکن اس سے پہلے کہ وہ سوراخ تک پہنچتے
 اچانک ان کے سروں پر ایک قیامت نیز دھماکہ ہوا اور انہیں یوں
 مخبوس ہوا جیسے اپت ان کے جسموں پر آگئی ہو اور ان کے جسم
 ہزار دل میڑوں میں تبدیل ہا گئے ہوں اور اس کے ساتھ ہی ان کے
 حواس ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔

ٹائم یورس کے سنتے ہی ایک لمبے کے لئے تو کیپٹن
 نعماں کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اس کے ذہن میں خوفناک
 تباہی کا منظر کسی فلم کی طرح ابھرایکن دوسرے لمبے اس کی
 سیکورٹی ٹریننگ اس کے کام آئی اور وہ لا شوری طور پر چھینا
 ہوا۔ میں گیٹ کی طرف دوڑ پڑا۔ ساتھ ہی وہ چیخ پیخ کم اپنے ساقیوں
 کو ایکر چھپی ہدایات دے رہا تھا۔ اور پھر اس کے چھینے اور
 ہدایات دینے کی بنیاد پر سیکورٹی کا عمل انہی تیزی سے
 حرکت میں آگیا۔ اور حفاظتی انتظامات والا ٹرک اور عملہ بہر کے
 لکل کرتیزی سے اس طرف کو دوڑ پڑا جسہ عمران ٹرکوں کو دھکیلتا
 ہوا لادرنس ٹرک سے دور لے جا رہا تھا۔ یہ حفاظتی ٹرک بکتر بند
 گاڑی کی شکل میں تھا۔ اور یہ گاڑی خاص طور پر ہم بودن بنائی گئی
 تھی۔ کیپٹن نعماں اچھل کر اس ٹرک پر چڑھا اور پھر اندر کو دیکھا۔ اس

الرٹ کیمپ میں خوف ناک میزائل نصب تھے۔ اور اب سب کو
بلے کار ہو چکا تھا۔ کیونکہ اب الرٹ کیمپ کے میزائلوں نے اس
کیمپ کا باقی اسلحہ بھی بلاست کرو دیتا تھا۔ اب تو جان بچانے کا
صرف ایک ہی ماستہ تھا وہ مخصوص حفاظتی سرنگیں جو اس انداز
میں بنائی گئی تھیں کہ سوائے ایم ۳۰ کے اور کوتی ۴۰ یا میزائل انہیں
لتفعماں نہ پہنچی سکتے تھے۔

یکن ٹرک ابھی حفاظتی سرنگوں سے کچھ دور تھا کہ ایک میزائل
اٹ سے لگا اور ٹرک کے پہنچے اڑ گئے۔ کیپشن نھمان اس خوفناک
دھماکے سے اوتا ہوا فضائیں پہنچے تو قوس کی صورت میں اٹھا
اور پھر سر کے بلے نیچے گرا۔ وہ بھی صرف اس لئے باہر نکل گیا تھا
کہ میزائل لگنے سے ایک سینکڑ پہنچے اس نے لا شعوری طور پر
حفاظتی دروازہ کھول دیا تھا۔ کیپشن نھمان ایک دھماکے سے حفاظتی
سرنگ کے دہانے کے قریب زمین پر گرا۔ اور ایک لمبے کے لئے
تو اسے رسم محسوس ہوا جیسے اس کا جسم سینکڑوں مکڑوں میں تبدیل
ہو گیا ہو۔ قیامت خیز دھماکے اور فضائیں اور کیمپ میں سمل ہو
دے ہے تھے۔ یکن کیپشن نھمان نیچے گرتے ہی لا شعوری طور پر اچھا۔
اور دسرے لمبے وہ سرنگ تکے دہانے کے اندر جا گرا۔ افسی
لمبے اسے احساس ہوا کہ اس کے ساتھ ایک اور انسانی جسم بھی
سرنگ کے دہانے میں پڑا ہوا ہے۔ اُسی لمبے ایک خوف ناک
بلاست کی چکا چوندو شنی ہے جی اور کیپشن نھمان عمران کو پہچان گی جو
ہانے کے اندر پے ہوش پڑا تھا۔ کیپشن نھمان تیزی سے

گاؤں کے اندر انتہائی جدید حفاظتی انتظامات کے گئے تھے۔
حفاظتی ٹرک جب لارنس ٹرک کے قریب پہنچا تو ٹرک میں سے
مخصوص جھاگ لارنس ٹرک کی دونوں سائیڈوں میں اس طرح پھینکا
جانے لگا کہ دودھیا رنگ کی جھاگ کی دیواریں سی لارنس ٹرک کی
دونوں سائیڈوں پر کھڑی ہو گئیں۔ یکن اُسی لمبے خوف ناک دھماکے
ہوا۔ اور پھر مسلسل دھماکے ہوتے چلے گئے، لارنس ٹرک میں
موجود اسلحہ بڑے خوف ناک انداز میں بھٹ رہا تھا۔ یکن دودھیا
جھاگ کی دیواروں کی ذ وجہ سے پھٹنے والا اسلحہ سائیڈوں پر پھیل
تا۔ پا تھا بلکہ جھاگ سے ٹکرایا کہ دہیں نیچے گرد پڑتا۔

حفاظتی ٹرک کے اندر پھٹنے والے کیپشن نھمان کا پچھرہ سُتھا ہوا تھا۔
اور ۲۷ کھیس پھٹی ہوئی تھیں۔ یکن ۹ سے اطمینان تھا کہ فوری حفاظتی
اقدامات سے وہ باقی ٹرکوں اور اسلحے کو بچا لیئے میں کامیاب ہو
جائے گا۔ یکن اُسی لمبے مسٹح الرٹ کیمپ کی طرف سے انتہائی خوبصورت
الارم کی مخصوص آواز سنائی دی اور کیپشن نھمان کو یوں محسوس ہوا
جیسے اس کا دل بیٹھ گیا ہو۔ یہ ریٹہ الارم تھا اس کا مطلب تھا کہ الرٹ
کیمپ پر جملہ ہو گیا ہے۔ اس نے بھلی کی سی تیزی سے
حفاظتی ٹرک کو ان سرنگوں کی طرف موڑ دیا۔ جو بھوی سے حفاظتی
بچاؤ کے لئے مخصوص انداز میں بنائی گئی تھی۔ ریٹہ الارم کا مطلب
تھا کہ الرٹ کیمپ تباہ ہو رہا ہے اور اب پورا ادارا الحکومت
اس خوف ناک تباہی کی زدیں ہے الرٹ کیمپ کے اس ریٹہ الارم
کے بعدی حفاظتی ٹرک بھی حفاظت کے لئے بے کار ہو چکا تھا کیونکہ

جیں۔ اور کیپٹن نھاں جس اندازیں بتا رہا تھا اس کا مطلب تھا کہ تینوں گروپ پہنچ گئے ہیں۔ اور اگر واقعی ایسا ہے تو پھر دارالحکومت تو ایک طرف اس سے ملحتہ علاقوں میں ایک آدمی بھی زندہ نہ پہنچ سکے گا اور شہری کوئی عمارت باقی رہے گی۔ انتہائی خوف ناک تباہی دارالحکومت کا زندہ رہنے کی بھتی۔

"اوہ اوہ یہ کیسے ہلا گیا، المرٹ کیمپ پر کیسے معلوم ہوا۔ عمران نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں جناب۔ وہاں ریڈی الائیم ہوا اور اس کے ساتھ ہی میزانوں کی بارش شہر گئی۔" کیپٹن نھاں نے جواب دیا۔ اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اب اس کے ذہن میں ماسٹر کی ساری پلاننگ آگئی تھی۔ واقعی انتہائی خوف ناک حرپہ استعمال کیا گی تھا۔ ایسا صریح کہ عمران کی ریڈی میڈی کھوپڑی بھی اس کا پہلے سے اندازہ کرنے میں ناکام رہی تھی۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ مجرموں نے زیر دکیمپ اور المرٹ کیمپ کی تباہی کے لئے کیا منصوبہ بن دی کی تھی۔ وہ ٹرک کے نیچے ادنیٰ نندوں میں ٹائم بم چھپا کر لے آئے تھے۔ ادنیٰ نندوں کی وجہ سے جدید ایکٹریمین گائیکران بھویں کو ٹریس نہ کر سکے تھے۔ ٹرک کا رخ المرٹ کیمپ کی طرف تھا۔ اور ان بھویں کے پھٹنے سے ٹرک میں لدا ہوا اسلحہ بلاست ہو گیا۔ اس طرح ریز بم کو مطاوبہ حرارت ملی اور اس میں سے خوف ناک ریز نخل کو المرٹ کیمپ پر پڑیں۔ اور ان مخصوص ریز نے وہاں ہجود کپیسو ٹوڑ کو اس طرح ڈسٹرپ کیا کہ وہ اپ سینٹ ہو کر اپنے ہی اسلحے بغیر

آگے کی طرف ریگا اور ساتھی اس نے عمران کو بھی گھیٹنا شروع کر دیا۔ اور چند لمحوں میں وہ عمران کو گھیٹتا ہوا حفاظتی سرنسگر کے اندر پہنچ گیا۔ اب وہ محفوظ تھا۔ لیکن خوف ناک دھماکے اور میزائلوں کے قیامت نیز شور نے اس کا پورا جسم سن کر دیا ہو۔ وہ حفاظتی دیوار کی جڑیں پڑا بلے بلے سانس لیتا رہا۔ اس کی حالت واقعی اس کے کنڑوں سے باہر ہو چکی تھی۔ لیکن صرف یہی احساس کہ وہ فوری طور پر خوف ناک موت سے پہنچ نکلا ہے۔ اس نے جسم اور ذہن کو سہارا دے رکھا تھا۔

جب اس کے حواس ذرا بحال ہوئے تو وہ تیزی سے اٹھا۔ اور اس نے عمران کو بُری طرح چھوڑنا شروع کر دیا۔ اور چند لمحوں بعد عمران کے ساکن جسم میں حرکت سی پیدا ہوئی اور پھر عمران ایک جھکتے سے اٹک کر بیٹھ گیا۔ لیکن ہوش میں آتے ہی اس کے دندنوں پاکھے بے اختیار اٹھے۔ اور اس نے اپنے کان بند کر دیتے "مرٹ کیمپ پر جملہ ہو گیا ہے۔ سہ باہر سڑاڑوں میزانل نا تم جو ہے جیں۔ زیر دکیمپ کا تمام اسلحہ بھی بلاست ہو گیا ہے اب دارالحکومت کسی صورت نہیں پہنچ سکتا۔" کیپٹن نھاں نے ہدایاتی اندازیں چھینتے ہوئے کہا۔

اوہ ان کو یوں محسوس ہوا جیسے کیپٹن نھاں نے گرم گرم لا دا اس کے کافلوں میں انہیں دیا ہو۔ اس کا ذہن یہ خبر سنتے ہی پھٹنے کے قریب ہو گیا۔ کیونکہ اسے المرٹ کیمپ کے بارے میں تفصیلات کا علم تھا کہ وہاں انتہائی خوف ناک اسلحے کے اوپر یونچے تین گردیاں

ادھر ادھر دیکھا۔ زیر و کیمپ کمبل طور پر تباہ ہو چکا تھا۔ دنائی موجود تمام اسلحہ بلاست ہو چکا تھا۔ لیکن اس سلسلہ نے دارالحکومت کو فقصان شپناچا یا تھا۔ کیونکہ یہ اکٹھا ہی بلاست ہوا تھا۔ اس نے اس کی تباہی کی رشی خرط زیر و کیمپ کے احاطے تک ہی محدود رکھی۔ لیکن آسمان پر اڑتے ہوئے نینکڑ دی میزائلوں کی پوری چھتری سن بونی تھی۔ یہ میزائل فوارے کی صورت میں الٹ کیمپ سے نکل کر پہلے اور پہلے ہی تک جاتے اور پھر چار دل طرف اڑتے چلے جا رہے تھے۔

عمران بے حس و حرکت کھڑا ان خوف ناک میزائلوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ان کی بجائے پتھر کا بٹ ہو۔ جس کے تمام احساسات مغلوب ہو گئے ہوں۔ اس سے معلوم تھا کہ یہ میزائل جہاں گرد بے جوں گے وہاں کیا کیا متعین پر پایا ہو رہی ہوں گی۔ لیکن وہ بے نسب تھا۔ اس کا بس چلتا تو شاید وہ اٹکر تھام میزائل اپنے جسم پر لے لیتا۔ اور دارالحکومت اور اس کے لاکھوں بے گناہ باشندہوں کو بچالیتا۔ لیکن ٹھاہرے ۵۰ ایسا نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے بس ونجبور کھڑا تھا۔ اس کی نظری الٹ کیمپ کے اس سپاٹ پر جبی ہوئی تھیں۔ جہاں سے یہ میزائل نکل رہے تھے۔ اور پھر چند ملحوظ بعد جیسے ایک دھماکہ ہوتا ہے۔ اس طرح اس کے ذہن میں خوش ایمیدی کا جھماکہ ہوا۔ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ الٹ کیمپ سے بچلنے والے میزائلوں کی تعداد میں ہر لمحہ پہلے کی نسبت کمی ہوتی جا رہی تھی۔ اور یہی ایمید افر

شاںوں کے بلاست کرنے لگے۔ عمران نے ہونٹ پھینج لئے۔ اور پھر تیزی سے باہر کی طرف ریختے لگا۔ میزائلوں کے چلنے اور پھٹنے کی آوازوں سے حفاظتی سرنسگر گونج رہی تھی۔ زین خوف ناک میزائلوں کی وجہ سے اس طرح لرز رہی تھی جیسے وہاں انہی تھی خوفناک نزل ۲ گیا ہو۔ لیکن عمران کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا۔ ایک ایمید افراد خیال اور وہ اس خیال کی تفصیل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے دنائے کی طرف ریختے لگا۔

آپ کہاں جا رہے ہیں کوئی میزائل اندر گر سکتا ہے۔ صرف تم اس سرنسگر کے اندر رہی محفوظ ہیں۔ — کیپشن نہمان نے کہا۔

پورا دارالحکومت تباہ ہو رہا ہے کیپشن نہمان۔ لاکھوں بے گناہ افراد موت کی بصنٹ چڑھ رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں ہماری میزائلوں کی کیا جیشیت باقی رہ گئی ہے۔ یہ صرف ایک بات پر ہے۔ کہ ناجاہامت ہوں۔ کاش میرا خیال درست ہو تو یہ اس تباہی میں قدم لے سکتی ہے۔ — عمران نے ۲ کے کی طرف

چل گئے ہوئے سپاٹ لے جئے ہیں جواب دیا۔ اور پھر وہ دنائے یہی پہنچ کر باہر اٹکر کھڑا ہو گیا۔ زین آگ کی طرح گرم ہو چکی تھی۔ لیکن اس وقت عمران کو کسی پیز کی پرداہ نہ تھی۔ وہ جس انداز میں کھڑا تھا۔

اس طرح وہ یقیناً موت کے حقیقتی خطرے سے دوچار ہو چکا تھا۔ کوئی بھم۔ میزائل یا اس کا اٹتا ہو اٹکڑا اس کے جسم کو کاٹ سکتا تھا۔ لیکن عمران کو اب کسی بات کی پرداہ نہ رہی تھی۔ اس نے کھڑے ہو کر

پڑھتے ہیں کہا۔

"بھروس نے انتہائی خوفناک منصوبہ بندی کی بھی کیپشن نہمان۔ انہوں نے اونی بندوں میں لپیٹ کر ٹرک کے نیچے انتہائی طاقتور ٹائم بم فٹ کئے تھے۔ ساتھی انہوں نے ایک جہید توین ہدیث رینز میزائل فٹ کیا ہوا تھا۔ یہ جہید توین رینز میں جو حرارت کے سخت بلاست ہوتی ہیں اور بلاست ہوتے وقت انہیں جتنی حرارت ہوتی ہے یہ اتنی طاقتور ہو جاتی ہیں۔ انہیں کی خاصیت ہے کہ یہ ہر قسم کی حفاظتی رینز اور دیواروں وغیرہ کو کراس کر کے یہ سپر کمپیوٹر کے کنٹرول کو ڈسٹریب کر دیتی ہیں۔ الٹ کیمپ کا ہر گریڈ سپر کمپیوٹر کنٹرول کے سخت ہے۔ اس طرح ان رینز کے حملے سے یعنوں گریڈز کے سپر کمپیوٹر کا کنٹرول ڈسٹریب ہو جاتا اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ یعنوں کمپیوٹر بیک وقت ڈی چارج ہو جاتے۔ اور پورا الٹ کیمپ فائزہ پوزیشن میں آجائے۔ فرست گریڈ میں صرف لیارہ شکن میزائل ہیں۔ یہ کن سیکنڈ اور خصوصاً تھرڈ گریڈ میں ایمنی میزائل موجود ہیں۔ جو دیے گئے تو انہوں پرنکس لکھتے یہ کم سپر کمپیوٹر ڈسٹریب ہو گانے کی وجہ سے یہ فائر ضرور ہوتے۔ یہ کم بغیر کسی نشانے کے اس طرح ان کی رینج بھی ڈسٹریب ہو جاتی۔ اور پھر یہ سارے میزائل بھائے دشمن ملکوں کے اہم نشانوں پر گرنے کے یہیں دارالحکومت اور اس کے گرد و نواحی کے علاقوں میں گرتے اور اس کے بعد یہاں ایک تنکا بھی اصل حالت میں باقی نہ رہ سکتا تھا۔ یہ کم یعنی ایک ٹائم بم ناکارہ کر دیا۔ اس طرح ایک ٹائم بم پھٹا۔ اور اس کی حرارت سے ہدیث رینز میزائل بلاست تو ہو گیا لیکن اسے صرف اتنی حرارت

بات بھی "آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔ یہ توابھی گریڈ دن کے میزائل ہیں۔ ان کا دنگ سرخ ہے۔ اس کے بعد گریڈ نو اور پھر گریڈ تھری کی باری آئے گی۔" اچاک کیپشن نہمان کی آواز اُسے سنائی دی۔ وہ بھی شاید عمران کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔

نہیں۔ اب بھی اسید لگ گئی ہے کہ نکلے دنوں گریڈ پسخ گئے ہیں دینہ جو ستم ہے۔ انہیں اب تک فائروں ہو جانا چاہیئے تھا۔" — عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ "کس طرح پکھ سکتے ہیں۔ ناممکن ہے۔" کیپشن نہمان نے کہا۔

قدرت کو شاید ہم پر رحم آگیا ہے کیپشن نہمان تم نے دیکھا کہ اب اکاڈمی میزائل نکل۔ ہے ہیں۔ اب ان کا ذوزختم ہو گیا ہے۔ اور اب بھی معلوم ہو گیا ہے کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ یہ نے ایک ٹائم بم ناکارہ بتا دیا تھا۔ یہ اس کا کھوشمہ ہے۔ اس طرح اس محفوظ رینز میزائل کو بلاست ہوتے وقت صرف اتنی حرارت میسر ہوئی ہے کہ وہ صرف گریڈ دن کو تباہ کر سکے۔ اگر دنوں ٹائم بم بیک وقت پہٹ جاتے تو پھر رینز میزائل کو لیکن وہ مطلوبہ حرارت میسر آ جاتی جو مجرم چاہتے تھے۔ اور اس کے بعد یہ رینز جو حرارت کی بنیاد پر طاقتور ہو گئیں۔ پورے الٹ کیمپ کو تباہ کر دیں۔ یعنوں گریڈز کو۔" عمران نے آہتہ آہتہ کہتا شروع کر دیا۔ "رینز میزائل حرارت کیا مطلب" — کیپشن نہمان نے یہ ر

Scanned & PDF Copy by RFI

بپاہوا تھا۔ اب دھمکے بند ہو چکے تھے۔ اور دور سے صرف خطرے کے سامنے اور لوگوں کی جیخ دپکار کی آدازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔

عمران باہر نکلتے ہی تیری سے اس طرف کو دوڑا۔ جس طرف پرانے بازار تھا۔ اُسے اب جو لیا۔ صادر اور کیپٹن شکیل کا خیال آیا تھا۔ بلاہر تو اس پتوں ناک تباہی میں ان کا زندہ بیج جانا ناممکن نظر آتا تھا۔ لیکن ہمارے ہونے کو تجھ بھی ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ بنے تھا شایر فرن پازار کی طرف دوڑا جاء رہا تھا۔

مل سکی کہ وہ صرف گریدون کے سپر کمپیوٹر کو ڈسٹریب کر سکتا ہے۔ باقی دو گھنیٹ پر کچھ کہتے ہیں۔ کاش بمحض کچھ وقت اور مل جاتا۔ تو یہ دوسرا بھی بھی ناکارہ کر دیتا۔ اس طرح اس خوف ناک تباہی سے بھی ملک پر کچھ جاتا۔ یکین مقدرات اُنہیں ہوتے ہیں۔ — عمران نے کیپٹن نھان کو تفصیل سے سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن نھان اس طرح آنکھیں بھاٹ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا۔ جیسے اُس سے یقین نہ آ رہا ہو۔ کہ وہ واقعی کسی انسان سے بات کر رہا ہے۔ یا کسی مارواقی مخلوق سے یہم کلام ہے۔ جس نے بزرگی میتھا رکے صرف ہاتھوں سے اس قدر خوف ناک ڈھمک کو اتنی جلدی ناکارہ کر دیا اور اس طرح انتہائی قیامت خیز تیاسی سے جریل ملک کو بچا لیا۔

اب میزاں نکلنے بند ہو گئے تھے۔ اور آسمان بھی اپ آہستہ آہستہ صاف ہوتا جا رہا تھا۔

"کیا اس سلح کاڑک بلاست ہونے سے۔ اس بیز میزاں کو مطلوبہ حادث نہیں مل گئی ہوگی" — کیپٹن نھان نے ذہن میں ابھرنے والے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"نہیں" — بیز بھم مٹا مم بھر کے پھٹنے سے بلاست ہو گیا۔ اور موجود اسلکہ ظاہر ہے ایک سیکنڈ بعد بلاست ہوتا تھا۔ اس کا اثر ہدیث میزاں پر نہ پڑ سکت تھا۔ — عمران نے سر ملاہتے ہوئے کہا۔ اور پھر اپنل کر سر نگ کے دیانے سے باہر آ گیا۔ اس کا لباس آدمی سے زیادہ کچٹ گیا تھا۔ اور پورا جسم مٹی اور گرد سے بے حال ہو چکا تھا۔ لیکن بہر حال وہ نہ صرف زندہ تھا۔ بلکہ ٹوٹ پھوٹ سے بھی

گریٹھ تھری تباہ ہوں گے تو پھر ہر طرف ایسی تباہی آئے گی۔ اور
اکابری اثرات اس قدر تیزی سے پھیلیں گے کہ پھر اسے بھی موت کے
منہ سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ اس لئے اس نے فوری طور پر اپنی جان
بچانے کا سوچنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھیوں کی طرف سے کوئی
آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ سب ہلاک ہو
پکے ہیں۔ لیکن اُسے اس بات کی ذرہ برابر بھی پرداہ نہ کھتی۔ کارکن تو
ہوتے ہی قربانیاں دینے کے لئے ہیں اور اس قدر خوف ناک مشن کی
تمامیں اگر تنظیم کے چند کارکنوں موت کی بھینٹ چڑھہ رہی گئے ہیں
تو یہ مہنگا سودا نہ تھا۔ لیکن اپنی جان بہرحال اُسے پیاری تھی۔ اس نے
تیزی سے حرکت کرنے کی کوشش کی تاکہ اس ملے سے نکل کے
ہی ناٹر کہ ایک لمبے کے لئے تو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پوتے
جسم پسیکڑوں میں وزن آپڑا ہو۔ لیکن اُسی لمبے لاشوری طور پر اس
کا جسم اور زیادہ دیوار کے ساتھ سماٹا اور ساتھی اُسے یہ بھی احساس
ہو گیا۔ کہ دیوار کے بالکل ساتھ پڑتے ہونے کی وجہ سے وہ ملے
کی زدیں براؤ رہاست آئے سے پسخ گیا ہے۔ قیامت خیز دھنکے
اور میزانوں کے اٹنے کی خوف ناک آوازیں اُسے مسل سنائی
دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے باہر دا قبی قیامت آگئی ہو۔

لیکن ان میزانوں کی آوازیں اس کا سیر دل خون بڑھا رہی تھیں۔ اس کا
مطلوب تھا کہ المرٹ کمپ مشن کے یعنی مطابق تباہ ہو چکا ہے لیکن
اب اُسے اس محفوظ ترین کمرے کی چھت گرنے سے اپنی موت
قریب آتی نظر آ رہی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ گریڈ ون کے بعد گریڈ ٹو اور

خود ناک دھما کے سے چھوٹے کی کھترے کی چھت گرتے
ہی ناٹر کہ ایک لمبے کے لئے تو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پوتے
جسم پسیکڑوں میں وزن آپڑا ہو۔ لیکن اُسی لمبے لاشوری طور پر اس
کا جسم اور زیادہ دیوار کے ساتھ سماٹا اور ساتھی اُسے یہ بھی احساس
ہو گیا۔ کہ دیوار کے بالکل ساتھ پڑتے ہونے کی وجہ سے وہ ملے
کی زدیں براؤ رہاست آئے سے پسخ گیا ہے۔ قیامت خیز دھنکے
اور میزانوں کے اٹنے کی خوف ناک آوازیں اُسے مسل سنائی
دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے باہر دا قبی قیامت آگئی ہو۔

اندر پھلانگ لگائی اور تیزی سے اس کی تہہ میں اتر جا۔ اب یعنی کے
حرارت کافی نیادہ محسوس ہو رہا تھا لیکن بہر حال وہ قابل بہ اپ سے
تہہ میں پنج کروڑ چند لمحے پڑا۔ اب پھر تیزی سے ادپر کی طرف سر طرف
اور سطح پر آ کر نہ صرف اس نے ایک طویل سانس لیا۔ بلکہ تیز نظر میں
سے اس نے کنارے پر موجود ایک کیمپ پھری غار بھی چکا کر لی۔
جو آدھی پانی کے اندر اور آدھی باہر تھی۔ اور وہ تیزی سے اس
طرف کو تیرنے لگا۔ پھر اس نے اپنا جسم اس کیچھ سے پھری ہونی
غار کے اندر اس طرح پھسادیا کہ اس کا لفڑیا پورا جسم تو پانی کے
اندر رہا، البتہ صرف گہدن اور سر پانی سے باہر تھا۔ اور وہ جس وقت
چاہتا ایک لمحے کے بزرگی دیس میں اسے بھی پانی کے اندر
کر سکتا تھا۔ لیکن اس طرح ایڈجیٹ ہونے سے اسے اب کام
غوطہ لگانے اور تیرنے سے بخات مل گئی تھی۔ اب صرف اس کی
موت کی ایک ہی صورت تھی کہ کوئی میزائل براہ راست اس کے
ادپر آ گرتا۔

وہ غار میں جنم کو سہٹا کے امینان سے سر باہر نکلے آسمان
کو دیکھنے لگا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک خیال کے آتے ہی
بڑی طرح چونک پڑا۔ کیونکہ اب آسمان پیدا ہوتے ہوئے میزائلوں
میں واخن طور پر کچھ آتی محسوس ہو رہی تھی۔ اور یہ کمی لمحہ بہ لمحہ داخن
ہوتی جا رہی تھی۔

"ادھی۔ یہ کیا ہوا۔ کیا صرف گہیڈہ وہ تباہ ہوا ہے۔" یہ کہے
ممکن ہے۔ دونوں ٹائم بم پھٹنے سے رین میزائل کو اتنی حرارت تو

آتھ گئے تھے۔ باہر آتے ہی اس نے یک لخت جمب لیا۔
اور دوسرے لمحے وہ کسی پرنڈے کی طرح اٹھتا ہوا دیوار کے کنارے
پر چڑھا اور پھر باہر آ گیا۔ کمرشل پلازہ کی عظیم اشان عمارت تباہ ہو چکی
تھی۔ سر طرف اس کا ملبہ پھیلا ہوا تھا۔ اور شاید اس پلازہ کے دھماکے
نے ہی ان کی حفاظت گاہ کی جھپٹت توڑ دی تھی۔ بہر حال باہر آ کر وہ
کسی جنگلی خرگوش کی طرح دوڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اس کے
دوڑنے کا انداز بالکل پا گھومن جیسا تھا۔ کیونکہ اب بھی میزائل اس
علاقے میں گردئے تھے۔ سر طرف موت کی چیخ و پکار پنج ہوئی تھی۔
انسانی لاشوں کے ٹکڑے اور ادھر ادھر کثیر تعداد میں بکھرے ہوئے
پڑے تھے۔

وہ بے تحاشا دوڑتا ہوا اس طرف بڑھا جا رہا تھا جہاں اس
کے ذہن کے مطابق مصنوعی جھیل تھی۔ کسی بار میزائل میں اس کے
سر کے ادپر سے گزر گئے تھے۔ اور وہ ان کی زدیں آنے سے
بال بال بچ گیا تھا۔ لیکن ان میزائلوں سے زیادہ اُسے گہیڈہ لفڑی
کے ایٹھی میزائلوں سے خطرہ لاحق تھا۔ اس لئے وہ دوڑتا ہوا آگے
بڑھتا گیا۔ اور پھر لفڑی دیوبعد وہ واقعی جھیل تک پنج جانے میں
کامیاب ہو گی۔ جھیل میں شاید میزائل گم ہے تھے۔ کیونکہ اس کا
پانی بھی کسی جگہوں سے فارے کی طرح اچھل کر آسمان کی طرف اٹھ
کر اب بچنے کر رہا تھا۔ لیکن جھیل کی کئی سائیڈیں اب بھی نارمل تھیں۔
اور بے تحاشا دوڑتا ہوا ماسٹر آنکار جھیل کے ایک نارمل اور اب
یک محفوظ حصے تک پہنچ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے پانی کے

یعنی دوڑ کی طرف بڑھ گی۔ میک اپ البتہ ابھی تک اپ لینڈ کے پاسندوں کا تھا۔ کیونکہ وہ بغیر کمیکلز کے اس میک اپ سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکت تھا۔ جب وہ میں روڈ پر چنجھا تو وہ مان گوہ طرف تباہی کے آثار پھیلے ہوئے تھے۔ اور بے شمار افراد بلکہ ذرخی ہو تھے۔ لیکن ماسٹر پاکیش یا فی عوام کی دلیری اور حوصلہ مندی دیکھ کر چیران رہ گیا۔ کہ اس قدر خوف ناک تباہی کے باوجود امدادی کارروائیاں انتہائی منظم طریقے سے جاری تھیں۔ لوگوں کے چہوں پر خوف اور مایوسی کی بجائے حوصلہ اور جمادات کے آثار نہیاں تھے۔ "اوہ۔ یہ واقعی عجیب قوم ہے۔ اس قدر خوف ناک تباہی نے بھی ان کے چہروں پر مایوسی اور سکست کی ایک لکھر بھی پیدا نہیں کی۔" ماسٹر نے ہونٹ چلاتے ہوئے بڑھتا کر کہا۔ اس کا بنہیں چل رہا تھا کہ وہ خود جا کر المٹ کیمپ کے باقی دو گردیاں بھی تباہ کر دیتا۔ لیکن ظاہر ہے اب یہ بات اس کے بس میں نہ ہی تھی۔ "میں مہماں ہے چہروں پر مایوسی اور سکست کے واضح آثار دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور اب میں دیکھوں گا کہ باقی گریڈ کیوں نہیں تباہ ہوئے۔ انہیں بھی تباہ کروں گا۔ ہر صورت میں ہر قیمت پر۔" ماسٹر نے بڑھتا ہوئے کہا۔ اور پھر وہ مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا اپنے مخصوص ہیڈ کوارٹر کی طرف پیدل ہی بڑھتا گیا۔ کیونکہ ان حالات میں کسی سواری کے ملنے کا کوئی چанс ہی نہ تھا۔ تمام لوگ توزخیوں کو اٹھا کر میتلوں میں لے جانے میں مصروف تھے۔ ماسٹر دیکھ رہا تھا کہ تمام نگہ شل سواریاں جو عاصم حالات میں بغیر کوئے کے کسی کو

اے لے ہت گی۔ کہ مینوں گریڈ لازماً تباہ ہو جاتے۔ لیکن یہ کمی کیوں اور دوسرے ہے۔ ماسٹر نے ہونٹ چلاتے ہوئے سوچنا پڑھا رہا۔ لیکن بہر حال اس کے سوچنے سے تصورت حال نہ پہل سکتی تھی۔ چنانچہ دیسی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد آسمان پر اڈتے ہوئے میزائل دکھانی دینے بند ہو گئے۔ اور پھر طرف انسانی چیخ دیکار کے ساتھ ساکھ ایمبویس پولیس اور فوجی گاڑیوں کے سامنے سانس دینے لگے۔ اس کا مطلب تھا کہ مشتمل طور پر پورا نہ ہوا تھا صرف جزو دی طور پر پورا ہوا تھا۔

"یہ تو بڑی زیادتی ہوئی۔ المٹ کیمپ کو کامل طور پر تباہ ہونا چاہیے تھا مزہ تو تباہ آتا۔" ماسٹر نے شیطانی انداز میں سوچا۔ اور پھر وہ جگل سے غار سے نکل کر پانی میں اتا۔ اور پھر تیرتا ہوا پاٹ کنارے کی طرف آیا۔ اور چند لمبے بعد وہ بھیل سے باہر آچکا تھا۔ اس کا اپ لینڈ والا بس پانی کی وجہ سے اس قدر بھاری ہو چکا تھا کہ اس سے نکلا ہونے میں بھی تکلیف ہو رہی تھی۔ اس لئے اس نے باہر آتے ہی سب سے پہلے اس بس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

اور تھوڑی دیر بعد اس نے بس اتار دیا۔ انہوں نے حفظ مالقدم کے طور پر تیز اور پتوں پہنچنے ہوئی تھی۔ اس لئے بس اتارنے میں اسے کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ اپ لینڈ والوں کا مخصوص بھاری بس اتار کر اس نے اس کا ایک گولہ سا بنا یا۔ اور پھر اسے ایک پتھر کے نیچے دبا کر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا

پائیمان پر کھڑا ہونے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اس وقت رضا کارانہ طور پر زخمیوں کو ہسپتا لوں تک لے جانے میں صرف تھے۔ فوجی گاڑیاں بھی اب جگہ جگہ گشت کرتی نظر آ رہی تھیں۔ فوجی امدادی کارروائیوں کے ساتھ ساتھ ایسے میزائلوں اور ببوں کو تلاش کر رہے تھے جو کسی وجہ سے پھٹ نہ سکے تھے۔ اور ماسٹری سب دیکھتا ہے کہ بڑھتا گیا یہکن وہ دل ہی دل میں صمی فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ ایک بار بھروس سے بھی زیادہ خوف ناک تباہی ان لوگوں پر لا کر رہے تھے گا۔

کیپشن شکل کی آنکھیں اچانک کھل گئیں۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی غیبی طاقت نے اُسے ھجھنھوڑ کر ہوش دلایا ہو۔ ہوش میں آتے ہی اُسے اپنے جسم پر بے پناہ بوجھے اور تخلیف کا احساس ہوا۔ اور چند لمحے اس طرح نیم بے ہوشی کی کیفیت میں پڑے، رہنے کے بعد وہ لاشوری طور پر کہما یا تو اُسے محسوس ہوا کہ اس کی دائیں ٹانگ ایک بھاری سے بلاک کے نیچے دبی ہوئی ہے۔ جب کہ باقی جسم پر ہلکی نوعیت کا ملبه تھا، جو اس کے کملنے کی وجہ سے قدرے ادھر ادھر کھک کیا تھا۔ کیپشن شکل نے اور زیادہ زور لگایا اور چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ اپنے جسم پر موجود ملبه ہٹا کر اکٹھ بیٹھنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہکن اس کی دائیں ٹانگ نہ صرف مفلوج سی محسوس ہو رہی تھی بلکہ وہ ستو ر بھاری بلاک کے نیچے دبی ہوئی تھی۔ اٹھ کر بیٹھنے ہی اس نے صفر کو بھی اپنے ساتھ

ہے۔ اس کے بازو جا ب دیتے جا رہے ہے تھے۔ لیکن ظاہر ہے دہ صفر رکو اپنے ہاتھوں تو موت کے گھاٹ نہ آتا سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر ایک اور مشکل فیصلہ کیا اور تیزی سے جنگ کراں نے اپنا سر اس بھاری بلاک کے نیچے کیا۔ اور گردن کو آکڑا کہ اس نے گردن اور ایک ہاتھ کی مدد سے اس بلاک کو نیچے گرنے سے روک لیا۔ لیکن ٹانگ کی پیشی ہونے کی وجہ سے اس کا اپنا جسم اس انداز میں اس قدر پڑھا ہو گیا تھا کہ پورے جسم میں درد کی تیزی ہریں دوڑنے لگ گئی تھیں۔ لیکن اس نے مہت نہ ماری اور دوسرا سے ہاتھ سے اس نے صفر رکو تیزی سے چھینجھوڑنا شروع کر دیا۔

"ہوش میں آؤ صفر۔ جلدی ہوش میں آؤ" — ساختہ ساختہ وہ گھٹے گھٹے ہجھے میں صفر رکو پکار بھی رہا تھا۔ لیکن بے پناہ دن کی وجہ سے اب وہ اور زیادہ جھکتا جا رہا تھا۔ اور پھر اُسے محسوس ہونے لگا کہ اگر وہ چند لمحے اور اس پوزیشن میں رہا تھا تو اس کی ریڑھ کی ہٹھی یقیناً ٹوٹ جائے گی۔ لیکن صفر رکو بچانا بھی ضروری تھا۔ چنانچہ وہ ایک ہاتھ سے مسلسل صفر رکو چھینجھوڑتا رہا۔ اور پھر اس کی کوششیں زنگ لائیں صفر رکی کرنا شاید ہی۔

"صفر" — جلدی سے اس بلاک کے نیچے لکھا ک جاؤ۔ جلدی کرو" — یقین شکیل نے اس کی کراہ سنتے ہی پورا زور لگا کر چینختے ہوئے کہا۔ اور شاید صفر رکو اس کے اس طرح چینختے سے صورت حال سمجھ گیا۔ اس نے تیزی سے کروٹ پہلی۔

ہی بلے میں دبے ہوئے دیکھ لیا۔ صفر رکپلو کے بلڈا ہوا تھا۔ اور اس کے جسم پر ایک بہت بھاری بلاک پڑا ہوا تھا۔ یقین شکیل صفر رکی نازک پوزیشن کو فوراً سمجھ گیا۔ صفر رکی زندگی شدید خطرے میں بقی۔ اس بھاری بلاک کی وجہ سے یقیناً اس کے میں پربے پناہ دباؤ ہو گا۔ اور اس کا سانس رک جانے کا خدشہ نہیاں تھا۔ اس نے اس نے بجائے اپنی ٹانگ کو بھاری بلاک سے نکالنے کے صفر رکے جسم پر موجود بھاری بلاک کو پہلے ہٹانے کی کوشش شروع کر دی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اس بھاری بلاک کے کناروں کو پکڑا اور پھر پورا زور لگا کر اس نے اُسے اپر کو اٹھایا۔ لیکن جسم میں شدید درد اور ٹانگ کی پیشی ہونے کی وجہ سے وہ اس بھاری بلاک کو دوسرا طرف نہ دھکیل سکتا تھا۔ بس پوری وقت لگانے کے باوجود وہ صرف اُس سے کچھ اور اٹھانے میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ اور یہ وزن بھی اس قدر زیادہ تھا کہ اس کے دونوں بازوں کا پہنچنے لگے تھے۔ لیکن اب وہ صفر رکو اس پتھر کے نیچے سے نکال سکتا تھا۔ صفر رکے ہوش پڑا تھا۔ اس لئے وہ خود بھی نہ لکھل سکتا تھا۔ اور یقین شکیل جانتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ چند لمحوں بعد اس کے بازد اپنی طاقت کھو دیں گے۔ اور یہ بھاری بلاک ایک بار پھر پوری وقت سے صفر رکیے گئے گا۔ اور اگر صفر رکے پہنچنے کے تواب اس کے نیچے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہو جائیں گے۔ وہ اب سوچ رہا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ اُسی لمحے اُسے محسوس ہوا کہ بلاک نیچے ہوتا جا رہا۔

کیپٹن شکیل بلاک گرنے کے بعد فرش پر لیٹ گیا۔ اور
وزو سے سانس لینے لگا۔

"اوہ۔ تھاری اپنی ٹانگ بھی دبی ہوئی ہے۔ اوہ۔ اس نے
بھاری پوزیشن عجیب لھتی۔ تم نے کمال کر دیا کیپٹن شکیل"۔
صفدر نے انٹکر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اُسے شایداب
حساس ہوا تھا کہ کیپٹن شکیل نے اُسے بچانے کے لئے
کس قدر جان لیوا کوشش کی ہے۔

"اگر ٹانگ نہ دبی ہوتی تو شاید میں اس بلاک کو اٹھاہی لیتا"
کیپٹن شکیل نے زور زدہ سے سانس لیتے ہوئے مسکا
کر کہا۔

اور صفر رہر ملاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جلدی
کیپٹن شکیل کی ٹانگ پر پڑا ہوا بلاک ایک لامکے سے اونچا
کیا اور دوسرا سے ہاتھ سے اس نے کیپٹن شکیل کی ٹانگ کو
ہرگزیٹ لیا۔ کیپٹن شکیل بھی انٹکر کم بیٹھ گیا۔
جو لیا کا پتہ کرو"۔ اُسی لمحے کیپٹن شکیل کو جو لیا کا خیال
کیا۔

"اوہ۔ ہاں"۔ صفر نے کہا۔ اور تیزی سے آگے
دی ہوئی چھت کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر اُسے ایک طرف
لے ہوئے انہیانی دنی بلاک کے نیچے کونے سے جو لیا
اپر باہر نکلا ہوا نظر آگیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور مرد کا
بھی موجود تھا۔ صفر نے جھک کر اس بلاک کو اٹھانے کی

اس وقت تک کیپٹن شکیل اور زیادہ جھک گیا تھا۔ لیکن صفر نے
جلدی سے دونوں ہاتھ اٹھا کر پھر کو اپنے دونوں ہاتھوں پہنچا
لیا۔

"قاپو رکھنا یہ سر باہر نکال رہا ہوں۔ پھر مکر زور لگا کہ اسے
ہشادیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور اپنا دوسرا ہاتھ
بھی پھر کے کنارے پر رکھ کر اس نے بڑی مشکل سے یونچے
پھنسا ہوا سر باہر نکلا۔ ایک لمحے تک اُسے مجبوراً اپنے آپ کو
سنبھالنے کے لئے لمبے لمبے سانس لینے پڑے۔ لیکن اُسے
احساس تھا کہ صفر بھی زیادہ دیر تک اسے سنبھال نہ سکے گا۔ اس
لئے اس نے ایک بار پھر اپنی قوت محبث کی اور بھاری بلاک کو دوسری
طرف ڈھکینے کی کوشش شروع کر دی۔ لیکن بلاک دا قبی بیحد
بھاری تھا۔

"میرا جسم حرکت کر رہا ہے۔ تم چند لمحے اسے سنبھال لو۔ میں
اس کے نیچے سے کھسک جاتا ہوں۔ یہ اٹھایا جا سکے گا"۔
صفدر نے کہا۔

اور کیپٹن شکیل نے سر ملاٹتے ہوئے بلاک کو اٹھانے میں
پوری طاقت لگادی۔ صفر ہاتھ چھوڑ کر کھکھنے لگا۔ اور پھر عین اُسی
لمحے جب اس کا جسم بلاک کے نیچے سے نکلا۔ کیپٹن شکیل
کی قوت جواب دے لگی اور بلاک ایک دھماکے سے نیچے
گر گیا۔ اگر صفر کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو اس بار یقیناً دو
پچلا جاتا۔ لیکن اب وہ محفوظ تھا۔

مالش شروع کر دی۔ کیونکہ جو لیا کی جو حالت تھی اس کے لئے یہ ضروری تھا ورنہ اگر وہ دیے ہی اُن سے ہوش میں لانے کی کوشش کرتا تو پھر جو لیا کی حالت مزید بگڑ جاتی۔ اس کے تیزی سے چلتے ہوئے ہاتھوں کی وجہ سے جو لیا کے چہرے کا رنگ بحال ہونے لگ گی۔ اور جب کیپٹن شکیل نے محسوس کیا کہ اب جو لیا کی حالت خلل سے سے باہر ہو چکی ہے تو اس نے اُس سے چھوڑ کر ہوش میں لانا شروع کر دیا۔

"تم اپنی ٹانگ سنبھالو۔" کیپٹن شکیل۔ اے یہ ہوش میں لاتا ہوں" صفر نے اٹک کر جو لیا کی طرف ہمکتے ہوئے کہا۔ "یہ آدمی مر چکا ہے۔ اور اس کی پوزیشن بتا رہی تھی کہ اس کی وجہ سے ہی جو لیا زندہ بیج کی ہے۔ اس نے اپنا جسم جو لیا کے اور اس طرح کمیا تھا کہ بھاری بلکہ کاملاً تمام تردبار اس کے جسم نے بروادشت کیا ہے۔ درنہ جو لیا کا بیج جانا ناممکن است میں سے ہو جاتا۔" کیپٹن شکیل نے سر ٹالتے ہوئے پیچھے بہٹ کو کہا۔

"یقیناً جیکن ہے۔ اور اس نے جو لیا کو مر سیا سمجھو کر بچانے کی کوشش کی ہے" صفر نے جو لیا کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں، اس کے ساتھ جو لیا ادھر آئی تھی۔ بہر حال اس نے مر سیا کی خاطر اپنی جان دے دی ہے۔ اور اس دور میں کہی یہی مجنوں دالی کہانی درست ثابت کر دی ہے" کیپٹن شکیل

کوشش کی۔ لیکن یہ بلاک شاید سب سے بجا ہی تھا۔ اس لئے وہ اُس سے پوری طرح نہ اٹھا سکتا تھا۔ "کیپٹن شکیل، جو لیا کو نیچے سے کھینچ لو۔ جلدی کرو" صفر نے چیخ کر کہا۔

اور کیپٹن شکیل فرش پر گھٹتا ہوا آگے اس کی طرف بڑھا۔ کیونکہ اس کی ٹانگ قطعی طور پر مغلوب ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ چلنے تو ایک طرف اٹھ کر کھڑا بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اس نے جلدی سے جو لیا کی ٹانگ دنوں ہاتھوں سے کپڑی اور اُسے جھٹکے سے گھینٹنا شروع کر دیا۔ لیکن جو لیا کے ساتھ وہ مرد کا جسم بھی گھینٹنے لگا۔ تو کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ اس مرد کا جسم جو لیا کے اور پرے اور جب یہاں اسے ساتھ نہ کھینچا جائے گا جو لیا کا جسم باہر نہ آئے گا ادھر صفر کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔ اور بلکہ کے بلے پناہ وزن کی وجہ سے اس کے بازو کا نینے لگ سکتے تھے۔ چنانچہ کیپٹن شکیل نے جلدی سے اس مرد کی ٹانگ بھی ساتھ پکڑی اور پر وہ خود چھپے کی طرف کھکتا ہوا ان دنوں کو بیک وقت باہر کی طرف گھینٹنے لگا۔ اور پھر دی پہلے جیسی پوزیشن ہوتی جسے ہی جو لیا اور اس مرد کا جسم باہر آیا۔ صفر کے ہاتھوں سے بلکہ گھر گیا اور ایک بار پھر زور دار دھماکہ ہوا۔ صفر رہی نیچے بیٹھ کر زور دور سے ہانپئے لگا۔ جب کہ کیپٹن شکیل جو لیا پر جھاک گیا۔ جو لیا زندہ تھی گو اس کی بخضیں خاصی ڈوب چکی تھیں۔ لیکن پھر بھی وہ زندہ ضرور تھی۔ کیپٹن شکیل نے جلدی سے اس کی جو تیار آتار دیں اور کھراں کے تلووں کی

Scanned & PDF Copy by RFI

جیکن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"پیر سیا کا عاشق جیکن ہے۔ بلکہ مر سیا کا بھنوں کا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ اس نے اپنی جان دے کر جو لیا کو بچایا ہے صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے پرانے بازار میں اچانک اس کے جو لیا سے گھرانے سے لے کر یہاں دھما کے تک سارے داقعات بتا دیے۔

"اوہ۔ پھر تو یہ ماستر وغیرہ بھی اسی بلے میں ہوں گے۔" عمران نے اپنے ہوئے کہا۔ اور دوسراے لمجھ وہ تیزی سے بلے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم جو لیا کو سنبھالو کیپٹن۔ میں عمران صاحب کی مدد کرتا ہوں۔" صفر نے سر ہلا کتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر تیزی سے عمران کی طرف بڑھ گیا۔ جواب پاگھوں کے سے انداز میں بلے کو جٹانے میں مصروف رکھا۔ صفر کے ساتھ شامل ہو جانے کی وجہ سے کام تیزی سے ہونے لگا۔ اور جب پورا طبعہ ہٹ گیا تو یونچے سے دو اور لاشیں برآمد ہوئیں۔ یہ دونوں بھی اپ لینڈ کے باشندے تھے۔

"اوہ۔ ان میں ماستر نہیں ہے۔ ان میں سے کوئی بھی اس کی قدر قائمت کا نہیں ہے۔ وہ یا تو ان سے علیحدہ رکھا یا پھر وہ نکل گیا ہے۔" عمران نے ہونٹ چھاتے ہوئے کہا۔ جو لیا بھی اب ہوش میں آچکی ہتھی۔ اور کیپٹن شنکل کی ٹانگ بھی مسلسل کاٹنے کے بعد اب آہستہ آہستہ حرکت میں آنے لگ گئی ہتھی۔ یہی ٹانگ سے پنج گئی تھی۔ صرف بے پناہ دباو کی وجہ سے خون کا

نے اپنی ٹانگ کو دونوں ہاتھوں سے ملتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "اوہ۔ تم یہاں الہمہنگان سے بیٹھے گپیں ہانک رہے ہو۔" اچانک اوپر سے عمران کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کی آواز سن کر وہ دونوں اس بڑی طرح لچھے جیسے کوئی انہوں ہوئی ہو گئی ہو۔

"عمران صاحب۔ آپ زندہ ہیں۔ ادھ خدا کا شکر ہے۔ ورنہ ہم تو آپ کو رو بیٹھنے تھے۔" کیپٹن شنکل اور صفر دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"بس یہ بیٹھنے والی بات ہی تو غلط ہو گئی ہے۔ اب میں اتنا گیا گزرابھی نہیں ہوں کہ تم بیٹھ کر بیٹھ رہو اور میں بتھیں روئے دونیں یہ میری توصیں ہے۔ ہاں اگر تم کھڑے ہو کر روئے تو شاید میں اپنی اہمیت سمجھ کر ہی مر جاتا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر وہ یونچے کو دیا۔

"یہ سب ہوا کیا ہے۔ یہ کیسی قیامت تھی۔" صفر نے کہا۔

اوہ عمران نے مختصر لفظوں میں انہیں ساری کہانی سنائی تو ان دونوں کی 2 ہنچیں خوف سے بھیتی چل گئیں۔

"اوہ۔ اس قدر خوف ناک تباہی۔" ان دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا۔ اسی لمجھے جو لیا نے بھی کراہ کر 2 ہنچیں کھوں دیں۔

"یہ آدمی کون ہے۔ یہ تو شاید مر جکا ہے۔" عمران نے

Scanned & PDF Copy by RFI

” تو پھر اتنے فلیٹ چلے جاؤ۔ بشرطیکہ وہ اس قیامت نہیں
تبہی سے بچ گیا ہو۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ آدم صفدر۔
یہ نے کسی حد تک اسی ماسٹر کا سراغ لگایا ہے۔
 عمران نے کہا، اور صفدر کو لے کر تیزی سے ایک سائیڈ پر
بڑھنے لگا۔

دوران مک گیا تھا۔ اس لئے ٹانگ مفلوج ہو گئی تھی۔
نکل کیے گی۔ اس نونھ ناک بلے سے کیسے نکل سکتا ہے۔
صفدر نے سرپرست ہوئے کہا۔
” میرا خیال ہے وہ نکل گیا ہے۔ اس سائیڈ پر بلے کی ایسی
حالت تھی جیسے اس میں سے کوئی نکلا ہو۔ تم لوگ باسر آ جاؤ۔ اس
ام سے تلاش کرتا ہوں۔ وہ یقیناً یہیں کہیں قریب ہی ہو گا۔ ”
عمران نے کہا۔ اور پھر تیزی سے گھر سے اوپر جانے کی کوشش
میں لگ گیا۔ گھر اس وقت کھاتی کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ جو لیا اس
دوران یوری طرح ہوش میں آپکی تھی۔ اور کیپشن شکیل نے اسے
مفتر لفظوں میں ساری صورت حال بتا دی تھی۔

” اوہ — بڑا نملہم ہوا۔ بڑی تباہی ہوئی ہے، ” — جو لیا نے
ہوش پیاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے آگے بڑھ کر کیپشن
شکیل کو سہارا دے کر کھڑا ہونے نے میں مدد می۔ صفدر بھی اس
کی طرف بڑھا۔ اور پھر ان دونوں کے سہارے سے کیپشن
شکیل بھی اس کھاتی سے باہر آنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔
اب اس کی ٹانگ خاصی حد تک حرکت کرنے لگی تھی۔
جو لیا — تم کیپشن شکیل کو ساتھ لے کر ہسپتال چلی جاؤ
میں اور صفدر اس ماسٹر کی تلاش میں جائیں گے۔ ” — عمران
نے تیز لمحے میں جو لیا اور کیپشن شکیل سے مناطب ہو کر کہا۔
” نہیں — ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب
میں کافی تھیک ہوں۔ ” — کیپشن شکیل نے کہا۔

مخصوص ہیڈ کوارٹر آیا تھا۔ اور اس نے ڈاگی کو دیں سے اکتوبری کے لئے پہنچ دیا تھا۔ اور اب وہ ڈاگی کی طرف سے رپورٹ کا منتظر تھا۔ اس نے ڈاگی کو سمجھا دیا تھا۔ کہ وہ پریس روپرٹ بن کر جائے۔ اور تمام معلومات حاصل کرنے کے آئے۔ ڈاگی کو جتنے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ گز رگیا تھا۔ ماستر اسی کی انتظار میں بے چینی سے کمرے میں ٹھیل رہا تھا۔ پھر دروازے سے پہ دستک کی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔

”کون ہے؟“ — ماستر نے بند دروازے کے قریب جا کر پوچھا۔

”ڈاگی ہوں بائس“ — دوسری طرف سے ڈاگی کی آواز سنائی دی۔

اور ماستر نے جلدی سے کنٹھ می ہٹاتی اور دروازہ کھول دیا۔ ڈاگی جس کے باقی میں ایک نوٹ بک تھی تیزی سے انہوں داخل ہوا۔ کیا رپورٹ لاتے ہو؟“ — ماستر نے دوبارہ دروازہ بند کرتے ہوئے پوچھا۔

”میں ایک بیسین ٹائمز کا نمائندہ بن کر وہاں پہنچا ھا۔ اور میں نے اپنی کوششوں سے یکورٹی کے ایک کیپشن نجان کو تلاش کر لیا۔ اس سے مکمل معلومات مل گئی ہیں“ — ڈاگی نے کہا۔

”رپورٹ دو۔ باقی باتیں چھوڑو،“ — ماستر نے غارتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ میں سر کیپشن نجان دا حمد آدمی ہے جو زیر دکیپ سے

”ماسٹر بڑی بے چینی سے کمرے میں ٹھیل رہا تھا اسے اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ اور یہاں آنے سے پہلے اس نے سب سے پہلے اس بات کا یتھے چلانے کی کوشش کی تھی۔“ کہ آخر الٹ کیمپ کے باقی دو گردی کیوں تباہ نہیں ہوئے۔ اُسے علوم تھاکر دیا ہی ہیڈ کوارٹر میں لیکھنا اس بات پر باقاعدہ سوگ منایا جا رہا ہوا گا۔ اور ساری ذمہ داری اس پر ڈالی جا رہی ہو گی۔ اس نے وہ کامل معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے یہاں آتے ہی ہیڈ کوارٹر میں موجود ڈاگی کو اس بارے میں کامل معلومات حاصل کرنے کی بایسٹ کی تھی۔ ہیڈ کوارٹر میں ڈاگی ہی زندہ بچا تھا۔ کیونکہ ہیڈ کوارٹر کا بیشتر حصہ دو میٹر ایکٹ لگتے ہے تباہ ہو گیا تھا۔ اور وہاں موجود چار آدمی ہلاک ہو گئے تھے۔ البتہ ڈاگی دوسرے حصے میں تھا۔ اس نے وہ پڑھ گیا تھا۔ ماستر وہاں سے ہوتا ہوا یہاں اپنے

کہہ دیتا کہ ٹائم بس کو بدقوت کم فکس کر دیتا۔ بہر حال یہ مرسیا ان کے ساتھ کیسے پہنچ گئی۔ — ماسٹر نے ہونٹ چلے ہوئے کہا۔

"باس۔ یہ نے مرسیا کی کوئی کوئی چیز کیا ہے۔ مرسیا تو وہاں موجود نہیں ہے۔ البته وہاں راجر کی لاش تھی۔ اور مرسیا کا ملازم بھی غائب ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مرسیا ان ملٹری انسٹی ٹیشن والوں کے متھے جب چڑھی تو راجر وہاں موجود تھا۔ راجر کی پیشانی کی کھال آتاری گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس پر خوف ناک تشدید کیا گیا۔ اور یقیناً راجر سے اس ملن کے بارے میں معلومات حاصل کی گئی ہیں۔ راجر کو اتنا تو معلوم تھا کہ آپ کسی اہم ملن پر چشتہ نام کی پہاڑیوں سے ہو کر زیر دیکھ پہنچیں گے اور جیکن پہنچ آپ کے ساتھ ہو گا" — ڈاگی نے اپنے طوب پر تحریر کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہم۔ — اب سادھی بات واضح ہو گئی۔ راجر سے انہوں نے معلومات حاصل کیں۔ اور پھر مرسیا کو وہ ساتھی کو دیکھ پہنچے۔ اگر ہم لوگ وہاں موجود ہوتے تو یقیناً جیکن اُسے دیکھ کر چوکتا۔ اور اس طرح وہ جیکن کا پتہ کر کے ہمارے پورے گرد پر ہاتھ ڈال دیتے۔ یہ لوگ جب وہاں پہنچے تو ہم پس بازار میں اپنی مخصوصیں بناہ گاہ میں پہنچ چکے تھے۔ چنانچہ وہ کرنل و میٹن دک گیا۔ اور وہ دیکھنے کے ساتھ اپس بازار آگئے۔ یہاں جیکن اچانک باہر چلا گیا تھا۔ چنانچہ جیکن اور مرسیا کا ہمکراہ ہو گیا۔

زندہ اور صحیح سلامت بیج لکھا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ جب ٹرکوں کا عملہ پس بازار کی طرف گی تو ملٹری انسٹی ٹیشن کے تین افراد جن میں ایک کرنل اور دو دیکھنے تھے۔ ایک غیر ملکی عورت کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور بس یہ بتا دوں کہ میں نے یہ معلوم کر دیا ہے کہ عورت جیکن کی مرسیا تھی۔ — ڈاگی نے کہا۔

"مرسیا۔ — اودہ اودہ" — ماسٹر مرسیا کا نام سن کر بڑی طرح اپل پڑا۔ کیونکہ مرسیا ان کے خفیہ اڈے تک پہنچی تھی۔ اور پھر دھماکہ ہو گی۔ اور وہ ملئے میں دب گئے تھے۔

ماں ہاس۔ وہ مرسیا تھی۔ یہ چاروں افراد اندر آئے تو مرسیا اور دو نوں دیکھنے تو پس بازار کی طرف چلے گئے۔ جب کہ وہ کرنل وہی ڈاگی۔ دیکھنے نہیں زیر دیکھ پ کی سیکورٹی کا اپنکا رج تھا۔ اور کرنل نے لاکوں کی چیلنج شرط کر دی۔ اور پھر اس نے وہ لڑک تھا۔ کہ لیا میں کے پنج ٹائم بم فٹ تھے۔ اور اس نے ایک ٹائم بھم لٹکا رہ بتا دیا۔ لیکن دوسرا کو ناکارہ کرنے کی اُسے مہلت نہ مل سکی۔ اور۔ — ڈاگی نے اس کے بعد زیر دیکھ پ کے دھماکے کے دھماکے۔ اور پھر اس کرنل اور دیکھنے اخراج کی طرف ٹکڑوں میں پہنچنے اور پھر زندہ بیج نکلنے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ تو بلست ہونے سے پہلے ایک بھم ناکارہ کر دیا گیا تھا۔ اسی لئے دینہ میزائل کو مٹاوہ پہ صارت۔ نہ مل سکی اور ہر فر ایک گریٹ جاہ ہوا۔ اودہ کا شش میں اس دکت وہاں ہو گیا۔ پھر ہیں فیر وہ کو

Scanned & PDF Copy by RFI

کی حالت دیکھ کر بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ حیرت بھرے ہے لمحے میں پوچھا۔
”کاش مجھ سے بے وقوفی نہ ہوتی جو میں نے اُسے صرف اتنا
کتیں کیں کے لئے چھوڑ دیا۔ ملے مجھ سے واقعی حماقت ہوتی تھی۔
اب بخوبی احساس ہو رہا ہے۔ لیکن اب میں اسی حماقت کی تعلقی کر دوں
گا۔ اب عمران کو ماسٹر کے ہاتھوں سے کوئی نہیں بجا سکتا۔ میں اس
کے جسم کا ایک ایک دلیشہ اپنے ہاتھوں سے علیحدہ کر دوں گا اب
میں اُسے بتاؤں گا کہ ماسٹر کی حیثیت رکھتا ہے۔“ — ماسٹر نے
ہدیا فی انداز میں پختہ ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ لاشوری طور پر
سامنے موجود میز پر زور زور سے کے برساتا جا رہا تھا۔ جیسے اس
کے سامنے میز کی بجائے عمران کا بے جان جسم پڑا ہوا ہو۔

۱۹۰۵۵ مرسیا کو اپنے ساتھ لے کر دہان پہنچ گیا۔ اس کا مطلب ہے
کہ داد دیپشن اس کا تعاقب کرتے ہوئے یقیناً دہان پہنچے ہوں
گے۔ لیکن اس دد دہان تباہی کا آغاز ہو گیا۔ اور وہ راستے میں
ہی کہیں رک گئے۔ اگر تباہی کا اچانک آغاز نہ ہو جاتا تو مرسیا
کے ہمپی یہ ہم تک پہنچ جاتے اور پھر ہم بھی ہوئے چو ہوں
کی طرح پکڑا لئے جاتے۔ اور پکڑنے کے لئے انہائی ذہانت
سے منصوبہ بندی کی گئی تھی۔“ — ماسٹر نے ہونٹ چھاتے
ہوئے کہا۔

”یہ بس — واقعی ایسا ہی ہوا ہو گا۔“ — ڈاگی نے
اثبات یہیں صفر پلاٹے ہوئے جواب دیا۔

”وہ کمل کوں تھا۔“ — ماسٹر نے پوچھا۔
”سر۔ اس کا نام تو معلوم نہیں ہو سکا۔ لیکن دیپشن نحان نے
 بتایا ہے کہ اس نے بڑا ہٹ میں عمران اور ماسٹر دو نام لئے
 پلٹ نیم عشق کی حالت میں۔“ — ڈاگی نے کہا۔
 اور ماسٹر اس کی بات سن کر یہ لخت کری سے اپھل کھڑا ہوا۔
 اس کی آنکھیں چیرت اور نون سے بھیلیتی حلی گئیں۔

۱۹۰۵۶ — تو یہ عمران تھا۔ علی عُمران۔ اور یقیناً وہی
 ہو گا۔ بھٹک پہنچے ہی ملک پڑ رہا تھا۔ کہ اس قدر ذہانت سے
 منصوبہ بندی کوئی عام آدمی نہیں کر سکتا۔“ — ماسٹر نے
 دے نیم ہدیا فی انداز میں کہا۔

”علی عمران — یہ کوں ہے ماسٹر۔“ — ڈاگی بھی جو ماسٹر

کو تباہ ہونے سے بچا لیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں پوئے پاکیشی کو کمبل تباہی سے بچا لیا تھا۔ اور صدر مملکت کے ذریعے اعلیٰ تین حکام بھی علی عمران کے اس کارناتے سے واقف ہو گئے تھے اور اعلیٰ حلقوں میں ہر جگہ ایکٹو اور علی عمران کی پے پناہ صلاحدائیوں کو واضح خراج تحسین ادا کیا جا رہا تھا۔ اور صدر مملکت نے تو یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ علی عمران کو پاکیشیا کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے اس کا ذکر سرسلطان سے کیا تو سرسلطان نے انہیں بتایا کہ علی عمران جس طبیعت کا آدمی ہے۔ وہ یہ اعزاز قبول کرنے سے انکار کر دے گا۔ لیکن صدر مملکت مُصر تھے کہ علی عمران کو اس اعزاز کو دھوپ کرنے پر رضامند کیا جائے۔ چنانچہ سرسلطان اس وجہ سے کئی بار بلیک زیر د کو فون کر چکے تھے۔ لیکن عمران کا کہیں پتہ نہ چل رہا تھا۔ اور بلیک زیر د نے وعدہ کیا تھا کہ جیسے ہی اس کا رابطہ عمران سے ہو گا۔ وہ اس کی بات سرسلطان سے کر لے گا۔

اس وقت بھی بلیک زیر د ان شہر کے آپریشن روم میں بیٹھا اس تباہی کی روپریش پڑھنے میں مصروف تھا۔ داشتہ منزل کو اس نے فوری طور پر کیمپو فلائج کر کے ان اندر ھادھند پہنچنے والے میزائلوں سے محفوظ کر لیا تھا۔ لیکن رانا مادہ س کی عمارت ان میزائلوں کی زد میں ۲ گئی تھی اور جوزف اور جوانا دونوں ہی زخمی ہو گئے تھے۔ اور بلیک زیر د نے انہیں سیکرٹ سروس کے خصوصی ہستال میں داخل کر دیا تھا۔ جہاں انہیاں نے تندی سے ان

الرٹ کمپ کے گریٹڈن نے پاکیشیا کے دار الحکومت چیزاتی خوف ناک تباہی مجادی تھی۔ بے شمار عمارتیں تباہ ہو گئیں۔ ہلاک ہونے والوں کی تعداد بھی سینکڑوں تک پہنچ گئی تھی۔ اور زخمیوں کا تو شمار بھی نہ تھا۔ پورے پاکیشیا میں سرکاری طور پر سوگ منانے جانے کا اعلان کیا گیا تھا۔ اور پاکیشیا کے تمام سائل اس قیامت سے متاثر ہونے والوں کی فوری بحالی پر لکھا دیتے گئے تھے۔ کوہاٹ کی حد تک تو یہ تباہی خوف ناک تھی لیکن اعلیٰ حکام جانتے تھے کہ یہ تباہی اس تباہی کا عشرہ عشرہ بھی نہیں ہے۔ جو — الرٹ کمپ کے گریٹڈن اور گریٹڈ تھری کی تباہی سے داقع ہوتی چوں تک گریٹڈن کی تباہی سے الرٹ کمپ کا درجہ حرارت انہیاں غیر معمولی ہو گیا تھا۔ صدر مملکت تک پورٹ پانچ چکی تھی۔ کہ ایک پڑ کے نمائندے علی عمران نے اپنی جان پر کھیل کر گریٹڈ تو اور گریٹڈ تھری

جب باہر روم سے باہر آیا تو پہلے کی نسبت خاص اخراجیں مگر بیا تھا لیکن اس کا ہمیشہ ہفتا مکر اتنا چہرہ اس وقت تا جوا تھا یوں مگر دلما تھا جیسے اس کے ذہن پر کوئی بہت بڑا بوجہ ہو۔

"یہ کافی یلحیجے۔ آپ بلے حد تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔" بلیک زید نے کافی کا کپ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکر یہ طاہر دراصل اس خوف ناک تباہی نے میرے ذہن پر انہتائی بُرما اثر ڈالا ہے کاش کسی طرح یہ تباہی رک جاتی۔"

عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور کافی کا کپ اٹھایا۔

"واقعی انہتائی ہونا ک تباہی ہوئی سے۔ لیکن اگر آپ ایسی جان پیکھیں کو گریڈ ٹو اور گریڈ تھری کو نہ پچا۔ لیستہ تو شاید پورا پاکشیا ہی فنا کے گھاٹ اتر جاتا۔" بلیک زید نے کہا۔

"وہ تو پھیک ہے۔ لیکن جو کچھ ہو گیا ہے ہمیں میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ یہ نے اس ماستر کو علاش کرنے کی بلے حد کو شش کی ہے۔ لیکن جھیل کے بعد اس کا اتہ پتہ معلوم نہیں ہو سکا۔ میرا بس نہیں چل رہا کہ کسی طرح اس ماستر کا جلد از جلد پتہ چل جائے۔ تاکہ میں اسے ملک کے سڑاروں اور لاکھوں بے گناہ افراد کا اس کیمنے اور گھٹیا بھرم سے انتقام لے سکوں۔"

عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"وہ آپ کے ہاتھوں سے بچ کر نہ جا سکے گا۔ اس بات کا بھئے یقین ہے۔" بلیک زید نے کہا۔

"اگر ایسا مجرم بھی میرے ہاتھوں سے بچ نکلتا ہے تو پھر مجھے

کا علاج کیا جا رہا تھا۔ اور اب ان دونوں کی حالت خطرے سے باہر نکلی۔ بلیک زید نے ممبر زکو کاں کے ان کی خیریت تھا اس کا ایک حصہ تباہ ہو گیا تھا۔ لیکن خاور کا فلیٹ محفوظ رہا تھا۔ بلیک زید بیٹھا سوچ رہا تھا کہ آخر عمران کہاں غائب ہو گیا ہے۔ اس سے رابطہ ہی نہ ہو رہا تھا کہ اچانک آپریشن روم میں مخصوص سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور بلیک زید نے آواز سنتے ہی چونک کر دیا اور پروشن ہو جانے والی سکرین کو دیکھا۔ اور ایک بار پھر چونک کہ دکھ سکرین پر آنے والے میں گیٹ سے باہر ایک فوجی کرنی کھڑا نظر آ رہا تھا۔ اس کی یونیفارم خاصی مسلی ہوئی تھی اور پرستان سانظر آتا تھا۔

"کون سے۔" بلیک زید نے میز کے کنارے پر لگا آواز پس کرتے ہوئے پوچھا۔

"گیٹ کھولو دلا پر میں عمران ہوں۔" کھرے میں عمران کی آواز گوئی اور بلیک زید نے چونک کر جلدی سے گیٹ کھونے والا ہن دبا دیا۔ اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی۔ اور پھر چند میون بعد عمران ڈیلے قدم اٹھاتا آپریشن روم میں داخل ہوا۔ اور سیدھا باقاعدہ دم کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زید اس کی حالت دیکھ چکا تھا۔ اس لئے جب تک عمران باقاعدہ روم سے باہر آتا۔ وہ اس کے لئے بلیک کافی کا ایک بڑا کپ تیار کر چکا تھا۔

عمران میک اپ صاف کر کے اور نہاد ھو کر عام بیاس پہنچے

سے نیادہ بہتر آدمی اور کوئی نہیں مل سکتا۔ وہ یا اس کا کوئی آدمی لازماً اُسے اپر دیچ کرے گا۔ — عمران نے تیز تیز بچھے یہیں کہا اور بلیک زیرہ نے سر بلاد دیا۔

”یہ معلوم کروں کیپشن نعمن کے متعلق۔“ — بلیک زیرہ نے کہا۔

”ٹان، چیف سیکورٹی ۲ فیسر سے معلوم کرو۔ یہ اس سے بات کوتا چاہتا ہوں۔“ — عمران نے سر بلاتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرہ نے فون کار سیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔ باری باری کمی نمبر ڈائل کرتے اور یو پچھے پچھے کرنے کے بعد وہ آخر کار کیپشن نعمن سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ چیف سیکورٹی ۲ فیسر نے ایکٹو کا نام سنتے ہی کیپشن نعمن کو فوری طور پر اپنے دفتر بلایا تھا۔

”یہ سر۔ — یہ کیپشن نعمن بول رہا ہوں۔“ — دوسرا رفت سے کیپشن نعمن کی قدرے ہی ہوئی آواز سنائی دی۔ ظاہر ہے ایکٹو کے متعلق اُسے بھی معلوم تھا کہ وہ کس قدر با اختیار آدمی سے۔ اور کیپشن نعمن کی آواز سنتے ہی عمران نے رسیور بلیک زیرہ کے ہاتھوں سے لے لیا۔

ہیلو کیپشن نعمن۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ الٹ کیمپ کے واقعے کے بعد آپ سے اس واقعے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے کسی غیر سرکاری آدمی نے تو اپر دیچ نہیں کیا۔“ — عمران نے ایکٹو کے بچھے یہیں دریافت کیا۔

خود کشی کر لینی چاہیئے۔ یہ اس کی نسلوں سے ایسا استقام لون گا کہ شاید ہی آج تک کسی کا انجام ایسا ہوا ہو۔ — عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”سر سلطان کا فون کسی بار آ جکا ہے۔ اعلیٰ حکام کو آپ کی بے مثال بہادری اور جرأت کا علم ہو چکا ہے اور صدر نمکلت مصروف ہیں۔ کہ آپ کو پاکیش کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے۔“ بلیک زیرہ نے کہا۔

”تمہیں معلوم تو ہے مجھے ان رسیمات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میرے لئے سب سے بڑا اعزاز اس کیمنے مجرم کی میرے ہاتھوں ہلاکت ہو گی۔ تم سر سلطان کو کہہ دینا کہ یہ اعزاز سیکورٹی کے کیپشن نعمن کو دے دیا جائے جس کی بروقت حاضر دماغی اور کارکردگی نے واقعی مجھے بے حد تاثر کیا ہے۔“ — عمران نے کہا۔ اور بات ختم کرتے کرتے وہ چوٹک پڑا۔

”اوہ۔ کیپشن نعمن سے بات ہو سکتی ہے۔ یقیناً اس ماہر کو علم ہو گیا ہو گا کہ الٹ کیمپ کے دو گردیاں پچ گئے ہیں۔ اور وہ اب اس بات کا کھوج لگائے گا۔ کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ کیونکہ اس کی منصوبہ بنی دی کے مطابق تو دونوں ٹانگم بجوں کے پھٹتے ہی رین میزائل کو مظلوبہ حمارت یقیناً مل جانی ہتی۔ جس سے پورا الٹ کیمپ تباہ ہو جاتا۔ یکن تباہی اس کے نقطہ نظر سے ادھوری ہوئی ہے۔ اس لئے وہ یقیناً اس بات کی کھوج لگانے کی کوشش کرے گا۔ اور میرے خیال میں اس کے لئے اُسے کیپشن نعمن

لیں کہ اصل پورٹر تھا۔ — عمران نے پوچھا۔

”ادھ نو سر۔ میں نے اس کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی“ ویسے سر اس کے ہاتھ میں جو نوٹ بک تھی اس نوٹ بک پر اس کا پتہ لکھا ہوا تھا، تھری ”فرالیونیو چارمنگ ہاؤس“ — کیپشن نعماں نے اب دیا۔

”اس کا حلیہ اور قد و قامت کی پوری تفصیل بتائیں“ — عمران نے پوچھا۔

اور جواب میں کیپشن نعماں نے حلیہ قد و قامت اور پوری تفصیلات بتا دیں۔

”تھیک پ یو۔ اب اگر یہ صحافی آپ کو اپر پرچ کرے تو آپ چیف سیکورٹی آفیسر کے ذریعے مجھے فزور اطلاع دیں۔ گڑ بانی“ عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔

”ایکریمین ٹائمز تو بہت مشہور اخبار ہے“ — بلیک زیر و نے سر بلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اخبار تو واقعی بے حد معروف ہے۔ لیکن مجھے نمائندہ جعلی

گلتا ہے جس قسم کا قد و قامت اور حلیہ کیپشن نعماں نے بتایا ہے۔

ایسا حلیہ اور قد و قامت اس جیسے مشہور اخبار کے کسی صحافی کا نہیں ہو سکتا۔ اس ناٹ پ کا آدمی شاید صفائت میں شاذ و نادر ہی ملے گا۔ بہر حال

ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔ — عمران نے سر بلاتے ہوئے جواب دیا اور انہیں اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

”یہ — پاکشیاگزٹ“ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری

”سے۔ ویسے چند صحافیوں نے مجھے اپر پرچ کیا ہے۔ اور اب یہی ان لوگوں کے نوں آرہے ہیں۔ کیونکہ سب کو یہ معلوم ہو چکا ہے۔ کہیں اس تمام واقع کا چشم دیدا گا اہ ہوں۔ لیکن سر اب اعلیٰ حکام نے مجھے کسی قسم کا بیان دینے سے روک دیا ہے۔ — کیپشن نعماں نے جواب دیا۔

”آپ اس سے پہلے کتنے صحافیوں کو تفصیلات بتا چکے ہیں“ عمران نے جو نوٹ کا ٹھٹھے ہوئے پوچھا۔

”کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ صرف تین صحافیوں کو میں نے بتایا۔“ اس کے بعد بندہ کردیتے ہیں۔ ان میں سے ایک غیر ملکی تھا باقی دو صحافی لوگی تھے۔ — کیپشن نعماں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”غیر ملکی کس اخبار سے متعلق تھا۔ اس کی پوری تفصیل بتاؤ“ عمران نے چونکہ کرو پوچھا۔

”ایکریمین ٹائمز کا نمائندہ تھا مسٹر جان ڈاگ اس کا نام تھا۔“ کیپشن نعماں نے جواب دیا۔

”وہ کب ملکا آپ سے۔ — عمران نے پوچھا۔

”جناب اس دا قے کے ذریعی بعد سب سے پہلے ملنے والا بھی ہی تھا۔ اور جناب وہ بے حد کا یاں آدمی تھا بڑا کریڈ کر ایک ایک بات پوچھ رہا تھا جناب۔ — کیپشن نعماں نے جواب دیا۔

”آپ نے اس کا کارڈ دیکھا تھا یا اس کے متعلق معلومات کی

Scanned & PDF Copy by RFI

کاں ہے۔ اور کیا ایکریمین ٹائمز والوں کو تم سے بڑا احمد نہ ملا تھا۔

الہا نے حیرت بھرے ہجھے میں کہا۔

”وہ تو تمہارا نام لے رہے تھے۔ لیکن میں نے ثابت کر دیا کہ تم ابھی اخباری لائن میں اتنے گھاگ نہیں ہوئے۔ اور یہ تم کیا کہہ سمجھے ہو۔ جان ڈاگ کو نہیں جانتے تم“۔ عمران نے کہا۔

”پو نام تمہیں کس نے بتایا ہے۔ ایکریمین ٹائمز کا ایک ہی تو نمائندہ ہے یہاں مارکٹی کائیز۔ یہ جان ڈاگ کا تو نام آج تک میں نے سننا ہی نہیں ہے۔“ — دوسری طرف سے اعجاز نے حیرت بھرے ہجھے میں کہا۔

”اور تم ابھی کہو گے کہ میں نے تقریباً فوراً یونیو چارمنگ ہاؤس کا نام بھی نہیں سن۔ جان ڈاگ کا دفتر وہیں ہے۔“ — عمران نے کہا۔

”چارمنگ ہاؤس میں دفتر۔“ — کیا تم پاگل خلنے سے تو نہیں بول رہے۔ چارمنگ ہاؤس تو ایک رہائشی پلازہ ہے۔ اور جہاں تک مجھے معاملہ ہے وہاں کسی اخبار کا کوئی دفتر نہیں ہے۔“

اعجاز نے جواب دیا۔

”ارے۔ پھر تو میرے ساتھ فراڈ ہو گیا۔ میں نے تو وہاں جا کر انٹرولو دیا۔ اب تم کہہ رہے ہو کہ وہاں دفتر ہی نہیں ہے۔“

عمران نے منہ بنتا تھے ہوئے کہا۔

”تم مجھے چکرہ بننے کی کوشش کرو رہے ہو۔ تمہارا اتنی مدت کے بعد مجھے فون کرنے کے پیچھے کوئی خاص مقصد ہو گا۔ کھل کر بات

طرف سے پوچھا گیا۔

”اعجاز صاحب سے بات کراؤ۔“ میں ان کا ایک دوست عمران بول رہا ہوں۔ — عمران نے سنجیدہ ہجھے میں کہا۔

”یہ سہ ہو۔“ — ہو لہ آن یکجھے۔ — دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر جنہیں ملکوں بعد میور سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”جی کوں صاحب ہیں۔ میں اعجاز بول رہا ہوں۔“ — بولنے والے کے ہجھے میں سپاٹ پن تھا۔

”کیا اس آپریٹر نے تمہیں میرا نام نہیں بتایا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص ہجھے میں کہا۔

”ادہ عمران تھ۔ دراصل مجھے آپریٹر کی بات پر یقین نہ آیا تھا۔ آج کیسے میں یاد آگیا۔“ — دوسری طرف سے اعجاز کی ہنسی ہوئی آداز سنائی دی۔

”میں نے سوچا کہ تمہیں خوشخبری سنادوں۔ اب میں بھی تمہارا پیشہ در بھائی بن گیا ہوں۔“ — عمران نے سنتے ہوئے کہا۔

”پیشہ در بھائی۔ کیا مطلب۔ کیا کسی اخبار میں نوکری کر لی ہے۔“

اعجاز کی حیرت بھری آداز سنائی دی۔

”ایسے دیسے اخبار کو تو میں گھاس بھی نہیں داتا۔ ایکریمین ٹائمز کا نمائندہ خصوصی مقرر ہوا ہوں۔ جان ڈاگ کی بجائے۔“ — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایکریمین ٹائمز کا نمائندہ۔ جان ڈاگ کی جگہ۔ کیا مطلب۔ یہ جان ڈاگ

کرو۔ ” — اعجاز نے نام اض سے بچے میں کہا۔
”بس۔ اتنا بتا دو کہ ایکریمین ٹائمز کے کتنے نمائندے یہاں
 موجود ہیں۔ ” — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” صرف ایک ہے۔ مارکتی کائیز۔ اور وہ بھی آج تک ایکریمیا گیا ہوا
 ہے۔ میرا بھرادرست ہے۔ زیادہ تو میرے پاس ہی بیٹھا رہتا
 ہے۔ ” — اعجاز نے جواب دیا۔

” اچھا۔ — اب اگر وہ ملے تو میرا سلام دے دیتا گدھ بانی۔ ”
عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سیور رکھ دیا۔
” اب تو یہ بات طے ہو گئی کہ یہ جان ڈاگ ایکریمین ٹائمز کا نمائندہ
نہیں تھا۔ البتہ یہ چار منگ ہاؤس والا کلمو اچھا ملا سے۔ یہ اپنے
فیکٹ پر جا رہا ہو۔ خاصا تحکم گیا ہو۔ کچھ دیر آمام کروں گا۔ تم
ہمہر زکو اس جان ڈاگ کی تلاش پر لکھا دو۔ مجھے یقین ہے کہ یہ شخص
لازماً ماسٹر کا نمائندہ ہو گا۔ ” — عمران نے کرسی سے اٹھتے
ہوئے کہا۔

اور بلیک زید نے سرہلا دیا۔
” وہ فیروز کی بات کی تھی کیپشن شکیل نے۔ مجھے اب یاد آیا
کہ اس کے بعد اس نے اس بارے میں کوتی پورٹ نہ دی۔
آپ کے ساتھ گیا تھا۔ کیا کہا تھا اس بارے میں۔ ”
بلیک زید نے اچاک پونک کر اس طرح پوچھا جیسے اُسے ابھی
اس بات کا خیال آیا ہو۔

” دھا سے ڈاچ دے گیا تھا۔ بہر حال اس وقت تو یہن ٹارگٹ



” ہونہے۔ — واپس آجائوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ
ماستر ناکام والپیش چلا جائے۔ ” — ماسٹر نے میز پر زور سے
کھکھ مارتے ہوئے کہا۔

” تو پھر آپ کا کیا پروگرام ہے۔ کیا آپ الٹ کیمپ پر دوبارہ
تمہلہ کریں گے۔ ” — سامنے بیٹھے ہوئے ڈاگ نے چرت
بھرے بچے میں کہا۔

” الٹ کیمپ پر تو اب جملہ ناممکن ہے۔ اس کے لئے تو لمبی
منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ اور اب تو وہ لوگ بے حد ہوشیار
ہو چکے ہیں۔ میرا مطلب اس علی عمران سے انتقام لینے کا ہے۔
ہس کی وجہ سے میرا مش پوری طرح کامیاب بھی نہیں ہو سکا۔ اور

تمہارے علاوہ گروپ کے سوارے افراد بھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ میں جب تک اس عمران کے انتقام نہ ہوں کیسے داہیں جاسکتے ہوں۔ — ماشر نے غصیلے انداز میں جواب دیا۔ اس کی آنکھیں بھوکے بھیڑیتے کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔

یعنی جب چیف بائس کہہ رہے ہیں کہ آپ داہیں آجایں آپ میرے خیال میں..... ڈاگی نے کچھ کہتا چاہا۔

”شف اپ۔ اب اگر تم نے مزید لفظ منہ سے نکالا تو کوئی یور سے چلنی کر دوں گا۔ میں خود چیف بائس ہوں۔ سمجھے چھٹی بائیں روکیاہ میں جیٹھا ہے۔ اسے کیا معلوم کہ میرے دل میں انتقام کا کتنا پڑا بل رہا ہے۔ اس نے تو یہی کہا ہے کہ گریڈ دن کی تباہی ہی ان کے مشن کے لئے بہت کافی ثابت ہوئی ہے۔

یعنی اس کے لئے کافی ہو سکتی ہے میرے لئے نہیں۔“ ماشر نے انتہائی غصیلے انداز میں چھتے ہوئے کہا۔ اور ڈاگی نے بنتے ہوئے انداز میں سر جھکایا۔

”جو حکم بائس میں ہر حکم کی تعییں کئے ہاظر ہوں۔“ ڈاگی نے سہئے ہوئے یعنی میں کہا۔

”سند۔ عمران تمہیں نہیں جانتا۔ اس لئے اب تم نے اس عمران کی نگرانی کرنی ہے تھم نے اس کے فلیٹ کی مکمل نگرانی کرنی ہے۔ پھر جیسے ہی بھٹے تمہاری طرف سے پورٹ ملے گی۔ کہ عمران فلیٹ میں پہنچ گیا۔ میں اس پر چڑھ دوڑوں گا۔ پوری طاقت سے۔“ — ماشر نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔

۔

”میں بائس۔ آپ مجھے اس عمران کا حلیہ اور اس کا فلیٹ نمبر ہوں۔“ — ماشر نے غصیلے انداز میں جواب دیا۔ اس کی آنکھیں بھوکے بھیڑیتے کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔“

”اگلے بڑے باعتماد ہجھی میں کہا۔“

”اوہ ہاں ڈاگی۔ مجھے تو خیال بھی نہ رہتا تھا کہ تم واقعی اس کام میں عالمی شہرت رکھتے ہو۔ لیکن وہ دنیا کا انتہائی کایاں آدمی ہے۔ یہ سوچ سے چلنی کر دوں گا۔ میں خود چیف بائس ہوں۔ سمجھے چھٹی بائیں روکیاہ میں جیٹھا ہے۔“

”آپ قلعی بے نظر ہیں بائس۔ آپ دیکھیں تو ہی کہ وہ کس طرح پکے وہاگے سے بندھا یہاں آتا ہے۔ دلے اگر آپ حکم دیں تو میں اُسے دیں قتل بھی کر سکتا ہوں۔“ ڈاگی نے کہا۔

”اوہ نہ۔ میں اُسے اپنے ہاتھوں سے ختم کرنا چاہتا ہوں۔ خود اپنے ہاتھوں سے۔ ٹھیک ہے۔ تم اُسے اغوا کر کے یہاں مت لے آؤ۔ اُسے پیش سنٹر پہنچا دو۔ اور پھر مجھے ریڈ کاشن دے دینا۔ میں خود ہی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ کیونکہ تمہارے یہاں لے جاتے ہیں یہ جگہ چھوڑ دوں گا۔“ — ماشر نے کہا۔

”وہ کیوں بائس۔“ — ڈاگی نے چونک کر پوچھا۔

”اس لئے کہ عمران اگر مرسیا اور راجر تک پہنچ چکا ہے تو ہو سکتے کہ یہ جگہ اس کے علم میں ہو۔ گورا جریا مرسیا اس جگہ سے واقف کہ عمران فلیٹ میں کوئی رک نہیں لینا چاہتا۔“ — ماشر نے کہا اور پھر اس نے عمران کے فلیٹ کا نمبر اور اس کا حلیہ وغیرہ اگلی کو تفصیل سے بتا دیا۔

بیک مردیں دیکھتے ہوتے اس نے ہاتھوں سے ماسک کو اس طرح سیٹ کیا کہ اس کے چہرے کے لقوش کیسہ بدل گئے۔ اب وہ کافی مقامی نوجوان لگ رہا تھا۔ اس نے ڈبل میک اپ اس لئے کریا تھا تاکہ سیمان کے اخوا سے پہلے کہیں عمران کی نظر اس پر نہ پڑ جائے اس طرح وہ یقیناً مشکوک ہو جاتا۔

ڈبل میک اپ کر کے اس نے کار کے شیشے آمادے۔ اور کار کو عمران کے فلیٹ کے سامنے واقع ایک سیفے کی طرف پڑھاتے لئے گیا۔ کار اس نے کیفے کے سامنے ود کی اور پھر نیچے اٹکر دہ کیفے کے ہال میں داخل ہو گیا۔ کیفے کے فرنٹ رخ پر تمام شیشے لگئے ہوئے تھے جن سے باہر کا منظر بالکل صاف نظر آتا تھا۔ کیفے کا ہال تقریباً غالی تھا۔ اس لئے ماسٹر کو ایسی سیٹ منتخب کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ جہاں سے وہ اٹھینا سے جیٹھ کر عمران کے فلیٹ کا بھرپور انداز میں جائیداد لے سکتا تھا۔ اس نے کوک مٹھائی اور آہستہ آہستہ اُسے پینے لگا۔

ابھی اُسے ہال بیٹھنے کھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اس نے فلیٹ کی سیٹ جیوں سے عمران کے باد پر جی سیمان کو اترتے دیکھا۔ وہ جو نک کر اُسے دیکھنے لگا۔ سیمان نیچے اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتا مسٹر پار کر کے اس طرف کو پڑھنے لگا۔ جدھر شاپنگ مارکیٹ تھی۔ سیمان کے ہاتھ میں ایک بڑا سائبیک تھا۔ اور ماسٹر سمجھ گیا کہ سیمان سامان کی خریداری کے لئے مارکیٹ جا رہا ہے۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکالا۔ اُسے بوتل کے نیچے رکھا اور خود تیز تیز قدم

"اد کے بس" — ڈاگی نے کہسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ماسٹر کے سر پلانے پر وہ مٹ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے دروازے سے باہر نکلتے ہی ماسٹر تیزی سے اٹھا۔ اور ملحفہ ڈریسٹر ردم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ہاتھوڑی دیر بعد جب دہ باہر آیا تو ایک بار پھر دہ عمران کے باد پر جی سیمان کے میک اپ ہی تھا۔ اس نے اپنے طور پر ایک مقابل سیکھ تیار کی تھی۔ کہ اگر ڈاگی ناکام ہو جائے تو پھر وہ اپنی سیکھ پر عمل کرے گا۔ اور وہ سیکھ یہ تھی کہ دہ عمران کے ملازم سیمان کو ختم کر کے اس کی جگہ خود لے لے گا اور اس کے بعد اس کے ہاتھ عمران کی گردن تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے گی۔ وہ پہلے ڈاگی کا کام دیکھنا چاہتا تھا۔ ڈاگی دا قعی اخوا کرنے کا ماہر تھا ایکن ماسٹر جانتا تھا کہ عمران کس شاپ کا آدمی ہے۔ اس نے اُسے ڈاگی کی کامیابی کی صرف فتنی پر سنت امید تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا گمراہ سے باہر نکلا۔ اور پھر جپہر محوں بعد وہ ایک سپورٹس کار میں بیٹھا تیزی سے عمران کے فلیٹ کی طرف پڑھا جا رہا تھا۔ اس نے کار پر جاپنچ کر ماسٹر نے کار ایک سائیکل پر روکی اس کے کھڑے شیشے چڑھاتے اور پھر اس نے کار کے ڈیش پورڈ سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا۔ اس باکس میں پتلے تملے ماسک موجود تھے۔ ماسٹر نے ان میں سے ایک ماسک سیکٹ کیا۔ جس کے ساتھ سیاہ رنگ کے لگنگھر پالے بالوں کی دگ یا ٹھج تھی۔ اس نے ماسک کو چہرے پر چڑھایا۔ دگ ایڈ جسٹ کی۔ اور پھر

"۵۵۔ تو ساتھہ والی سڑک پر ہے۔ ادھر تو نہیں ہے۔"

سیمان نے چومن کر جواب دیا۔
ساتھہ والی سڑک پر۔ مگر میں نے تو وہاں بھی تلاش کیا ہے۔ اودھ پر۔ کیا آپ میری رہنمائی کریں گے۔ ادھر میری کار کھڑی ہے۔
لیں ہیں آجاتے۔ آپ کی بے حد محبر بانی ہو گی۔" — ماسٹر نے
لکھیا تھے ہوئے بچے میں کہا۔

"لیکے ہے۔ آئیں۔" — سیمان نے رضا منہ ہوتے
ہے کہا۔ اور ماسٹر اُس سے لے کر کار کی طرف بڑھا آیا۔ اس نے
جلد ہی سے آگے بڑھ کر سائیڈ سینٹ کا دروازہ اس طرح کھول جیسے
سیمان با درچی کی بجائے کوئی اہم دھی۔ آئی۔ پی شخصیت ہو۔
اوہ سیمان چوڑا ہو کر سینٹ پر بیٹھ گیا۔ تھیلا اس نے اپنی ٹانگوں
کے آٹے رکھ لیا۔ ماسٹر کھوم کر دوسرا می طرف ڈرایو ناں سینٹ
پر بیٹھ گیا۔ اور اس نے دروازہ بند کر کے کار کو موڑا اور
آہستہ آہستہ آگے بڑھانے لگا۔

"ڈر جلد ہی چلیے۔ آپ کی کار تو نئی ناگ ہی ہے۔ یکن چل
یں گا ڈی کی طرح ہی ہے۔" — سیمان نے بڑا سامنہ بناتے
ہوئے کہا۔

"اس کا ریڈی ایٹر لیک ہو گیا ہے۔ اس لئے انجن گرم ہو گیا
ہے۔" — ماسٹر نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے ایک جھکے
سے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔

"اسے کیا ہوا۔" — سیمان نے چونک کر کہا۔

اٹھاتا کیف سے باہر نکلا۔ اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ سیمان اب
اس سڑک پر غائب ہو گیا لکھا جس کے اختتام پر مارکیٹ تھی۔ اس نے
کار مڑھی اور اسے آہستہ آہستہ چلاتا ہوا اس سڑک کی طرف بڑھ گیا۔
اس نے کار کی سائیڈ فرنٹ سینٹ کو اس طرح اپر اٹھا دیا جیسے
صندوق کا ڈھکن کھولتے ہیں اور پھر انہر سے ایک چھوٹی سی سیرے
گن باہر نکال کر سینٹ بند کر دی۔ یہ سپرے گن اتنی چھوٹی تھی کہ
اس کی تھیصلی میں آ جاتی تھی۔ اس نے سپرے گن جیب میں ڈالی اور
کار مارکیٹ کی سائیڈ پر روک کر اس کے پیشے چڑھا دیتے۔ اور پھر
دروازے لاک کئے بغیر وہ نچے اتر اور تیز تیز قدم اٹھاتا مارکیٹ
گی طرف بڑھ گیا۔ جلد ہی اُسے سیمان شاپنگ کرتا دکھائی دے
گیا۔ وہ مختلف دکانوں سے مختلف سامان خرید کر اپنے بیگ میں
ڈالے جا رہا تھا۔ ماسٹر خاموشی سے اُسے دیکھتا ہوا جب سیمان
کا بیگ بھر گیا تو سیمان داپسی کے لئے مٹا۔ مارکیٹ کے
یمن گیٹ تک وہ پہنچا کھا کہ ماسٹر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف
بڑھ گیا۔

"جب ایک منٹ" — ماسٹر نے پڑے نرم ہجے میں سیمان
کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔ اور سیمان ٹھھٹھا کر کل گیا وہ غور
سے ماسٹر کو دیکھ رہا تھا۔

"فلیٹ نمبر ۲۰۸ کہاں ہے جا ب۔ یہ نے تو بڑا تلاش کیا ہے۔
اگر آپ جانتے ہیں تو بتا دیجئے" — ماسٹر نے قد، رے
پیشان سے پہنچے میں کہا۔

کے یعنی پرانا تھا رکھا۔

"اسے ختم ہی کر دینا چاہیئے۔ خواہ مخواہ کی مصیبت" — ماسٹر نے بڑھ رہا تھا ہوئے کہا۔ اور جیب سے ایک چھوٹا سا پستول نکال لیا۔ جس کے آگے بڑا نقیض ساسائیفسر لگا ہوا تھا۔ اس نے پستول کا رخ سلیمان کی طرف کیا ہی تھا کہ یہ لخت کسی نے کار کے دروازے پر دستک دی۔ اور ماسٹر نے چونکہ کہ اپنی طرف سے باہر دیکھا۔ اس کا پستول دالا ہوا تھا تیزی سے داپس جیب میں چلا گیا تھا۔ کیونکہ باہر اسے ٹریفک سار جنت کھڑا نظر آ رہا تھا۔ ماسٹر نے جلد ہی سے شیشہ ٹھوڑا سا نیچے کیا۔ تاکہ ٹریفک سار جنت کو سلیمان کی صحیح پوزیشن نظر نہ آئے۔

"آپ نے کاد غلط پارک کی ہے۔ اسے آگے لے کر دائیں طرف کی پارکنگ میں روکئے" — ٹریفک سار جنت نے کخت بیجھے میں کہا۔

"اوہ — یہ آفیسر تھیں کیا یو" — ماسٹر نے جلد ہی سے کہا۔ اور پھر کار کو تیزی سے آگے بڑھا لے گیا۔ دائیں طرف داقتی ایک چھوٹی ٹسی آف سائیڈ پارکنگ بنی ہوئی تھی۔ جس میں چند کاریں موجود تھیں۔ ماسٹر نے سر ہلا تھے ہوئے کار پارکنگ کے قدرے ہٹ کر ایک کونے میں روکی۔ ابھی وہ کار روک ہی رہا تھا کہ اس نے پارکنگ بجائے کو تیزی سے اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔ تو وہ جلد ہی سے دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"ارے سلیمان صاحب آپ اور اس کاریں"

"کچھ نہیں۔ بس ذرا زیادہ گرم ہو گئی ہے۔ ابھی چند منٹ میں چل پڑے گی" — ماسٹر نے جیب میں ٹاٹھا ڈال کر چھوٹی سی پسرے گن کو متعصبی میں ایڈیجیٹ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر ہاتھ باہر نکال لیا۔

"یہ آپ کی ناک پر مکھی" — ماسٹر نے اچاک سپرے گن دالا ہوا تھا تیزی سے سلیمان کی ناک کی طرف بڑھایا اور ساتھ ہی متعصبی کو موڑ کر پریس کر دیا۔ سپرے گن سے نکلنے والی لے رنگ گیس سیدھی سلیمان کے نتفنوں کے اندر چڑھ گئی۔ سلیمان نے بے اختیار چھینکنے کی کوشش کی۔ اس کا انداز تو چھینکنے والا ضرور بنایکن جانے چھینک آئے کے اس کی ٹنکیں پھر ہوتی گیں اور جسم ڈھیلنا پڑ کر سیدٹ پر ہی ڈھیر ہو گیا۔

MASSTER NEE JALDE HII SE SHIISHA PHTHAA HATE. DROAZE LAEK KETE ADRA TAKHII SE SLIMAN KAR KEE JISM PHE MOJOD LABAS ANAM TAASHR DUR KER DIA. AS KEE TAKHAA ANTHAAMI TIEZI SE CHL DHE SE HEE. A SE ALMINA TAKHAK KHLER ڈSHISHOON KEE WJH SE BAHER HEE KEE KO KUCHH NAFRAT HAA KE GA. AS NE SLIMAN KALBAS ANARA. AOR PHER APNA LABAS ANARA KER DE SLIMAN KALBAS PHTHNE MEE MCSRDF ہو گیا. TAKHOOZI DIB BUDH FDE LABAS PHTHAA. PHER AS NE MASAK ANARA KER A SE DAAP ڈLISH BURD MEE RKHAA. AB DE SLIMAN KAR KEE MIK A P MEE TAKA. A PHTHNE LABAS MEE MOJOD PHTHORI TIEZIS AOR JED A SLHO AS NEE PHTHNE HEE NKAL LIA TAKA. AS KAR RDANI KEE AXTIATM PHTH AS NEE SIEDT PIR ڈHIER HOUYE SLIMAN

"امسے سلیمان کیا ہوا تھیں۔ کیا اب جویدن نے اٹا اثر کرنا شروع کر دیا ہے۔ کہ تم دروازہ بند کرنے ہی بھول گئے ہو۔"

دروازے سے عمران کی مخصوص چیکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آپ بند کر دیجیئے۔ میں مصروف ہوں۔" — ماشر نے باورچی خانے سے ہی سلیمان کے لیے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے وہی پستول نکالا اور باورچی غلنے کے دروازے کی اوٹ سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ تاکہ عمران اگر ادھر آتے تو وہ اچانک اس پر حملہ کر سکے۔

اجھا اب یہ کام بھی مجھے ہی کونا ہو گا۔ ٹھیک ہے چلتے بنالا وہ۔ یہ تھاری سزا ہے۔ — عمران کی آواز سنائی دی۔ اور پھر عمران کے قدموں کی آواز گیدھی میں سے ہوتی ہوئی آگے آتی سنائی دی۔ اور ماشر کا جسم مستعد ہو گیا۔ لیکن اُسی لمحے عمران کے قدموں کی آواز دراغب روم کی طرف بڑھ گئی۔

"میں تھیں ایسی چاکے پرواں گا کہ تم بھیشہ یاد رکھو گے۔" ماشر نے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور جلد ہی سے ایک طرف رکھی ایکوک کیتلی کی طرف بڑھ گیا۔ اُسی لمحے اُسے کال بیل بخنے کی آواز سنائی دی۔

"دیکھا سلیمان۔ کون آگیا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے بگ مجھے ڈھرپ کرنے کے انتظار میں رہتے ہیں۔" — عمران کی تیز آواز سنائی دی اور ماشر سر بلاتا ہوا باورچی غلنے سے نکلا۔ اور بسہنی دروانے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کی کنٹہ می کھولی تو سامنے کھڑے

پارکنگ بولے نے بڑے حیرت بھرے ہجے میں ماشر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں عمران صاحب کے ایک بھان کی کار بھتی۔ میں نے سوچا کہ سڑک کی نسبت یہاں زیادہ محفوظ رہے گی۔" — ماشر نے سلیمان کے لیے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے دروازہ بند کر کے اُسے لاک کر دیا۔

"ادھر آجھا۔ آپ بے فکر ہیں۔ میں اس کا خاص خیال رکھوں گا۔" لڑکے نے مسکراتے ہوئے کہا اور ماشر اس کا شکر پہ ادا کر کے تیزی سے واپس سڑک کی طرف بڑھ گی۔ پارکنگ بولے نے چاک سے کار پر ایک نشان لگایا اور پارکنگ میں داخل ہونے والی ایک اور کار کی طرف بڑھ گیا۔ ماشر مطمئن انماز میں سر بلاتا ہوا واپس فلیٹ کی طرف بڑھ گی۔ فلیٹ کی سیڑھیاں پڑھ کر وہ دروازے پر پہنچا تو دروازہ لاک نہ کھتا۔ البتہ اس کے پڑھتے ہوئے سلیمان نے شاید اُسے اس لئے لاک نہ کیا تھا کہ اس کا ارادہ خور ہی والی کا تھا۔ ماشر نے دروازے پر دبادڑا لما اور اسے کھول کر عمران کے قلیٹ میں داخل ہو گیا۔ چند لمحے وہ خاموشی سے کھڑا اندر سے آجھٹ لیتا رہا۔ لیکن اندر مکمل خاموشی تھی۔ چنانچہ اس نے مٹکر دروازہ بند کیا لیکن اُسے لاک نہ کیا۔ اور آگے بڑھ گیا۔ فلیٹ واقعی خالی پڑا ہوا تھا۔ پہلے تو ماشر پورے فلیٹ میں گھوم کر اس کا جائزہ لیتا رہا۔ اور پھر وہ باورچی خانے میں پہنچا ہی تھا کہ اُسے بسہنی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

ڈاگی کو دیکھ کر چونک پڑا۔ ڈاگی اصل شکل صورت میں تھا۔
” عمران صاحب میں ہے ۔ ۔ ۔ ڈاگی نے ماسٹر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
” ہاں۔ میں۔ ڈرائیور روم میں ۔ ۔ ۔ ماسٹر نے سر ہلاتے
ہوئے جواب دیا۔

” کون ہے سیلیمان ۔ ۔ ۔ عمران کی آواز سنائی دی۔
” کوئی صاحب ہیں۔ نام تو میں نے پوچھا نہیں ۔ ۔ ۔ ماسٹر
نے سیلیمان کی آواز اور پہچنے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
اور ڈاگی کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ ڈاگی سر ہلاتا ہوا تیزی سے
آگے بڑھ گیا اور ماسٹر کے بھوپلی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اب
صورت حال اس کے نزدیک نہ یادہ تسلی سمجھ ہو گئی تھی۔

عمران نے داش منزل سے نکل کر سیدھا اپنے فلیٹ پر
پہنچا۔ وہ داتھی خاصا تھکا ہوا تھا۔ ایک لمبے کے لئے اُسے خیال آیا
کہ وہ خود جا کر چار منگ ہاؤس میں اس جان ڈاگ کا پتہ کرے۔ لیکن
پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ پتہ جھلی ہو۔ اس لئے
اس نے یہ کام سیکرٹ سروس کے نمبر ان بیسی چھوڑ دیا۔ وہ دراصل
فلیٹ میں جا کر الہمینان سے اس ماسٹر کی تلاش نکلے کوئی مٹوس
منصوبہ بند می کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ جلد از جلد اُسے گھیرا جا سکے۔ کیونکہ
اُسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں ماسٹر مکان سے نکل نہ جائے لیکن اس
نے یہ فیصلہ بھی کر رکھا تھا کہ اگر ماسٹر نکل بھی گیا تو وہ اُسے پاتال مکان
نہ چھوڑے گا۔

فلیٹ میں پہنچ کر وہ ابھی ڈرائیور روم میں موجود آرام کر سکی پہ
لیٹا ہی تھا اور اس نے سیلیمان کو جائے کا آرڈر دیا تھا۔ اس کی

Scanned & PDF Copy by RF

کھولیں۔ اور دوسرے لمبے دھونک کے سیدھا ہو گیا۔ کینونکہ دروازے پر ہی آدمی جان ڈال کھڑا تھا۔ جس کا حلیہ اور قد و قامست کی تفہیل کیپٹن نہمان نے اُس سے بتائی تھی۔ اور جس کی تلاش کے لئے اس نے کٹ سروس کے ہمراں کی ڈیوٹی لکھائی تھی۔

صرف علی عمران نہیں۔ علی عمران ایکم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی
 (اکن) بڑی محنت کرنے پڑتی ہے تب یہ ڈگریاں ملتی ہیں۔ — عمران
 مسکرا تے ہو تے جواب دیا۔

"اده اچھا اچھا۔ سیر انام جان ڈاگ ہے۔ اور میں ایکر میں نہ مل سکتا۔ اپنی نہایت ہوں۔" جان ڈاگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھی ایسا ہائکٹہ مصلحت کے لئے بڑھا دیا۔

ایکرہ میں ٹائمز۔ اچھا اچھا وہ چھتر اخبار۔ لیکن آپ کا لباس تو
شاندار ہے چھتر نے اخبار کے روپوٹر کے جسم پر بھی تو چھترے
ہوئے چاہیئے، عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور یا تھہ
بڑھا کر بڑے پُر جوش اندازیں مصافحہ کیا۔ اور بیسے ہی عمران کا ٹاکہ
جان ڈاگ کے ٹاکہ میں آیا جان ڈاگ اچانک کسی لٹوکی طرح گھوما۔
اور پھر وہ یوں دھڑکام سے ایک صوفی پہنچ گیا۔ جیسے وہ کسی ترس
میں تماشہ دکھارتا ہو۔ اس کا کوت کندھوں سے اتک کر اس کے آدھے
پارہ ڈاں تک پہنچ گیا تھا۔ اور وہ اس طرح بے اب بیٹھا ہوا اپنیں جھپٹکا
لے لیا۔ اس سے یقین نہ آ رہا جو کہ اس کے ساتھ ایسا بھی ہو سکتا

"کی کیا کیا بے تم نے کی مطلب یہ کیا کیا بے

عادت لہتی کہ وہ جب بھی کوئی منصوبہ بندی کرنے لگتا تو آرام کرسی پر
لکھیں بند کر کے بیٹھ جاتا۔ اور چائے کی چکیاں لیتے لیتے منصوبہ
بندی تیار کر لیتا۔ لیکن اُسی لمحے کاں بیل کی آواز سننا دی۔ اور
غمہ ان جو تک پڑا۔

"دیکھنا سیمان کوں آگی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے لوگ مجھے
ڈسٹرپ کرنے کے انتظار میں رہتے ہیں" — عمران کا ہجہ خاصا
ناخوشگوار رہتا۔ اور ساتھ ہی اس نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔
"عمران صاحب ہیں" — دردازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ
ہی ایک اچھی سی آواز عمران کے کانوں میں پڑی۔
"میں۔ میں۔ دہائیگ روم ہیں" — سیمان کی آواز سنائی

”کوں ہے سیماں“ عمران نے اپنی آواز میں پوچھا۔
یکونکہ سیماں نے اپنی فطرت سے ہٹ کر آنے والے کو ٹریٹ
کیا تھا۔ اس لئے وہ پونکا تھا کہ ایسی کوں سی شخصیت ہو سکتی ہے
جس سے سیماں بھی مرعوب ہو گیا ہے۔ ورنہ اس کی توقعات نہیں
کہ وہ اپنے آدمیوں کو دنہاں سے واپس لوٹا دے سکتا تھا۔

”کوئی صاحب ہیں۔ نام تو میں نے پوچھا نہیں۔“ سلیمان کی آواز سنائی دی۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ اس سلیمان نے اپنی اصل ٹون میں بات کی تھی۔

"اپ کا نام علی عمران ہے۔" چند لمحوں بعد وہی اجنبی اواز دروازے پر سنائی دی اور عمران نے پوکٹ کر کاٹھیں

گا۔ اور پھر وہ خودی باقی ساری تفتیش کے گا۔ کیا خال ہے۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ٹسلی فون کی طرف پاٹھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک دروازے پر سیمان بخود ارجوا۔

"صاحب۔ یہ دیکھیں۔ یہ کیا ہے۔ یہ فرش پر پڑا تھا" — سیمان نے آگے بڑھ کر ایک چھوٹا سا کیپسول عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"فرش پر پڑا تھا" — عمران نے یہرت سے کیپسول کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور ابھی وہ عمران کے ہاتھ سے کیپسول لینے کے لئے ہاتھ بڑھا کر سیمان نے انگلیوں میں پکڑے ہوئے کیپسول کو لکھنوت دبا کر توڑ دیا کیپسول کے ٹوٹتے ہی عمران کا جسم ایک ٹکٹے سے یہی ہوا۔ اور ایک لمحے کے لئے لٹکھڑا نے کے بعد وہ صوفتے سے اس طرح نکل گیا جیسے اس کا جسم مفتوح ہو گیا ہو۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن چہرہ پتھر کا بن چکا تھا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ یہ ہے تھا ری اوقات" — اُسی لمحے سیمان کے حق سے زور دار فاتحہ تھی تھا۔ لیکن آواز اجتنبی تھی۔

"بب۔ بب۔ باب۔ آپ" — اُسی لمحے جان ڈاگ کی یہرت بھری آواز سنائی ہی کیونکہ سیمان کے میک اپ میں موجود ماسٹر نے اس بار بات اپنے اصل بچھیں کی تھی۔

"ہا۔ بچھے پہلے ہی لقین تھا کہ مران تھا رے بس کا روگ ہنس ہے اور میرا اندازہ درست نکلا اگر میں اس کے باورچی کے میک اپ میں یہاں موجود نہ ہوتا تو یہ لقینا تھا رے ذیلے آسانی سے بچھے پنچ سکتا تھا" — ماسٹر نے تلخ بچھے میں کہا۔

"بب۔ بب۔ باب۔ یہ میرے تصور سے بھی زیادہ ہو شیار آدمی شابت ہوا

جان ڈاگ کی یہرت اور پریشانی سے پُر آواز سنائی دی۔

"تم جو کچھ میرے ساتھ کرنا چاہتے ہیں تھے مسٹر جان ڈاگ۔ بس میں نے وہی کچھ تمہارے ساتھ کر دیا۔ تم مجھے بے بس کرنا چاہتے ہیں تھے نا۔ اب تم بتا دے گے کہ تمہارا باس ماسٹر کہاں ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون ماسٹر" — تم ایک صحافی کے ساتھ غلط سلوک کر رہے ہو" — جان ڈاگ نے بھرے ہوئے ہیجے میں کہا۔

"سنو مسٹر جان ڈاگ۔ تم نے کیپیشن نھماں سے مل کر الٹ کیمپ کے پورے واقعات کی تفصیل معلوم کی۔ اور تم نے وہاں اپنے آپ کو ایکریمین ٹائمز کا نمائندہ بتایا۔ یکن تم شاید نہیں جانتے کہ ایکریمین ٹائمز خاصاً معروف اخبار ہے۔ اس لئے اس کے اصل نمائندے کا با آسانی پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ اور وہاں کی معلوم ہو گیا کہ ایکریمین ٹائمز کے کسی نمائندے کے کا نام جان ڈاگ نہیں ہے۔ کیپیشن نھماں سے تمہارا حلیہ بھی معلوم ہو گیا۔ اور شاید تمہاری رہائشگاہ چار منٹ ہاؤس ہی۔ لیکن شاید ہماری قسمت کچھ زیادہ ہی زور دی پر ہے۔ کہ تم اُسی عظیموں اور اُسی نام سے خود حیل کر یہاں آگئے" —

مران کا ہجھے یاں لخت بے حد سمجھید ہ ہو گیا۔

"یہ سب غلط ہے۔ یہ نمائندہ ہوں ایکریمین ٹائمز کا" —

جان ڈاگ نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"اد۔ کے" — یہ انیشلی جنس کے پیزٹنڈٹ فیاض کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ صحافیوں کا بڑا مذاق ہے۔ وہ تھیں یہاں سے بے جلتے

Scanned & PDF Copy by RFI

"یہ نے عبرت ناک موت کہا ہے تو یعنی رکھو عمران سماں تھاری موت
عبرت ناک ہی ہوگی۔ یہ سماں آسان موت نہیں مار دیں گا"

ماستر نے دیوال اور جیب میں ڈالا اور پھر اس نے جیب سے ایک
تیز دھار خنجر نکالا اور آہستہ آہستہ صوفے پر بیٹھے عمران کی طرف بڑھنے
لگا۔ اس کی تیز اور گھورتی ہوئی نظریں عمران پر جسمی ہوئی یعنی یقین۔ اس
نے پیر مارکر درمیان میں موجود تپانی ایک طرف اڑادی۔ اور خنجر
لہراتا ہوا عین عمران کے سامنے جا کر رک گیا۔ ایک لمحہ کے لئے
وہ بڑے قابل نفرت انداز میں عمران کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے ہونٹ
پہنچ گئے۔ آنکھوں سے سفا کی اور انہتائی سرد مہری جھفلکنے لگی۔ اور
ساتھ ہی اس کا خنجر والا ہاتھ اور پیارہ اکھا۔ عمران بڑی یہے بسی کے عالم
میں مخلوق حالت یہیں اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ ادنیطاہر ہے۔
ماستر کا ہاتھ روکنے والا کوئی نہ تھا۔

ہے۔ — جان ڈاگ نے قد رے شرمندہ سے بچے میں کہا۔
ہو نہیں۔ — تم ناکام رہے ہو۔ اور تم جانتے ہو کہ میرے نزدیک
ناکامی کتنا یہاں جرم ہے۔ اب عمران سے تو یہ خود بہنٹ لے گا۔ یہ تو کم از کم
چار گھنٹوں تک درست نہیں ہو سکتا۔ اور میں نے با درچی خانے میں بڑی تیز
پھر یاں دیکھ لیں۔ میں یہاں اطمینان سے اس کے جسم کی ایک ایک
بوئی یہودہ کروں گا۔ یکن تم چھپتی کر د۔ — ماستر نے انہتائی تلح ہجے
تھے کہ جان ڈاگ کچھ کہتا ماستر کے ہاتھ میں موجود سائلنسر لگئے
ریوالز سے شعلہ تکلا اور جان ڈاگ پیچ کر دیں صوفے پر سی گرگیا اسے
ترپنے کی بھی مہلت نہ ملی۔ کیونکہ گولی نے اس کی آدھی کھوڑی اڑادی بھی۔
ہو نہیں۔ — ناکام آدمی۔ — ماستر نے نفرت آمیز بچے میں
کہا۔ اور پھر دیوال اور ہاتھ میں کپڑے سامنے بیٹھے ہوئے عمران
کی طرف گھوم گیا۔

"اپنی طرح دیکھ لو مجھے۔ میرا نام ماستر ہے۔ کاش تم اس وقت
زید کیسپ یہیں آ جاتے جب میں وہاں موجود تھا۔ تو یہ سماں تھار اخاتھے
دیں کرہتا اس طرح تم المرٹ کیسپ کے باقی دو گریڈ نہ بچا سکتے۔
یکن تم نے میرے مشن کو مکمل طور پر پورا ہونے سے روک کر
قابل معافی جرم کیا ہے۔ اس لئے یہ سماں تھاری موت بن کر یہاں آیا
ہوں۔ یقینی اور عبرت ناک ہوت۔" — ماستر نے داشت پیش کے
انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ عمران اُسی طرح پر حصہ و حرکت
بیٹھا ہوا تھا۔ وہ پلکیں بھی نہ جھپکا رہیا تھیں۔

زور دار پرچم نکلی۔ اور وہ ایک چھٹکے سے چھپھے ہٹا۔
”کیا ہوا“ کار کے ڈرائیور نے حیرت بھرے انداز

پوچھا۔

”اندر ایک آدمی بے ہوش پڑا ہے۔ سیمان صاحب جیں لیکن وہ تو میرے سامنے نکل کر گئے ہیں۔“ پارکنگ بوائے نے اس انداز میں پھینتے ہوتے کہا۔ جیسے اُسے خود اپنی بات پر لقین نہ آ رہا ہو۔

”گک ۔۔۔ گک ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے ہیں ہو“
کار کے ڈرائیور نے چونک کر کہا۔ اور جلدی سے کار کا دروازہ کھول کر پنجے اتر آیا۔

”دیہو دیکھو یہ آدمی۔ اسے ہاں۔ یہ تو سیمان صاحب ہی ہیں لیکن“ پارکنگ بوائے نے دوبارہ شیشے سے آنکھیں چپکاتے ہوئے کہا۔ اور دوسرا سری کار کا ڈرائیور بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا۔ اور اس نے بھی شیشے سے آنکھیں لگادیں۔

”ادھ واقعی۔ کھٹہر ویسے پاس ماسٹر کی ہے۔ جس اس لاک کو کھولنے کی کوشش کرتا ہوں“ ڈرائیور نے کہا اور جو تھیں پکڑی ہوئی چابوں کے رنگ سے اس نے ایک چابی انگلیوں کی مدد سے عیجده کی اور اس کی مدد سے کار کا ڈور لاک کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ اور پھر چند لمحوں کی کوششوں کے بعد بلکے سے کھٹکے کی آداز سنائی دی۔ اور ڈرائیور نے جلدی سے دروازے کا ہینڈل کھینچا تو دروازہ کھل گیا۔ اندر شہید گرمی کی وجہ

”ھٹاؤ اس کار کو۔ اس نے تو ادھ کا سارا داستہ ہی روک لیا ہے۔“ پارکنگ میں داخل ہونے والی کار کے ڈرائیور نے سر باہر نکلتے ہوئے پارکنگ بوائے سے مناطق ہو کر کہا۔

”ادھ۔ ہاں جتاب۔ آجاتفاق سے کامیں زیادہ آگئی ہیں۔ ورنہ یہں پہلے ہی سیمان کو کہہ کے اسے کونے میں پارک کر داتا۔ کھٹہر یئے یہں دیکھتا ہوں شاید چابی اگنیشن کے اندر ہو۔“ پارکنگ بوائے نے سہلاتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے اس کار کی طرف بڑھا ہے عمران کا بادر جی سلیمان پارک کر کے گیا تھا۔ کام کے شیشے کلڑا لئے۔ اس لئے باہر سے انہوں نے دیکھا جا سکت تھا۔ لیکن پارکنگ بوائے نے شیشے کے ساتھ آنکھیں لگادیں۔ اور گھوڑ کر اندر رجھا نکلنے لگا۔ دوسرا سے لئے اس کے حلق سے ایک

ڈرائیور سید پرپٹا ہوا بس اٹھایا اور اُسے جلدی جلدی پارکنگ بوائے کھانے لگا۔

”یہ کار تو ہشادیں راستے میں موجود ہے۔“ دوسری کار کے ڈرائیور نے اب اکتائے ہوتے ہجے میں کہا۔

”تم خود اسے ہشادو۔“ سیمان نے کہا۔ اور جلدی سے کار میں پڑا ہوا اپنا تھیلا اٹھا کر وہ اپنے فلیٹ کی طرف بھاگ پڑا۔ پارکنگ بوائے اور اس ڈرائیور نے شاید کچھ کہا تھا۔ لیکن سیمان نے ان کی ایک نہ سنی۔ اور تیرزی سے بھاگتا ہوا وہ

سائیڈ روڈ سے یعنی روڈ پر آیا۔ جہاں اس کا فلیٹ تھا۔ اور چند ملوؤں بعد وہ اپنے فلیٹ کی سیڑھیوں تک پہنچ گیا۔ اب وہ پوری طرح محتاط ہو گیا تھا۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ نقلي سیمان لازماً فلیٹ کے اندر موجود ہو گا۔ وہ احتیاط سے سیڑھیاں چھٹا ہوا اور پر دروانے تک پہنچ گیا۔ دروازے کی درمیانی جھری ڈرائی کھلی ہوئی تھی۔ اس

کا مطلب تھا کہ دروازہ اندر سے بند نہ تھا۔ سیمان نے آہستہ سے دروازے کو دبایا تو دروازے کے پیٹ بے آواز انداز میں کھلتے گئے۔ اُسے ڈرائیک روم سے کسی کے جیسے کرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ انہر داخل ہو کر بیکی طرح دبے پاؤں راہداری کی دیوار کے ساتھ چھپ کر چلتا ہوا ڈرائیک روم کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ دروازے تک پہنچا تھا کہ ڈرائیک روم سے اُسے ایک انسانی پیچ سندھی دی۔ پھر تو سیمان یہ پیچ سُن کرے اختیار اچھلا لیکن دوسرے لمحے اُس نے

سے سیمان کا پورا جسم پیٹنے میں ڈوبا ہوا نظر آ رہا تھا۔ ڈرائیور اور پارکنگ بوائے دونوں نے بے اختیار سیمان کو گھنگھوڑنا شروع کر دیا۔ اور چند ملوؤں بعد ہی سیمان نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے بسم پور صرف ایک زیر جامہ اور بفیان کھی۔ باقی لباس موجود نہ تھا۔ البتہ ایک لباس ڈرائیونگ سید پرپٹا ہوا تھا۔

”سیمان صاحب سیمان صاحب۔ ہوش میں آئیں۔“ پارکنگ بوائے نے چھختے ہوئے کہا۔

لکھ لکھ گک کیا ہوا۔ اسے یہ کیا ہوا۔ میرا بس“ سیمان نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے ہجے میں کہا۔

”وہ آپ تو کار پر ہیاں پارک کر کے پڑے گئے تھے۔ پھر اندر اور اس طرح بے لباس حالت میں۔“ پارکنگ بوائے نے حیرت بھرے ہجے میں کہا۔ اُسے شاید اب تک سمجھ نہ ہی تھی کہ یہ کیا چکر چل گیا ہے۔

”یہ کار پارک کر کے گیا تھا۔ اور دھوکہ۔ بہت بڑا دھوکہ۔“ سیمان اچھل کر کار سے باہر نکل آیا۔

”کیسا دھوکہ سیمان صاحب۔ کیا ہوا۔“ پارکنگ بوائے نے حیرت بھرے ہجے میں کہا۔ دوسری کار کا ڈرائیور خاموش کھڑا تھا۔

”وہ میرا بس آتا کر گیا ہے۔ اور تم کہہ رہے ہو کہ وہ میں تھا تو یقیناً اس نے میرا میک اپ بھی کیا ہو گا۔ اور اور تو یہ چکر ہے۔“ سیمان کو اب پوری بات سمجھ میں آگئی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر

آگے بڑھ کر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اُس سے پوری طرح اٹھا دیا۔ اور اس آدمی کا جسم ایک دھماکے سے پشت کے بل کھپلی دیوار سے ٹکرایا اور پھر وہ لہر کر سائیڈ میں فرش پر گر گیا۔ لیکن دوسرا لمحہ سلیمان کے لئے انتہائی سخت ثابت ہوا کیونکہ یچھے گرتے ہی وہ آدمی کسی سینگ کی طرح اچھلا اور اس کا جسم کسی گیند کی طرح اچھل کر سلیمان کے پینے سے ٹکرایا اور سلیمان الٹ کر اس صوفے پر جا گرا۔ جس پر آدمی کھوپڑی دالی لاش پڑی تھی۔ ہو ہمہ تو تم ہوش میں بھی آگئے اور یہاں بھی پہنچ گئے۔

سلیمان کو ٹکرمار نے دالے نے بذریانی انداز میں چھنتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھی وہ اچھلا اور گرے ہوتے صوفے کو پھلانگتا ہوا وہ صوفے پر گرتے ہوئے سلیمان کے سر پر جا ہنجا۔ اس نے تیزی سے جب سے وہ سائیلنسر لگا ریوا اور نکالنے کی کوشش کی۔ کیونکہ خبر اس کے ہاتھوں سے گر چکا تھا۔ لیکن اب سلیمان بھی سنبھل گیا تھا۔ اس نے یچھے گرتے ہی سلیمان نے چرت انگریز عقلمند ہی اور ہمارت کا منظاہرہ کرتے ہوئے بجائے اچھل کر سیدھا کھڑا ہونے کی بجائے وہ تیزی سے یچھے کی طرف پھسلا اور اس کی دونوں ٹانگیں ماسٹر کی پنڈیوں پر پورے زدرے سے پڑیں۔ اور ماسٹر بے اختیار رکھ رکھا کر یچھے کو سہٹا ہی تھا کہ سلیمان نے اچھل کر اس کی ناف میں ٹکرماری۔ لیکن اس کے ساتھی اس کے اپنے حلق سے زور دار پیچ نکل گئی کیونکہ ماسٹر نے یچھے رکھ رکھ کے ہوئے انتہائی برق رفتاری سے کہ جھکے ہوئے سلیمان کی کپٹی

نے اپنے آپ کو سنبھال لیا کیونکہ چھنے دالے کی آواز بھی اجنبی تھی۔ دروازے کے قریب پہنچ کر دہ رک گیا۔ میں نے عبرت ناک موت کہا ہے۔ تو ایقین رکھو عمران تمہاری موت عبرت ناک ہی ہوگی۔ میں تمہیں آسان موت نہ مار دیں گا۔ ایک غرماقی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سننے ہی سلیمان پہچان گیا کہ یہ اُسی آدمی کی آواز ہے۔ جس نے اس سے فلیٹ کا پتہ پوچھا تھا۔ اور پھر اس سے کار میں بے ہوش کر کے یہاں آگئیا تھا۔ سلیمان آہستہ سے بڑھا۔ اور اس نے مر آگے کر کے ڈرائیور دم میں جھاٹکا۔ دوسرا بے ہوش کے دھونک پڑا۔ کیونکہ سامنے صوفے پر عمران سپھر کا بت بننا ہوا بیٹھا تھا۔ اور ایک آدمی جس نے اس کا بس پہنچا ہوا تھا میں خمراٹھائے آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سائیڈ صوفے پر ایک آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ جس کی آدمی کھوپڑی غائب ہو چکی تھی۔ اس خبر بردار آدمی کی سلیمان کی طرف پشت تھی۔ اس نے سلیمان جلدی سے آگے بڑھا۔ اُسی لمحے اس آدمی کا نجمر والا پاتھ اور پرکش کو اٹھا ہی تھا کہ سلیمان کا پاتھ اس سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور اس کے پاتھ میں موجود بیگ اٹھتا ہوا ایک دھماکے سے اس آدمی کی کھوپڑی سے ٹکرایا۔ اور وہ آدمی اچانک ضرب کہا کر چھنیا ہوا اچھلا اور منہ کے بل صوفے پر بیٹھے عمران کے اوپر جا گرا۔ اور زور دار جھٹکے سے وہ صوفے کو عمران سمیت اٹھاتا ہوا یچھے جا گرا۔ اس کی ٹانگیں اوپر کو اٹھنی بوجی بھیں اور دھڑنے کے کھانا کے سلیمان نے بجلی کی سی تیزی سے

”یہ تھیں پس کر کرکے دل گا۔“ ماسٹر نے اچھل کر زور دار آنکھی جھکایتے ہوئے غرا کہ کہا۔ لیکن اُسی لمحے سیمان کا باہتھے ایک سائید پریٹے ہوئے خیز کے دستے سے مکرا یا اور سیمان کو معلوم ہی نہ ہوا کہ کیا ہوا۔ بس اُسے اپنا پھر کتا ہوا باہتھے حرکت میں آتا محسوس ہوا اور اس کے ساتھ ہی ماسٹر کے حلق سے کربنک چین نکلی اور وہ الٹ کر چھپے گرا۔ سیمان نے پوری وقت سے خیز اس کی پسیوں میں اور دیا تھا۔

ماسٹر کے نیچے گرتے ہی سیمان کا جسم ایک جھکے سے سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے اس کا باہتھے ایک بار پھر چھپے کو بہت کر سیدھا ہوا اور اس نے خیز پر گرفت نہ چھوڑی تھی۔ خیز نیچے اس بار خیز الٹ کر چھپے گرتے ہوئے ماسٹر کی گودن میں دستے تک گھس گیا۔ اور ماسٹر کا جسم پافی سے نکلنے والی میکلی کی طرح تڑپنے لگا اور دادا نگ ردم اس کے حلق سے نکلنے والی کربنک چین سے گوئی اٹھا۔

سیمان کا جسم چند لمحے تک تو بے حس و حرکت پڑا بلہ پھر اچھل کو سیدھا ہوا اور ایک جھکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ماسٹر ابھی تک قالین پر پڑا توپ رہا تھا۔ وہ ایک باہتھے سے گودن سے خیز باہر کیعنی کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس کا چہرہ منیخ ہو گیا تھا اور آنکھیں تیزی سے بے نور ہوتی جا رہی تھیں۔

سیمان کی اپنی حالت بے حد خراب تھی۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا ذہن اور جسم اس کے کنٹرول میں نہ رہا ہو۔ اور پھر دو پا گھوٹ کے سے انماز میں جھکا اور اس نے ایک جھکے سے ماسٹر

پر جیڑ دیا تھا۔ اور ماسٹر اور سیمان دونوں ہی ضرب کھا کر اکٹھے ہی نیچے فرش پر بچھے ہوئے تھا لیکن پر گرے۔ اور پھر ماسٹر نے پھل کی اور اچھل کر دہ سیمان کے اور سوار ہو گیا۔ ساتھ ہی اس نے گھٹنے کی زور دار ضرب سیمان کی پسیوں میں ماری۔ ایک لمحے کے لئے تو سیمان کو یوں محسوس ہوا ہیے اس کا سانس یہنے میں ہی انکھ گیا ہو۔ لیکن دوسرے لمحے اس کی پھلی ہونی ٹھا گئیں تیزی سے سہیں۔ اور ماسٹر پیچھا ہوا سائید پر الٹ گی۔ سیمان نے قوس کی صورت میں ٹھا گئیں گھٹ کر اس کے پہلو میں مار دی تھیں۔ اور پھر ان دونوں کے درمیان دہیں فرشی پر ہی خوف ناک جنگ چھڑ گئی۔ لیکن اس جنگ میں ماسٹر کا پہلے بہر حال بھاری تھا۔ سیمان نے ماسٹر کو قابو میں کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن ماسٹر لڑائی بھرا ہی کے فن میں سیمان سے کہیں 2 گے تھا۔ اس سے چند محوں کی الٹ پھر کے بعد وہ سیمان کو بے بن کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے سیمان کی دونوں ہنگلیں اس کے چہرے کی طرف موڑ کر اپنے جسم کا پورا دیباڈا ان پر ڈال دیا اور سیمان کے حلق سے اس قدر زور دا پیچھیں نکلنے لگیں۔ جیسے اس کی دو ج اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ کر نکل رہی ہو۔ اس کی پیٹھ کی ہٹھی پر اس قدر دباؤ آ گیا تھا کہ اُسے یقین ہو گیا تھا کہ ایک لمحے بعد اس کی ریڑھ کی ہٹھی کی جگہوں سے ٹوٹ جائے گی۔ فرش پر چھلے ہوئے اس کے باہتھے اس طرح شیر ہے میر ہے انداز میں گھومنے لگے جیسے اس کے بازوؤں میں کسی نے طاقت و رکنٹ چھوڑ دیا ہو۔

"یہ یہ مجھے کار میں بند کر کے آگیا تھا۔" سلیمان نے علیحدہ ہستے ہوئے قابلِ نفرت انداز میں فرش پر پڑی ماسٹر کی لاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کی گردن کے ساتھ ساتھ اس کا سینہ بھی خبردوں سے چھلنی ہو چکا تھا۔

"یہ بہت بڑا مجرم تھا۔ قومی محروم۔ دارالحکومت پر لائی ہوئی یہ خوف ناک تباہی اس کی وجہ سے آئی تھی۔ اور میں نے اس سے عبرت ناک انتقام لینے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن شاید قدرت نے یہ انتقام تھا۔ میں مقدر کر دیا تھا۔ اور جس طرح تم نے اس کی لاش پر خبر چلائے ہیں شاید میں ایسا نہ کر سکتا۔ بہر حال مبارک ہو۔ تم نے آج اتنا بڑا کارنامہ سے انجام دیا ہے کہ پورا پاکیشیا تھا رامنون گا۔" عمران نے جذباتی ہبھے میں کہا۔

"اچھا۔ اتنا بڑا مجرم تھا۔ اودہ۔ مجھے کیا معلوم تھا۔ میں تو بس....." سلیمان کی آنکھیں عمران کی بات سن کر خوف سے پسلنے لگیں۔ اس کی حالت بتا رہی تھی کہ اگر اُسے پہلے معلوم ہو جاتا کہ دو بیس سے لڑ رہا ہے وہ اتنا بڑا مجرم ہے تو شاید سلیمان خوف سے بے ہوش ہو جائے۔

"اے ہی قدرت کا انصاف کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو ماسٹر کہلانے والا ایک باورچی کے ہاتھوں ذیل ہو کو مر۔ بہر حال آج سے تمہاری تجوہ اہ دبل۔" عمران نے مسکرا کر سلیمان کا کندھا تھیک کیتے ہوئے کہا۔

"یعنی آدمی مارنے پر تجوہ اہ دبل ہوتی ہے۔ اودہ۔ آج پہنچ چل گیا۔"

کی گردن میں گھس ہوا خجھ باہر کھینچ یا۔ قالین پر ہر طرف خون کے دھنسے چکنے لگے تھے۔ خجھ باہر کھینچیے ہی سلیمان ایک بار پھر جھکا۔ اور پھر اس کا ہاتھ بالکل اس انداز میں چلنے لگا جیسے وہ گوشت کا قیمه بنارہ ہو۔ وہ پاگلوں کے سے انداز میں مسلسل خجھ ماسٹر کے سینے میں مارتا جا رہا تھا۔ ماسٹر کا جسم ساکت ہو چکا تھا لیکن سلیمان کا ہاتھ، کتنے میں بھی نہ آ رہا تھا۔

"ادے۔ اب بس بھی کرو۔ کیا داتی قیمه بنائے کر چھوڑو گے۔" اپنا تھا عمران کی آداز سنناتی دھی اور عمران کی آداز سن کر سلیمان کا ہاتھ اس طرح رکا جیسے چابی بھرے کھلونے کی چابی ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ فرش پر دھڑام سے بیٹھا اور زور سے مانپنے لگا۔ اس طرح جیسے کسی میل سے مسلسل دوڑتا ہوا آ رہا ہو۔

"آج تم نے داتی کامہ کھایا ہے سلیمان۔ درنہ آج داتی میں ہے اس ہو چکا تھا۔" عمران نے جواب سیدھا کھڑا ہو چکا تھا آگے پڑھ کر سلیمان کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور دوسرا سے لمحے اُسے سینے سے نگایا۔

"آپ۔ آپ تو پھر ہی چکے تھے۔" سلیمان نے مانپنے ہوئے کہا۔

"ماں۔ مقلوچ کر دینے والی گیس نے داتی مجھے پھر بنا دیا تھا۔ لیکن سر کے بل اٹھا پڑے رہنے کی وجہ سے دران خون ذہن کی طرف ہو گیا۔ اس طرح میں خود بخود شیک ہو گیا۔" عمران نے مکلتے ہوئے کہا۔

گل گل کیا کہہ رہے ہیں آپ سلیمان یعنی
کہ..... دوسری طرف سے بلیک زیرد کی جگہ طرح
بکھاری ہوئی آواز سنائی دی۔
”ہاں۔ میں درست کہہ رہا ہوں“ — عمران نے اُسی طرح
آپ دیا۔

”اوہ اوہ دیرمی سیدہ۔ کیا الٹ کیمپ کے میزائلوں کی
وجہ سے۔ اوہ دیرمی سیدہ“ — بلیک زیرد کی غم سے ڈھال
آواز سنائی دی۔ اس کا اچھا بتارہ تھا کہ اُسے سلیمان کی موت کی
خبر سن کر شدید صدمہ یعنی ہے۔
”الٹ کیمپ کے میزائلوں سے نہیں بلکہ ان میزائلوں کے انتقام
کی وجہ سے۔ اور یہ بھی سن لو کہ اُسے مارنے والا بھی سلیمان ہی
ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ سلیمان مر گیا اور اُسے
مارنے والا بھی سلیمان ہے۔“ — بلیک زیرد نے جگہ طرح الجھے
ہوئے لیجھے میں کہا۔ اور عمران نے ہنسنے ہوئے اُسے سامے
داتھات تفصیل سے بتادیئے۔
”اوہ۔ خدا کی پناہ۔ آپ نے تو سلیمان کی ہوت کی خبر شاکر
ہیں۔ ہر شش اڑاد یئے۔ اس کیس کا ہیرد تو سلیمان ثابت ہوا۔
دیرمی گد۔ وندھرفل۔“ — بلیک زیرد نے اس بار اطمینان کی
طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
”میں نے ماسٹر سے انتقام لیتے پہ اس کی تنخواہ ڈبل کر دی۔ تو وہ

اب آپ دیکھیں کہ میں کیا کرتا ہوں۔ اب میں چائے بنانے میں
وقت ضائع کرنے کی بجائے آدمی بھی مارا کروں گا۔“ — سلیمان
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ڈرانگ روم عمران کے قریب سے
گوئی اٹھا۔

”فی الحال اس کا بونس تو پیشگی دے دیجئے۔ تاکہ مجھے یقین ۲
جائے کہ واقعی آدمی مارنے سے تنخواہ ڈبل ہو جاتی ہے۔“ —
سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم نے آج میری جان بچانی ہے سلیمان۔ اس لئے آج تمہارا
دن ہے۔ جو چاہوئے تو۔ جتنا چاہوئے تو“ — عمران نے پیش
شاعر انداز میں کہا۔

”یہ تو اٹا چکر ہل یہا۔ آدمی مارنے سے تنخواہ ڈبل ہوتی ہے تو جان
بچنے سے سب کچھ بلکہ جتنا چاہوئے جاتا ہے۔ اب میں کیا کروں۔
آدمی ماروں یا جان بچاؤں۔“ — سلیمان نے منہ بنلتے ہوئے
کہا۔

”فی الحال تم چائے بناؤ۔ میں ٹاہر کو فون کر لوں“ — عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے شیلی فون کا رسیور
اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
”ایک ٹھو۔“ — دوسری طرف سے بلیک زیرد کی آواز سنائی
دی۔

”سلیمان مر گیا بلیک زیرد۔“ — عمران نے اچھے سمجھیہ بناتے
ہوئے کہا۔

Scanned & PDF

الرٹ کیمپ کے میزائلوں سے ہونے والی تباہی سے بھی بڑی تباہی پر ٹل گیا۔ اس لئے مجبوراً مجھے اُسے یوں کرنے کے لئے کہنا پڑا۔ کہ ہیری جان بچانے پر اُسے منہ مالکا انعام ملے گا۔ اب وہ سوچ رہا ہے کہ آدمی مارے یا جان بچائے۔ — عمران نے بتتے ہوئے کہا۔ اور دوسرا طرف سے بلیک زیر و کا اس قدر بلند ترقیہ سنا فی دیا کہ عمران نے یہ اختیار سیور کان سے ہٹایا۔ " یہ سے عمران صاحب۔ سلیمان نے آج جو کارنامہ ہمرا بخاطم دیا ہے۔ اس پر اُسے داقعی شاندار انعام ملتا چاہیے۔" بلیک زیر و نے بتتے ہوئے کہا۔

" میں نے بھی یہی سوچا ہے۔ یہ آج سی ساتھ دالے فلیٹ کی باور پر کار مشتمہ سلیمان کے لئے بچا کرنے جاؤں گا۔ بڑے دنوں سے سلیمان اُسے نئے نئے کھانے پکانے کی ترکیبیں سکھانے کی کوشش میں ہمدرفت کھا۔" — عمران نے کہا۔ اور بلیک زیر و ایک بار پھر ترقیہ مار کر ہنس پڑا۔

by RFI

ختم شہ